بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ جل جلالہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عظمتِ حبیبِ کبریا جل شانہ صلی اللہ علیہ وسلم

و

ردّ عباراتِ کفریہ

از قلم

مولانا محمد اسماعیل صاحب نقشبندی

سرفراز صاحب گکھڑوی کی رسوائے زمانہ کتاب

"عبارات اکابر" کا مدلل مسکت جواب

عظمت حبیب کبریا (جل شانہٗ) (صلی اللہ علیہ وسلم)

و

رد عبارات کفریہ

قرآن پاک و حدیث شریف کی روشنی میں

ازقلم: مولانا محمد اسمٰعیل خطیب جامع مسجد صابری

کالج روڈ گوجرانوالہ

بار ــــــ اوّل

تعداد ــــــ ایک ہزار

مصنف ــــــ محمد اسمٰعیل نقشبندی

طباعت ــــــ الجدہ پرنٹرز احاطہ ترلوک چند اردو بازار لاہور

کتابت ــــــ صاحبزادہ مقبول الٰہی ازانادہ

ہدیہ ــــــ ۲۵/- روپے

ملنے کا پتہ

- مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ
- مکتبہ حامدیہ داتا گنج بخش روڈ لاہور
- مکتبہ نوریہ رضویہ داتا گنج بخش روڈ لاہور
- مکتبہ شرکت حنفیہ داتا گنج بخش روڈ لاہور
- مکتبہ نوریہ رضویہ النور مارکیٹ اردو بازار گوجرانوالہ
- مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہی وال

فہرست مضامین عظمت حبیب کبریا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ ربّ محمد صلی اللہ علیہ وسلما
وعلیٰ ذریتہ وصحبہ ابد الدہور وکرما

پیش لفظ

دافع نجدیت کاشف اسرار دیوبندیت مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی (میلسی)

فاضل محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب خطیب صابری مسجد گوجرانوالہ "عبارات اکابر" کا رد تحریر فرما کر ایک اہم ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ سے اس کتاب کی اشاعت کے باعث ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اور ملک کے سواد اعظم اہلسنت وجماعت اس دلآزار کتاب کے جارحانہ اسلوب تحریر سے مضطرب تھے۔ خود اس فقیر راقم الحروف کو بھی ملک کے اطراف واکناف سے بکثرت علماء واحباب اہلسنت کے متعدد خطوط موصول ہوئے تھے۔ جس میں اس شر انگیز و پر فتن کتاب کے مدلل ومسکت جواب کے لئے اصرار کیا گیا تھا۔ احباب کرام کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود میں نے اس کے جواب کی فوری ضرورت اس لئے نہ سمجھی کہ اس کتاب میں لفاظی اور شاعری کے علاوہ خود مولوی سرفراز کا اپنا کچھ بھی نہ تھا۔ اور جو کچھ بھی تھا وہ مولوی منظور سنبھلی صاحب مدیر الفرقان۔ دربھنگی صاحب چاندپوری وانبیٹھوی وٹانڈوی صاحبان کے رسائل کا چربہ تھا اور انہی سنبھلی و دربھنگی قسم کے

لوگوں کی لادینی و بے معنی تاویلات کو اپنے الفاظ میں اپنی شاعری و خوش بیانی
کے ورق لگا کر پیش کیا تھا۔ الغرض عبارات اکابر میں جو کچھ تھا۔ وہ ہم
ان کے اکابر مناظرین کی کتابوں میں دیکھ چکے تھے۔ شیخ الحدیث کے لقب،
سے لے کر ابو الزاہد کی بھاری بھر کم کنیت تک والے اس سرفراز خاں
صفدر صاحب کی تحریرات کو جب، ہم ان کے وسیع القاب، فصیح کنیت و
صفدر تخلص کی روشنی میں پڑھتے ہیں۔ تو ہمیں حیرت ہوتی ہے۔ جو بے
چارہ بات بات پر ماہنامہ "الرشید" ساہی وال جیسے غیر ذمہ دار ماہنامے
کے حوالوں کا محتاج ہے وہ اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات کی خاک تاویلات
کر سکتا ہے۔ بہر حال چونکہ عبارات اکابر میں کوئی بات نئی معلوم نہیں ہوئی
اور جو کچھ اس میں ہے اس کے رد و ابطال میں علمائے اہلسنت بہت کچھ
لکھ چکے ہیں۔ اس لیے بار بار ارادہ کرنے کے باوجود فقیر راقم الحروف عبارات
اکابر کا فوری جواب نہ لکھ سکا۔ اسی دوران یہ جان کر مسرت ہوئی کہ گوجرانوالہ
ہی کے ایک فاضل بزرگ مولانا محمد اسماعیل صاحب اس کتاب کا رد مکمل فرما
چکے ہیں۔ مولا تعالیٰ انہیں جزائے خیر مرحمت فرمائے۔ آمین۔

کاش کہ۔ مولوی سرفراز صاحب زوال و انحطاط کے اس دور میں
جبکہ ہر طرف مغربی و فرنگی تہذیب کا دور دورہ ہے۔ اور بے راہ روی و
مادر پدر آزادی کی وبا عام ہے کوئی معیاری و مثبت کام کرتے۔ اگر ان میں
کوئی صلاحیت تھی تو فحاشی و بدکاری و بے پردگی۔ سینما بینی۔ سود و رشوت،
قتل و زنا۔ آداب و اخلاق وغیرہ موضوعات پر لکھتے اور کوئی اہم و مثبت کام

کرتے مگر افسوس کہ انہوں نے اپنے لئے وہ موضوع پسند فرمایا جس پر علمار عرب وعجم فیصلہ دے چکے ہیں۔ برصغیر ہند وپاک کے اکابر ومشاہیر علمار وفقہا ومشائخ کرام اس کی تائید فرما چکے ہیں۔ یہ کس قدر افسوس ناک بات ہے۔ کہ مولوی صاحب عظمت وشان رسالت کا پاس ولحاظ اور دفاع کرنے کی بجائے شخصیت پرستی میں الجھ کر اپنے مولویوں کا دفاع کر رہے ہیں اور بے جا تاویلات سے حقیقت کا منہ چڑا رہے ہیں۔ حالانکہ انبیار ورسل علیہم السلام کی خداداد عظمت وبزرگی وبرتری کے سامنے ان مولویوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔

ذہنی خلفشار مولوی سرفراز صاحب کا ذہنی خلفشار تو یہیں سے واضح ہے کہ وہ اپنے اکابر کی توہین آمیز گستاخانہ کفریہ عبارات پر سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت قدس سرہٗ ودیگر علمائے اہلسنت کے شرعی فتویٰ پر برہمی کے عالم میں کبھی تو وہ بحوالہ کتب بیان کئے گئے عقائد کو الزام قرار دیتا ہے۔ کبھی عبارت پوری نہ لکھنے کا بہانہ بناتا ہے کبھی نیت کی شرط لگاتا ہے۔ کبھی عبارات میں تحریف وخیانت کا الزام عاید کرتا ہے اور پھر تاویلات کر کے صفائی بھی پیش کرتا ہے۔ حالانکہ جب یہ الزام ہے تو پھر تاویل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ صاف صاف کہہ دیں یہ عبارات ہماری کتابوں میں نہیں ہیں۔ اور تاویل کرنا ہے تو صاف صاف اقرار کرو۔ کہ عبارات موجود ہیں۔

فیصلہ انصاف پسند قارئین پر امام اہلسنت اعلیحضرت مجدد دین وملت مولانا امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے مولوی اسماعیل صاحب سے لے کر مولوی قاسم

نانوتوی۔ رشید و خلیل گنگوہی و انبیٹھوی اور جناب اشرف علی صاحب تھانوی تک کی جن عبارات پر احکام شریعت بیان کیے۔ وہ تقویت الایمان صراط مستقیم ۔تخدیر الناس ۔ براہین قاطعہ ۔حفظ الایمان وغیرہ کتب میں ہیں یا نہیں ۔ اس کا فیصلہ ہم منصف مزاج حقیقت پسند قارئین پر چھوڑتے ہیں ۔ وہ کسی مکتبہ کی شائع شدہ کتاب لے کر بیٹھ جائیں اور اعلیحضرت مجدد ملت علیہ الرحمۃ کی نقل فرمودہ عبارات سے مطابقت کر لیں ۔

ہیر پھیر جب دیوبندی علماء کی گستاخانہ عبارات پیش کی جائیں ۔ تو عموماً مختلف النوع حیلوں بہانوں سے جان چھڑائی جاتی ہے یہی سرفراز صاحب نے کیا ہوتا یہ ہے کہ جب کسی گستاخانہ عبارت کو بحوالہ کتب بیان کیا جائے تو جواب ملتا ہے " ایسا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے لکھ سکتا ہے؟" جب کتاب سامنے رکھ دی اور کہا جائے چھپا ہوا موجود ہے ۔ پڑھ لیجیے تو کہا جاتا ہے ۔ تم اس کا مطلب نہیں سمجھے ۔ پھر دفع الوقتی کے لیے مختلف النوع من مانے مطالب بیان کیے جاتے ہیں ۔ ڈھکوسلہ بازی سے پچریں پھنسائی جاتی ہیں ۔ جب اس چکر بازی پر کہا جائے کہ یہی عبارت اسی مطلب کے ساتھ اپنی اسی عالم کی شان میں لکھ کر شائع کر دو ۔ تو راہ فرار اختیار کرتے ہوئے تیسری راہ نکالتے ہیں ۔ عبارات تحریف کی گئی ہے ۔ کبھی کہیں گے کہ آگے اور پیچھے سے پوری عبارت نقل نہیں کی گئی ۔ ہم اس پر ابھی ذرا وضاحت عرض کریں گے ۔ اپنے اکابر کی عبارات میں جتنی تحریف خود دیوبندی علماء نے کی ہیں ۔ کسی نے نہیں کی ۔ باقی رہی آگے اور پیچھے کی بات ۔ تو ہر شخص قرآن مجید احادیث شریفہ عبارت ائمہ و فقہا

محدثین سے حسب مدعا اتنی ہی عبارت نقل کرتا ہے جو اس کے مدعا کو کافی ہو۔ کبھی نہیں دیکھا گیا۔ کہ کسی مشرک نے توحید کا ثبوت مانگا ہو تو اس کے جواب میں پورا قرآن مجید یا صحاح ستہ کا پورا ذخیرہ سنایا ہو یا نقل کیا گیا ہو۔ کبھی نہیں دیکھا گیا۔ کہ پاکی ناپاکی یا دیگر فقہی مسائل کے ثبوت میں پوری شامی شریف یا عالمگیری سنائی یا نقل کی گئی ہو۔ خود دیوبندی علمار بھی جب مرزائیوں یا شیعوں وغیرہ کی عبارات نقل کرتے ہیں وہ حسب مدعا ہی نقل کرتے ہیں۔ کسی بھی ایک کتاب کے جملہ مندرجات قابل اعتراض نہیں ہوتے بلکہ کچھ عبارات ہی قابل اعتراض ہوتی ہیں۔ اور اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے وہی الفاظ و عبارات بیان کی جاتی ہیں۔ جس کی ضرورت ہو۔ باقی رہی تاویلات تو تاویل کس بات کی نہیں کی جا سکتی۔ نہ کوئی کسی کی زبان پکڑ سکتا ہے نہ قلم روک سکتا ہے۔ نہ افکار پر جبر ہے۔ مگر انصاف و دیانت کا تقاضا ہے کہ وہی عبارات و کلمات جو ان کے اکابر حضور سید الانبیار حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیار و رسل علیہم السلام و محبوبان خدا اولیار اللہ قدست اسرارہم کی شان میں لکھے چھاپے ہیں۔

تاویلات کا خبط علمار دیوبند اپنے اکابر کی توہین آمیز گستاخانہ عبارات کی مختلف النوع تاویلات کیئے جا رہے ہیں۔ وہ اس قدر احساس کمتری میں مبتلا ہیں۔ بار بار کی تاویلات کے باوجود خود ان کا ذہن اور ضمیر مطمئن نہیں ہو رہا ہے۔ ابتداً مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات کی تاویل میں المہند تصنیف فرمائی۔ مگر اور تو اور

خود علماء دیوبند مطمئن نہ ہوئے۔ پھر مولوی منظور سنبھلی صاحب مدیر الفرقان نے سیف یمانی۔ فیصلہ کن مناظرہ اور فتح بریلی نام نہاد۔ دلکش نظارہ۔ معرکۃ القلم۔ گڑھیں۔ مگر اہل دیوبند کو سکون نہ آیا۔ پھر مولوی مرتضیٰ احسن دربھنگی صاحب چاند پوری اٹھے۔ انہوں نے اپنے بڑوں کی توہین آمیز عبارات کی بکھری ہوئی دھجیاں جوڑنے اور پیوند کاری کرنے کے لیے الکوکبۃ الیمانی۔ توضیح البیان فی حفظ الایمان۔ الختم علی لسان الخصم۔ انتصاف البری۔ اسکات الہندی۔ تزکیۃ الخاطر۔ قاصمۃ الظہر وغیرہ دھر گھسیٹیں۔ مگر نہ قرار آنا تھا نہ آیا۔ حد یہ کہ مولوی حسین احمد کانگریسی سے بھی نہ رہا گیا۔ اور الشہاب ثاقب کے نام سے ایک فحش گالی نامہ سیاہ کر دیا۔ مگر سکون قلب و اطمینان نام نصیب نہ ہوا۔ اسی دوران ادنے پونے لوگوں نے نہ جانے کیا اور کتنے کچھ الٹے سیدھے رسائل لکھے اور بے جا تاویلات کے پل باندھے۔ مگر طبیعت سیر نہ ہوئی ضمیر ملامت ہی کرتا رہا۔ الغرض منافع الحدید والبرہان رد البہتان کے بعد عہد حاضر مرفوع القلم۔ جناب سرفراز گکھڑوی صاحب کی باری آئی ہے انہوں نے قدرے ہوشیاری سے کام لیا ادھر ادھر کی نقل اڑا کر لفاظی اور شعر و شاعری کی رنگینی جما کر انہی فرسودہ تاویلات کو اپنے الفاظ کا جامہ پہنا کر نیا رنگ دیکر "عبارات اکابر" کی صورت میں پیش کر دی مگر ع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

اپنے اکابر کی عبارات کی شبانہ روز اس نت نئی تاویلات کے باوجود ان کا اپنا ضمیر مطمئن نہیں ہو رہا ہے اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں ع

بے قراری تجھے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آج اہل دیوبند نے حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام
یا حضور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و کمالات پر وارد شدہ اعتراضات
و خرافات کے رد و جواب میں فلاں کتاب لکھی اور عظمت شان رسالت کا دفاع
کیا۔ ان کی جو کتاب بھی شائع ہوگی اپنے مولویوں کے خود ساختہ تقدس کے تحفظ
میں شائع ہوگی۔ بہر عنوان ان کی بگڑی بنانے اور ڈوبتی ترانے کی سعی ناکام
کریں گے۔

تاویلات کے طوفان کا متوقع انجام

آج مسلمانان عالم کے سامنے ہے آپ
ان کے اکابر کے فرسودہ تاویلات اور
کفریہ عبارات کی من گھڑت مختلف النوع تشریحات پر مشتمل مذکورہ بالا کتب لے
کر بیٹھ جائیں۔ حسام الحرمین کا پھریرا آب و تاب سے لہراتا نظر آئے گا، ایک کی
تاویل سے دوسرے کے بیان کردہ معانی کفر دوسرے کی بیان کردہ تشریحات سے
تیسرے کی تاویل ارتداد خالص بے جا اور پیہم تاویلات کے نتیجہ میں اب ان کا گویا
اپنے اکابر کے ارتداد پر اجماع ہو گیا ہے۔ اس کی مختصر سی ایک جھلک بحوالہ کتب دیکھنا
ہو تو ہمارا رسالہ "دیوبندی شاطر اپنے منہ کافر" ملاحظہ ہو۔ مناظرین کرام علماء اہلسنت
ان کی نت نئی تاویلات پر مشتمل کتب کی بھرمار سے گھبرائیں نہیں۔ بلکہ ان کو لے کر
بیٹھ جائیں اور ایک دوسرے کی پیش کردہ تاویلات کی مطابقت کریں تو حسام الحرمین
کی سو فیصد تائید و تصدیق پائیں گے اس کو کہتے ہیں۔

حق وہ جو سر چڑھ کر بولے

یوں تو مولوی سرفراز صاحب نے اپنی جان میں بہت بل کھائے ہیں پھبتیاں

کسی ہیں۔ ٹھٹھہ تمسخر کا مظاہرہ کیا ہے۔ جا بجا شعر سنا کر گستاخانہ عبارات کا ذائقہ تبدیل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ مگر اس ساری کتاب میں ان کا اپنا ہے کیا؟۔

جگہ جگہ ڈھول کی آواز۔ فیصلہ کن مناظرہ۔ الشہاب ثاقب۔ المقامع الحدید فیصلہ کن مناظرہ المہند۔ سوانح قاسمی۔ الرشید۔ تذکرۃ الرشید وغیرہ کے خانہ ساز حوالے ہیں۔ دیکھو صفحات ۲۰۔ ۲۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۴۲۔ ۶۰۔ ۷۷۔ ۱۳۹۔ ۱۳۵۔ ۱۶۹ وغیرہ وغیرہ۔ متعدد مقامات پر ان اور اس قسم کے دوسری کتب کی نقل بمطابق اصل ہے۔ بزعم خود شیخ الحدیث نقالی کے اس زور پر مصنف و مولف بن بیٹھے۔ مثال کے طور پر بلا حوالہ نقل بمطابق اصل کا ایک ثبوت حاضر ہے۔ دیوبندیوں کے سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی صاحب نے خود ساختہ فتح بریلی کے نظارہ'' کے صفحہ'' پر امیر مینائی کی امیر اللغات جلد دوم ص۳۰۲ سے ایسا کا معنیٰ بیان کیا تھا۔ اور برق کا شعر لکھا تھا وہ جوں کا توں سرفراز صاحب نے بلا شکریہ و بلا حوالہ عبارات اکابر کے ص۱۸۷ پر پیش کر دیا۔ اختصار مانع ہے ورنہ اس قسم کے متعدد حوالے لائے جا سکتے ہیں۔

تاویل مولوی اسمٰعیل صاحب تقویۃ الایمان کی نظر میں

جناب سرفراز صاحب نے تقویۃ الایمان۔ صراط مستقیم تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب کی گستاخانہ عبارات کی تاویل میں سر دھڑ کی بازی لگا دی ہے۔ مختلف النوع حیلوں بہانوں سے اہل توہین و تنقیص کی گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے الٹی سیدھی تاویلات

کی ہیں۔ لیکن بابائے وہابیت جناب مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی نادیلات کرنے والوں کی جڑیں کاٹ گئے ہیں۔ وہ تقویۃ الایمان میں بڑی فراخدلی سے صاف لکھتے ہیں " یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولیے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجیے۔ معمّا اور پہیلی بولنے کی جگہ اور ہیں" الخ تقویۃ الایمان سے لے کر تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ و حفظ الایمان تک کی عبارات ظاہراً بھی بے ادبی ہیں اور باطناً بھی بے ادبی ہیں۔ شرق سے غرب تک مسلمانان عالم ان کو گستاخی و بے ادبی قرار دے رہے ہیں۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی اس ہدایت و نصیحت کے باوجود سرفراز قسم کے لوگ اپنا سر کھپا رہے ہیں اور بے جا تاویلات کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں اور اپنے ولی نعمت بابائے وہابیت کے فرمان سے انحراف کیے جا رہے ہیں۔

مفہوم کشید کرنے کا الزام مولوی سرفراز صاحب نے جگہ جگہ اکابر کی عبارات غلط مفہوم کشید کرنے کا الزام بھی لگایا ہے مگر وہ لکھنے کو تو کشید کا پر تکلف لفظ لکھ گئے لیکن اس کی حقیقت و ماہیت پر غور نہیں کیا۔ چنبیلی سے گلاب کا عرق کشید نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی شخص خواہ کتنا بڑا ماہر عرقیات ہو وہ ایسا کرشمہ نہیں دکھا سکتا۔ اسی طرح کوئی بھی شخص کتنا ہی زور لگائے وہ عشق و محبت سے بغض و کدورت کا عرق کشید نہیں کر سکتا۔ ایمان و اسلام سے کفر و ارتداد کشید نہیں کر سکتا۔ اعلیحضرت نے اکابر دیوبند کی عبارات سے وہی معنی مراد لئے جو تھے۔ کیونکہ توہین و تنقیص سے ایمان و اسلام کا عرق کشید نہیں ہوتا۔ ذرا ملاحظہ ہو۔ اکابر دیوبند کی زبان کس قدر غلیظ ہے۔ ایک طرف

عظمت وشان رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور کیجئے اور دوسری طرف یہ عامیانہ
وسوقیانہ زبان ملاحظہ کیجئے۔
کبھی تو وہ ہر چھوٹی بڑی مخلوق (انبیاء ورسل علیہم السلام حضرات اولیاء قدس اسرارہم کو) اللہ کی شان کے آگے چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل قرار دیتے ہیں۔ کبھی وہ کہتے ہیں بعض علوم غیبیہ بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص۷) اس غلیظ وخبیث عبارات کو یہیں تک پڑھ لیجئے یا اختتام تک لے جائیں۔ اس کے مردود مفہوم معانی پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ کبھی وہ نماز میں حضور اقدس سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال اقدس میں دل میں آنے کو معاذ اللہ گدھے اور بیل سے بدتر قرار دیتے ہیں (صراط مستقیم ص۸۶) دیکھئے کس بے دردی وستم ظریفی کے ساتھ اکابر دیوبندی محبوبان خدا بالخصوص حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ چوہڑے چمار حیوانات وبہائم گدھے بیل تک سے تشبیہ دے رہے ہیں کوئی بھی ذی فہم وشعور جس کے دل ودماغ میں ایمان کی رتی ہے۔ وہ ان خبیث جملات والفاظ کو کس طرح حضرات محبوبان خدا کی مدح سرائی قرار دے سکتا ہے۔ محبوبان خدا کے حق میں اہل دیوبند کی بولی چوہڑے۔ چمار۔ گدھے۔ بیل۔ جانور یا گلوں کی بولی ہے۔ اس کو کفر والحاد نہ کہا جائے تو کیا حمد ونعت ومناقب گردانا جائے۔ مگر ؏

نکل جاتی ہے سچی بات منہ سے مستی میں

کے زیر مصداق اس نوع کی تشبیہات پر دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کو کبھی کسی اور عنوان کے تحت کہنا پڑا " اسی لئے حق تعالیٰ کو خالق کل شیئ کہنا

درست ہے اور خالق الکلاب والخنازیر (کتوں اور سوروں کا خالق) کہنا بے ادبی ہے۔ ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

بہر حال اس بحث میں مدعا ہمارا اسقدر تھا ہم اور ہمارے اکابر گستاخانہ عبارات کے کوئی خود ساختہ معانی کشید نہیں کئے۔ ان عبارات کے معانی و مفاہم وہی ہیں جو اہل زبان و کلام نے تسلیم کئے۔ شرق و عرب میں تسلیم کئے جاتے ہیں۔ مشاہیر عرب و عجم و برصغیر نے ان پر احکام شرعی بیان کئے۔ وہ عبارات فی الواقعہ بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں۔

مراد و نیت کی شرط

جناب مولوی سرفراز صاحب نے بہت پلٹیاں کھائی ہیں اور اپنے اکابر کو حسام الحرمین کی مار سے بچانے کے لئے ہر چھوٹی بڑی بات کا سہارا لیا ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی کافی ہوتا ہے "عبارات اکابر" کے صفحہ ۱ پر رقم طراز ہیں "ان (اکابر دیوبند) کی مراد اور نیت کے خلاف ان کی عبارات کا مطلب از خود تراشتے" ان کی نیت اور مراد کی یہ نامراد شرط بھی غلط ہے اور اس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ مگر ہمیں احساس ہے کہ یہ مضمون محض ایک پیش لفظ اور ابتدائیہ ہے۔ مفصل کتاب کا رد نہیں اس لئے ہم صرف جناب حسین احمد صاحب کانگریسی کے حوالہ پر قناعت کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے مخاطب کو ان پر جس قدر اعتماد ہوگا اتنا قرآن و حدیث تفاسیر کے دلائل و حوالہ جات پر کہاں۔ لیجئے آپ کی اس مراد اور نیت کی شرط کے متعلق مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند اپنے خدا وند دولت مربی خلائق جناب رشید احمد گنگوہی صاحب سے نیت کے رد کا ثبوت

فراہم کرتے ہیں۔ ہم خود لطائف رشیدیہ صد ۲۲ سے عبارت نقل کر چکے ہیں۔ کہ
حضرت مولانا گنگوہی۔ فرماتے ہیں۔ کہ جو الفاظ موہم
تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں۔ اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت
نہ کی ہو۔ مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہوجاتا ہے (الشہاب ثاقب صہ۵۰ شائع
کردہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند) ہمارے اس حوالہ سے مولوی سرفراز صاحب کی
نیت والی شرط کا تار پود بکھر گیا۔ اور ان کا یہ سہارا بھی ختم ہوگا۔ کیونکہ ؎

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

تقویتہ الایمان کی بے ادبی و گستاخی کا اقرار

حق اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتا اور بسا اوقات
حق بات خود مخالف کی زبان پر جاری ہوجاتی ہے۔ تقویتہ الایمان کی عبارات
بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں۔ جس کا مٹھی بھر دیوبندی وہابی قوم کے علاوہ
دنیا بھر کے اہل علم اعتراف کر رہے ہیں۔ مگر وہ خالق ارض وسما جل جلالہٗ جو
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سب سے بڑے قاتل و دشمن فرعون کے گھر پرورش
کرا سکتا ہے۔ تقویتہ الایمان کی بے ادبی و گستاخی کا اعتراف تھانوی صاحب
کی قلم وزبان پر بھی جاری کرا سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ دیوبندی حکیم الامت صاحب
تقویتہ الایمان کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"تقویتہ الایمان میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہوگئے ہیں تو اس زمانہ کی
جہالت کا علاج تھا۔ جس طرح قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کا آلہ ماننے والوں
کے مقابلہ میں قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ

فرمایا ہے۔ لیکن مطلب ان الفاظ کا برا نہیں ہے۔ جو غور سے یا سمجھانے سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ لیکن اب جو بعضوں کی عادت بن گئی ہے کہ ان (تقویۃ الایمان) کے الفاظ کو بلا ضرورت بھی استعمال کرتے ہیں یہ بے شک بے ادبی و گستاخی ہے۔" پہلے تو تھانوی صاحب کی سادگی اور بھولا پن ملاحظہ ہو۔ بعض الفاظ سخت واقع ہو گئے ہیں (کیا وہ الفاظ خود بخود آگھسے ہیں؟ محمد حسن علی الرضوی غفرلہ) اور قطع نظر اس سے آیۃ کریمہ کے مفہوم و الفاظ اور تقویۃ الایمان کی عبارات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو تو الٰہ ماننا شروع کر دیا تھا۔ یہاں حضور سید الانبیا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم و اولیاء کرام کو کس نے الٰہ یا معبود مانا تھا۔؟ دوم خالق کا اپنے انبیاء علیہم السلام کو کچھ ارشاد فرمانا حکمت و دانائی کی باتیں تعلیم فرمانا اور بات ہے اور امتی بن کر امتی ہونے کے دعوے کے ساتھ جن کا کلمہ پڑھتا ہو اس کی شان میں کچھ بکنا اور بات ہے۔ مگر کچھ بھی ہو۔ بہر حال تھانوی صاحب نے اس کا تو بڑی فراخدلی سے اعتراف کر لیا۔ تقویۃ الایمان میں الفاظ سخت واقع ہو گئے ہیں۔ یہ خود بخود ہوں یا اسمٰعیل صاحب کی چیرہ دستی سے اور یہ کہ اب یہ الفاظ استعمال کرنا بیشک بے ادبی اور گستاخی ہیں"۔ ؎

تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا
آخر کو ہم دونوں در جاناں پہ جا ملے

تھانوی صاحب کے ان ارشادات کے برعکس اب یہ سرفراز صاحب کی شقاوت قلبی ہے کہ وہ نہ صرف ان سخت واقع ہونے والے الفاظ کو

استعمال کر رہے ہیں۔ بلکہ بے ادبی اور گستاخی پر مبنی ان الفاظ کی مرہم پٹی و پیوند کاری میں بھی مصروف ہیں۔ حالانکہ اسی جواب میں تھانوی صاحب کے انتتامی الفاظ یہ ہیں کہ "ان الفاظ کو استعمال بھی نہ کیا جاوے" دیکھو امداد الفتاوی جلد ۴ صد ۱۱۵۔ جب تھانوی صاحب ان تقویۃ الایمانی الفاظ کے استعمال سے منع فرما رہے ہیں تو لازماً ان کے نزدیک یہ بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں۔ جب بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں تو عبارات اکابر میں ان عبارات کا بار بار اظہار و بیان ذتاویل وضاحت اپنے حکیم الامت کے ارشادات سے صریح انحراف ہے۔ ہماری اس وضاحت سے ثابت ہو گیا ہے کہ تقویۃ الایمان کی عبارات سخت ہیں اور بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں۔ اس کے علاوہ تحذیر الناس و حفظ الایمان وغیرہ عبارات کو اسی آئینہ میں دیکھ لیا جائے۔

تحریف جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ علمائے دیوبند نے خود اپنی کتابوں اور عبارتوں میں زبردست تحریف اور ردّو بدل کی ہے مگر سرفراز صاحب نے تحریف کا الزام اہلسنت و امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل قدس سرہٗ کے ذمہ لگایا ہے۔ اور اپنی عبارات اکابر میں مختلف صفحات پر یہ رونا رویا ہے۔ ناظرین کو حیرت ہو گی۔ علماء دیوبند نے اپنے اکابر کی عبارات میں جس قدر خوفناک تحریف اور شدید ردو بدل کیا ہے۔ اتنا آج تک کسی مخالف نے بھی اپنے حریف کی کتب میں نہیں کیا ہوا۔

تحذیر الناس

تحذیر الناس بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی کتاب ہے جس میں انہوں نے آیہ خاتم النبیین کے سلف و خلف کے برعکس بالکل جدید معنی بیان کر کے ایک جدید فتنہ کی بنیاد رکھی اور مرزا قادیانی مردود کے لئے راہ ہموار کی۔ آج قادیانی سب سے زیادہ انہی مولوی قاسم صاحب کی تحذیر الناس کو اپنے خود ساختہ و نام نہاد نبی کی جھوٹی نبوت کی دلیل بناتے ہیں۔ مولوی سرفراز صاحب نے بھی اپنی عبارات اکابر کے صفحہ ۱۱۶ سے آگے مختلف صفحات پر اعلیحضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کی تحذیر الناس سے نقل فرمودہ عبارات پر عامیانہ تنقید کی ہے اور لکھا ہے خان صاحب نے عبارت کے پیش کرنے میں دجل و تلبیس کا ثبوت دیا" ص۱۱۶ اپنی افتاد طبع سے مجبور ہو کر ایک خاص ترتیب دی" ص۱۱۸ وغیرہ .... اس موضوع پر تفصیل سے لکھا جا سکتا ہے۔ مگر اس وقت اس ابتدائیہ میں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اعلیحضرت مجدد دین و ملت قدس سرہٗ تحذیر الناس کی اس عبارت سے اختلاف فرمانے اور حکم شرعی ظاہر فرمانے والے کوئی پہلے اور تنہا شخص نہیں۔ دیکھئے دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کہتے ہیں " جس وقت سے مولانا (قاسم نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی ہے۔ کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا (نانوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں کی۔ بجز مولوی عبد الحی صاحب کے" (الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص۵۸۰ زیر ملفوظ ۹۲۷) مقام غور و فکر ہے جب بانی مدرسہ دیوبند نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس سے ہندوستان بھر میں کسی بھی

(عالم یا غیر عالم) نے موافقت نہیں کی۔ تو پھر امام اہلسنت امام احمد رضا قدس سرہٗ کو ہی موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ کیا اندرونی بغض و عناد اس پر مجبور کرتا ہے؟

ہندوستان بھر کے علماء کی عدم موافقت کی بنا پر چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ توبہ نامہ چھاپ دیتے اور علی الاعلان رجوع کر لیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ وہ اس پر اڑے رہے اس پر اسی زمانہ کے مشاہیر علماء کرام نے تحذیر الناس کے ردّ و جواب شائع کیے۔ چنانچہ اس کا فراخدلانہ اعتراف کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی" میں کیا گیا۔ جو مشہور دیوبندی مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دیوبند کے تائیدی تعارف کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اس میں مولوی قاسم صاحب کی تحذیر الناس کے رد میں شائع ہونے والی کتب کا مختصر ذکر موجود ہے ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے۔

" اثر ابن عباس کی بحث اور مناظرہ احمدیہ اور تحذیر الناس کے جواب میں کئی رسالے لکھے گئے۔ ہمارے مطالعہ و علم میں درج ذیل رسالے آئے ہیں۔

۱۔ تحقیقات محمدیہ حل اوہام نجدیہ ۱۲۸۹ھ ۱۸۷۲ء۔

۲۔ الکلام الاحسن۔

۳۔ تنبیہہ الجہال بالہام الباسط المتعال ۱۲۹۱ھ ۱۸۷۴ء

۴۔ قول الفصیح ۱۸۷۵ء

۵۔ افادات احمدیہ ۱۳۲۷ھ ۱۹۰۹ء

۶۔ رد رسالہ قانون شریعت

۷۔ ابطال اغلاط قاسمیہ ۱۳۰۰ھ ۱۸۸۲ء بمبئی اس رسالہ پر بہت سے علماء اکابر ہند کے دستخط موجود ہیں۔

۸ - فتاوی بے نظیر اس رسالہ میں ان تمام اکابر علمار ہند کے فتوے یکجا شامل ہیں۔ جو صحت اثر ابن عباس کے قائل نہ تھے

۹ - کشف الالتباس فی اثر ابن عباس

۱۰ - قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء

(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صد ۹۱ تا صد ۹۴)

تبائیے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا کیا قصور ہے۔ برصغیر ہند کے علمار متفقہ طور پر تحذیر الناس کا رد و ابطال فرما چکے تھے۔ اعلیحضرت نے ۱۳۲۵ھ میں حسام الحرمین علمار عرب کے ساتھ حکم شرعی واضح فرمایا۔ اور اکابر علمار ہند اس سے بہت پہلے تحذیر الناس کا رد ابطال کر چکے تھے۔ جس کا تھانوی صاحب نے بھی اعتراف کیا ہے۔

باقی رہی تحریف و خیانت کی بات تو دیکھیئے اس کتاب تحذیر الناس میں خود دیوبندی علمار نے خوفناک تحریف کی ہے۔ تحذیر الناس صد ۲۸ کی پرانی اصلی عبارت قدیم ایڈیشنوں میں یوں ہے" اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" (تحذیر الناس صد ۲۸) انارکلی لاہور۔ کراچی دیوبند کے قدیم تین چھاپوں میں صفحات کے آگے پیچھے ہونے کے باوجود عبارت اس طرح موجود ہے۔ مگر اب علمائے اہلسنت کی گرفت سے مجبور ہو کر توبہ اور رجوع کرنے کی بجائے یوں تحریف کر دی جس کو راشد کمپنی دیوبند یوپی نے شائع کیا ہے۔ ملاحظہ تحریف شدہ نئی تحذیر الناس میں یوں کر دیا گیا " اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپکے بعد بھی کوئی نبی

فرض کیا جاوے تو بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر الناس ص۲۲ شائع کردہ مکتبہ راشدیہ دیوبند یوپی) ؎

خود نہیں بدلتے تحذیر بدل دیتے ہیں

بتائیے تحریف کرنا خود اپنا شعار ہوا یا نہیں۔ حوالے اور بھی آرہے ہیں

حفظ الایمان کا حال ملاحظہ ہو۔

اس بیچاری میں پے در پے کتنی تحریفیں ہوئی ہیں۔ دوسرا کب کوئی اتنی کر سکتا ہے۔ بہر حال پہلے حفظ الایمان کی قابل اعتراض گستاخانہ عبارت ملاحظہ ہو۔ پھر اس میں تحریف اور کتر بیونت ملاحظہ ہو۔ " پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان ص۸)

دیوبندی تحریف و کتر بیونت

تازہ ایڈیشنوں میں علماء دیوبند نے یہ ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے کہ اس عبارت کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو " مکتبہ نعمانیہ دیوبند یوپی سے شائع شدہ نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند کی چھپی ہوئی حفظ الایمان ص۱۰ میں یوں ہے۔

" پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو یہاں علم غیب کا عالم الغیب کر دیا۔ حکم کی جگہ اطلاق بنا دیا ہے۔ حالانکہ اہل علم جانتے ہیں۔ محض علم غیب اور عالم الغیب میں اور اطلاق و حکم میں زمین و

آسمان کا فرق ہے مگر دیوبندیوں نے اپنی کتاب میں اپنی جان بچانے کے لئے خود تحریف کی اور الزام اہل سنت پر لگاتے ہیں۔ مولوی منظور سنبھلی نے بھی سیدھا راستہ اختیار کرنے اور اپنے تھانوی پیر مغاں کو صحیح مشورہ دینے کے بجائے اس تحریف شدہ عبارت کو ماہنامہ الفرقان مطابق ماہ رجب ۱۳۵۷ھ میں اسی ہیرا پھیری سے چھاپ دیا۔

مزید تحریف چنانچہ اس تحریف سے بھی نہ عوام مطمئن ہوئے۔ نہ ان کا اپنا ضمیر مطمئن ہوا۔ لہٰذا پھر تحریف کی ضرورت پیش آئی۔ اور تھانوی حکیم الامت نے اپنی حکمت و دانائی کا یوں مظاہرہ فرمایا۔ لکھتے ہیں۔

"لہٰذا قبولاً للمشورہ اس (عبارت) کو لفظ اگر کے بعد سے عالم الغیب کہا جاوے تک اسی طرح بدلتا ہوں۔ اب حفظ الایمان کی اس عبارت کو .... اس طرح پڑھا جاوے۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔" الخ (اشرف علی تھانوی ۱۸۔ صفر ۱۳۴۲ھ وقت الضحی فقط)

بتایا جائے۔ اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا یا علمائے عرب وعجم کا کیا قصور ہے۔ جنہوں نے حفظ الایمان کی اس خبیث عبارت پر حکم شرعی ظاہر فرمایا۔

تھانوی صاحب اور ان کے حواریوں پر لازم تھا۔ کہ جب یہ عبارت خود ان کے ذہن میں بھی کھٹک رہی تھی۔ ان کے ضمیر پر بوجھ بنی ہوئی تھی۔ عبارت بدلنے کی بجائے رجوع کا اعلان چھاپ دیتے۔ توبہ نامہ شائع کر دیتے اسکو غرض نفس

کا مسئلہ نہ بناتے تو معاملہ صاف ہو گیا ہوتا۔ مگر تھانوی جی! توبہ و رجوع الی الحق کی سیدھی راہ اختیار کرنے کی بجائے اینٹھ گئے۔

توبہ رجوع سے گریز و انکار

اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی ایک دم ہی بلا فکر و نظر حکم شرعی شائع نہ فرمایا تھا۔ بلکہ تھانوی جی کو ہر ممکن شرعی رعایت دی خطوط رجسٹریوں کے ذریعہ اخبار و اشتہار کے ذریعہ ان کو ان کے اقوال پر بار بار مطلع کیا۔ حدیہ کہ جب تھانوی جی ۱۱۔ جمادی الآخر ۱۳۲۳ھ میں سرائے خام بریلی آئے تو امام اہلسنت اعلیحضرت قدس سرہٗ نے معززین شہر و علماء کا ایک نمائندہ وفد ان کی خدمت میں بھیجا توبہ و رجوع کی تلقین فرمائی۔ تھانوی جی نے توبہ و رجوع اور مناظرہ سے صاف صاف انکار کر دیا۔ کہنے لگے "معاف کیجئے میں اس فن میں جاہل ہوں۔ میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں۔ جو شخص تم سے دریافت کرے۔ اسے ہدایت کرو۔ طبیب کا کام نسخہ لکھ دینا ہے یہ نہیں کہ مریض کی گردن پر چھری رکھ دے کہ تو پی لے ...... میں (حفظ الایمان) میں جو کچھ کہہ چکا ہوں۔ وہی کہوں گا۔ مجھے مقتول بھی کر دے تو وہی کہے جاؤں گا۔ مجھے معاف کیجئے۔ آپ جیتے اور میں ہارا" (وقعات السنان ص۹۶)

بسط البنان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ سبب تالیف کے زیر عنوان لکھا ہے "ایک دفعہ جب بریلی میں ایسے اشتہارات کے جوابات لکھنے پر ان (تھانوی صاحب) سے اصرار کیا گیا۔ تو انہوں نے یہ کہہ کر پیچھا چھڑایا۔ کہ آپ جیتے اور ہم ہارے" (حفظ الایمان مطبع علیمی دہلی ص۱ و جدید حفظ الایمان لاہوری مع بسط البنان ص۹۹)

مقام غور و فکر ہے۔ جب جناب سرفراز صاحب کے اس وقت کے اکابرین کے حالات یہ تھے وہ اپنی گستاخیوں پر خود اڑے ہوئے تھے۔ قابل اعتراض باتوں پر جمے ہوئے تھے تو پھر آج یہ لوگ حکم شرعی کے اظہار و بیان پر کیوں رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ بہر حال ہمارا ادعا ثابت ہے۔ کہ علماء دیوبند نے اپنی عبارات میں جو تحریف و کتربیونت خود کی ہے اسکی مثال نہیں ملتی۔

الزام تکفیر کی حقیقت

علماء دیوبند تکفیر کے شرعی حکم پر بہت واویلا کیا کرتے ہیں اور اسکو بہت بڑھا چڑھا کر شدید مبالغہ کا خول چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ مجددّ دین وملتّ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اس الزام کی حقیقت واضح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ناچار عوام المسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں۔ کہ علماء اہل سنت کے فتویٰ تکفیر کا کیا اعتبار۔ یہ لوگ تو ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں۔ ان کی مشین میں کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی اسحٰق صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں۔ کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جو پورے ہی حد حیا رسے اونچے گزر گئے۔ وہ یہاں تک بڑھتے ہیں۔ عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ دیا۔ غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا۔ اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا۔ کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا۔ یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے

مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم و مغفور سے جاکر جڑ دی۔ کہ معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ اجنت عالیہ عطا فرمائے انہوں نے آیہ کریمہ اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا پر عمل فرمایا۔ خط لکھکر دریافت فرمایا۔ جس پر یہاں سے رسالہ " انجار البری عن وسواس المفتری " لکھ کر ارسال ہوا۔ اور مولانا نے مفتری کذاب پر لاحول شریف کا تحفہ بھیجا۔ غرض ہمیشہ ہی ایسے افترا اٹھایا کرتے ہیں۔ تمہید الایمان صفحہ ۴۷-۴۸)

صحابی کو کافر کہنے کا افترا

حد یہ کہ علماء دیوبند نے اعلیحضرت امام اہل سنت پر معاذ اللہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک کو کافر کہنے کا شرمناک الزام لگایا۔ جناب سرفراز جس ماہنامہ الرشید کے حوالوں کو ناقابل تسخیر سمجھ کر اور معتبر جان کر نقل کرتے ہیں۔ اس ماہنامہ " الرشید " میں مولوی خالد محمود مانچسٹر وی لکھتے ہیں۔ " اب صحابی رسول حضرت عبد الرحمٰن الفاری رضی اللہ عنہ پر مولانا احمد رضا خان کی جرح سنیئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں صحابہ جرح سے بالاتر نہ تھے۔ آپ لکھتے ہیں۔ ایک بار عبد الرحمٰن فاری کہ کافر تھا۔ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا۔ چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔" (ماہنامہ الرشید ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ صفحہ ۲۴)

بظاہر مانچسٹر وی صاحب نے یہ حوالہ ملفوظات حصہ دوم سے نقل کیا۔ مگر اس میں ایسی ہولناک خیانت و بے ایمانی کی۔ کہ دیانت و امانت اپنا سر پیٹ لیتی ہے۔ اس لئے کہ یہ عبد الرحمٰن فاری فی الواقع کافر و مشرک تھا۔ مسلمان و صحابی نہ تھا۔ اعلیحضرت قدس سرہٗ نے وضاحت بھی فرمائی ہے۔ کہ " یہ عبد الرحمٰن فاری

کہ کافر تھا۔ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا۔ چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا" بتایا جائے کہ کیا کوئی صحابی معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چرا سکتا ہے۔ چرانے والے کو قتل کر سکتا ہے؟ اس کے بعد اعلیٰحضرت نے وضاحت بھی فرمائی ہے " اسے قرأت قاری نہ سمجھ لیں۔ بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا" (ملفوظات ۲ ص۲۵)

یہ ہے دیوبندی کارستانی کہ کافر کو صحابی بنا دیا۔ اور معاذ اللہ صحابی کو کافر قرار دینے کا افترار کر دیا۔ حالانکہ صحیح بخاری شریف میں جن صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اور ان سے روایات ہیں وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری ہیں دیکھو صحیح بخاری ص۲۶۱ لکھا ہے۔ عن عروۃ بن الزبیر عن عبدالرحمٰن بن عبد القاری۔ بتایا جائے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ اعلیٰحضرت نے کافر قرار دیا۔ یا دیوبندیوں نے خود ان کو کافر قرار دیا۔

علمار مشائخ اہل سُنّت کے نام پر دھوکہ دہی

جناب مولوی سرفراز صاحب نے بڑی فراخدلی سے دھوکہ دہی کی واردات کی ہیں۔ انہوں نے اپنے اکابر کو ایمان و اسلام کی ڈگری دلوانے کے لئے مختلف علمار و مشائخ اہل سُنّت کا نام استعمال کیا۔ اس فریب کاری کی مختلف روئیداد بھی سن لیجئے۔ اور سرفراز صاحب کی دیانت و امانت کی داد دیجئے عبارات اکابر کے صفحہ ۳۳ پر متصف مزاج بریلوی علمار حضرات علمار دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے۔" کی موٹی تازی سرخی جما کر سرفراز صاحب یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ فلاں فلاں حضرات ہمارے علمار کی تکفیر نہیں کرتے ..... وغیرہ۔ لیجئے ہم اس

کی قلعی بھی کھول لیتے ہیں۔

مولانا غلام محمد گھوٹوی کے نام کے ساتھ جو الفاظ نقل کئے ہیں۔ کیا ان میں یہ موجود ہے کہ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ کتب کی عبارات حق ہیں اور اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ واکابر علمار عرب وعجم کا فتویٰ غلط ہے۔ نیز یہ حوالہ گونگا ہے۔ مولانا گھوٹوی کی اپنی کسی کتاب سے نقل نہیں ہے۔ اگرچہ سرفراز صاحب نے یہاں حوالہ نقل نہیں کیا لیکن یہ حوالہ درحقیقت خانہ ساز حوالہ ہے۔ جسکو سرفراز صاحب نے ماہنامہ "الرشید" کے دارلعلوم دیوبند نمبر سے نقل کیا ہے اور ماہنامہ الرشید نے اپنے دیوبندی مولوی فردوس علی صاحب قصوری کی "چراغ منت" صلا سے نقل کیا ہے اور چراغ منت والے کو غالباً ٹیچی ٹیچی بتا گئے ہوں گے۔ تو ثابت ہوا یہ حوالہ خانہ ساز ہے گھر ہی گھر میں گردش کرتا ہوا۔ عبارات اکابر کے ص۳۳ پر نمودار ہو گیا ہے اس سے زیادہ اسکی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ ص۳۵ پر سرفراز صاحب نے لکھا ہے۔ ہم نے یہ دونوں حوالے البرہان فی رد البہتان سے نقل کئے ہیں۔ بتایا جائے یہ "البرہان" کونسا شہ پارہ ہے؟ - یہ بھی تو علمائے دیوبند کی اپنی تصنیف ہے۔

مولوی مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی دوسرا نام جناب مولوی مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی کا پیش کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ مولوی مشتاق صاحب بھی ان کے اپنے مولانا ہیں۔ "امداد المشتاق" پران ہی کا نام لکھا ہوا ہے۔ یہ امداد المشتاق والے مولانا ہیں۔ اور پھران کا حوالہ

بھی "البرہان فی رد البہتان مرتبہ علی محمد مرح پوری دیوبندی ۵۶ء سے لیا گیا ہے۔ یہ حوالہ بھی خانہ ساز ہے۔ نمبر ۲۔ ان مولوی مشتاق صاحب نے اپنے بیان میں کہا ہے "مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا میں ابتدا سے معتقد ہوں۔ زمانہ طالب علمی میں کچھ عرصہ ساتھ بھی رہا" (عبارات صدہ ۳۲) جو شخص ابتدا سے معتقد ہو۔ اس کو مشہور بریلوی پیر کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟۔

علامہ دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ	اور آپ کے صاحبزادہ علامہ ابو الحسنات قادری علیہ الرحمۃ

کا نام بھی سراسر غلط استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ حضرت محدث الوری الوری قدس سرہٗ کی حسام الحرمین شریف پر تائید و تصدیق الصوارم الہندیہ صدہ ۹۰ پر لوگوں موجود ہے "حسام الحرمین جو فتویٰ علمائے حرمین الشریفین ہے۔ وہ سرتا پا حق و بجا ہے اور جن اقوال پر فتویٰ دیا گیا ہے فریقین میں منصف کو ان کی کتابوں سے اُن اقوال کو مطابق کر کے دیکھنا کافی ہے اور معاند کو تمام قرآن بھی پڑھ لے۔ نفع نہیں بخشتا۔ اللہ جل شانہٗ مسلمانوں کو توفیق و انصاف دے۔ اور ان بے دینوں سے اپنے امن میں رکھے۔ فقط ابو محمد دیدار علی عفا اللہ عنہ۔

الفاظ مہر ابو محمد سید محمد دیدار علی رضوی مجددی قادری سابق مفتی مسجد جامع شاہی اکبر آباد الحال خطیب و مدرس مسجد وزیر خاں واقع دار الخلافہ لاہور ۱۳۴۲ھ

صفحہ ۹۸ پر علامہ ابو الحسنات قادری علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ہے۔ اصاب من اجاب ابو الحسنات سید محمد احمد رضوی قادری الوری۔ حضرت محدث الوری سے جو الفاظ منسوب کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔" اور مولانا و استاذنا رئیس المحدثین مولانا

محمد قاسم صاحب مغفور، حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے فتوے اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی ۔ احقر کے پاس موجود ہے ۔" ان الفاظ سے بھی تخذیر الناس ۔ براہین قاطعہ ۔ حفظ الایمان کے کفریات کی تائید نہیں ہوتی ۔ بھلا ان الفاظ مذکورہ بالا سے مذکورہ کتب کی گستاخانہ ورسوائے زمانہ عبارات پر کیا اثر پڑا ۔ نیز یہ عبارت ہی بے ربط ہے اور بے تکی ہے ۔ علاوہ بریں " رسالہ تحقیق المسائل " خود حضرت محدث الوری کی اپنی تصنیف نہیں نہ اس کا ان کے سوانح نگاروں نے تذکرہ کیا ۔ دوسرا حوالہ " الرشید " کا ہے ۔ جو فرضی حوالے گھڑنے میں حسین احمد ٹانڈوی کی طرح فنکار ہے ۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ حضرت مولانا دیدار علی شاہ صاحب نے کبھی ایک دن تو کیا ایک لمحہ بھی نہ مدرسہ دیوبند میں پڑھا ۔ نہ قاسم نانوتوی صاحب سے پڑھا ۔ اسی طرح جناب نانوتوی صاحب نے نہ کبھی پڑھا نہ مدرسہ دیوبند میں پڑھایا ۔ چنانچہ سوانح قاسمی میں لکھا ہے کہ " دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد قاسم نے نہ درس دیا ۔ نہ اس کے اہتمامی و انتظامی شعبوں سے بظاہر بحیثیت عہد کے کسی قسم کا تعلق آپ کا کبھی قائم ہوا ۔" (سوانح قاسمی حصہ دوم ص ۲۷۳)

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

گولڑوی صاحب نے بھی اپنے بیان میں کسی جگہ بھی تخذیر الناس ۔ براہین قاطعہ ۔ حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ عبارات کی تائید نہیں فرمائی ۔ اور پھر یہ حوالہ بھی مشہور دیوبندی مولوی بہاؤالحق قاسمی کی اسوۂ اکابر ص ۲۷ ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر ۷،۸ سے نقل کیا

گیا ہے۔ یہ خود حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کے تحریر فرمودہ نہیں ہیں۔ خانہ ساز ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

سید غلام محی الدین صاحب گولڑوی سے متعلق یہ الفاظ بھی ہیں۔ "جو شخص ان علماء دیوبند کے حق میں کچھ برا کہتا ہے۔ اس کا ایمان خطرے میں ہے۔" بھلا پیر سید غلام محی الدین صاحب ایسا کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ دیوبندیو غور کرو جو شخص انبیاء و رسل علیہم السلام محبوبان خدا کے حق میں برا بکتا ہو۔ کہتا ہو۔ اس کا ایمان تو خطرے میں نہ ہو۔ الٹا علماء دیوبند کو بُرا کہنے والوں کا ایمان خطرے میں ہو جائے نیز یہ حوالہ بھی دیوبندی کتابچہ ڈھول کی آواز سے ہے۔ ماہنامہ "الرشید" سے ہے۔ یہ سب گھریلو صنعت کاری ہے

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رح کا نام بھی استعمال کیا گیا ہے۔ آپ سے جو الفاظ منسوب کئے گئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ "مولانا مولوی انور علی شاہ صاحب صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ (میاں صاحب) ان سے کچھ باتیں کرتے رہے (انور) شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا.... اور کہا۔ دیوبند میں چار نوری ہو جود ہیں .... وغیرہ۔ ان جملوں پر بھی چند طرح غور لازم ہے۔ اول یہ کہ مولوی انور شاہ صاحب اور احمد علی صاحب لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے

ان کا حاضر ہونا میاں صاحب قبلہ کی عظمت کی دلیل ہے نہ کہ ان اصحاب کی۔ پھر لکھا ہے یہ لوگ بڑی ارادت سے ملے۔ ان الفاظ سے بھی میاں صاحب علیہ الرحمۃ کی بزرگی و برتری اور انور شاہ وغیرہ کی نیازمندی و حسن عقیدت ظاہر ہوتی ہے۔ آپ (میاں صاحب) ان سے کچھ باتیں (یقیناً بدعقیدگی سے توبہ و رجوع کی) کرتے رہے اور شاہ صاحب خاموش رہے۔ مولوی انور شاہ اور احمد علی صاحب جسکو اہل دیوبند بڑا فاضل شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر وغیرہ قرار دیتے ہیں کا حضرت میاں صاحب کی باتیں سن کر خاموش رہنا اپنی غلطی کا اعتراف اور اقرار ایک سکوتی ہے اور آپ کی علمی فضیلت و برتری کی دلیل بھی ہے۔ آخر میں یہ بھی ہے کہ انور شاہ صاحب نے برکت کے لئے حضرت میاں صاحب سے اپنی کمر پر ہاتھ پھروایا۔ بتایا جائے بزرگ بچوں کے سر پر کمر پر ہاتھ پھیرتے ہیں یا بچے بزرگوں کی کمر اور سر پر پھیرتے ہیں اس حوالہ سے مکمل طور پر سُنّی بریلوی رہنما حضرت میاں صاحب کی فضیلت و عظمت ثابت ہوئی۔ باقی رہا دیوبند میں چار نوری وجود ہونا۔ تو نوری وجود تو دیوبندی خود حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں مانتے۔ تو خود کیسے ہو سکتے ہیں اور نور کی جو تشریح ص۳۷ پر خود مولوی سرفراز صاحب نے کی ہے۔ نوری وجود اس سے بھی معارض ہے بہر حال یہ حوالہ بھی اہل دیوبند کے لئے کارآمد نہیں ہے۔ وبال جان بن جائے گا۔

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رح	وہ ہیں جنہوں نے سلانوالی میں مشہور دیوبندی مولوی منظور سنبھلی مدیر ال

"الفرقان" کو شیر بیشہ اہلسنت مولانا محمد حشمت علی صاحب لکھنوی علیہ الرحمۃ سے عبرتناک شکست فاش دلوائی حضرت خواجہ صاحب اس مناظرہ کے بانی وصدر تھے۔ مکتبہ مجیدیہ ملتان کی شائع کردہ دیوبندی روئیداد ملاحظہ کی جاسکتی ہے

نمبر۲۔ یہ حوالہ بھی دیوبندی کتابچہ ڈھول کی آواز اور دیوبندی ماہنامہ الرشید کے دارالعلوم دیوبند نمبر سے نقل ہے۔

نوٹ۔ جب یہ حوالہ الرشید نے نقل کیا۔ ہم نے حضرت خواجہ سیالوی صاحب کو جوابی خط لکھا تھا۔ کہ تحذیر الناس کی عبارت اور جناب قاسم نانوتوی صاحب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ اس کا جواب خواجہ صاحب نے مفصل ارسال کیا تھا جس میں اپنا میلان طبع فتوئی تکفیر کی طرف ظاہر کیا گیا۔ فتوئی پر حضرت خواجہ صاحب کی مہر شریف اور دستخط موجود ہیں۔ کوئی بھی صاحب جوابی لفافہ پچاس پیسے کا ڈاک ٹکٹ بھیج کر ہم سے تحذیر الناس اور نانوتوی صاحب پر خواجہ صاحب سیال شریف کا تازہ فتوئی منگوا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ اور ہم کیا کر سکتے ہیں۔

مولانا قاضی عبدالنبی کوکب مرحوم اکابر اہلسنت میں سے نہ تھے انہوں نے "مقالات یوم رضا" میں جو کیا تھا۔ اس کی وضاحت انہوں نے ماہنامہ "رضائے مصطفٰے" گوجرانوالہ جمادی الاول سنہ ۱۳۹۶ھ میں کر دی تھی۔ اس کے بعد ان کا نام گرامی استعمال کرنا شرمناک ہے۔ ان سارے حوالوں میں ایک حوالہ بھی ایسا نہیں جو اہل دیوبند کے نزدیک کار آمد ہو۔ اور ان کے ایمان و اسلام کا سرٹیفکیٹ بن سکے۔ اس کے ساتھ ہم جناب سرفراز صاحب کو یہ بھی بتادیں کہ ایک زمانہ میں جب دیوبندی حضرات

اپنی وہابیت کو چھپاتے تھے خود مولوی قاسم صاحب میلاد اور قیام وسلام کو برکت والا عمل بتاتے تھے خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت مولانا معین الدین نزہت قاسم نانوتوی صاحب کے مرید ہو گئے تھے۔ جب حقیقت حال واضح ہوئی تو توبہ فرمائی اور ایک بند نظم کیا۔ فرماتے ہیں ؎

پھرا ہوں میں اس گلی سے نزہت ہوں گمراہ جس سے شیخ قاضی
رضائے احمد اسی میں سمجھوں کہ احمد رضا ہوں مجھ سے راضی

جناب قاسم نانوتوی کی بیعت چھوڑ کر اعلیحضرت امام اہلسنت کے مرید ہوئے تو جس طرح حضرت صدر الافاضل کے والد ماجد مولانا معین الدین نزہت کی پرانی بات اور سابقہ قول دلیل نہیں بن سکتا۔ اسی طرح ایسے حضرات کے اقوال کیسے دلیل بن سکتے ہیں جو عدم واقفیت کے باعث پہلے دور کے ہوں۔ یہ وضاحت اس لئے ضروری سمجھی گئی۔ کہ آجکل بعض دیوبندی حضرات اس خبط میں مبتلا ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اپنے اکابر کی بگڑی بنائی جائے۔

المہند کا سہارا

جناب سرفراز صاحب نے جابجا المہند کا نام لے کر اپنے اکابر کا بھرم رکھنے کی بھی سعی ناکام کی ہے۔ المہند میں کیا ہے۔ یہ محض فریب اور فراڈ کا مجموعہ ہے۔ صاحب المہند نے اپنی اور اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات کی قطعاً کوئی قابل قبول تاویل نہ کی۔ نہ حسام الحرمین کی کسی بات کا جواب دیا۔ بلکہ المہند میں اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ ومسلک چھپایا گیا ہے۔ بلکہ ان پر فتاویٰ بھی صادر کیے ہیں۔ "المہند" سے حسام الحرمین کی عظمت

دوبالا ہو جاتی ہے۔ اس کی صداقت وحقانیت کا پتہ چلتا ہے۔ حسام الحرمین میں حرمین طیبین کے جلیل القدر علماء فقہاء کی تائید وتصدیق موجود ہیں۔ جبکہ المہند میں اکثر وبیشتر تصدیقات انہی مولویوں کی ہیں۔ جو براہ راست حسام الحرمین کی زد میں ہیں۔ اختصار مانع ہے ورنہ ہم المہند کے فتاوی اور تقویۃ الایمان۔ تحذیر الناس براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب کا ایک تقابلی جائزہ پیش کرتے۔ قارئین کرام مذکورہ کتب اور المہند کو لے کر بیٹھ جائیں اور بچشم خود حسام الحرمین کی حقانیت کا نظارہ کریں۔ "المہند" کے منظر عام پر آتے ہی خلیفہ اعلیٰحضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ نے اس کی قلعی کھولی تھی اور اسکا جواب التحقیقات لدفع التلبیسات کی صورت میں شائع کر دیا تھا۔ جو خلیل انبیٹھوی صاحب کی حیات میں ہی چھپ گیا تھا۔ اور پھر اس کے جواب کی انبیٹھوی صاحب یا ان کے حواریوں کو جرأت نہ ہوئی۔

قصہ دارالاسلام کا

عہد حاضر کے دیگر مرفوع القلم مجہول مطلق دیوبندی اہل قلم کی طرح مولوی سرفراز صاحب نے بھی لکیر کا فقیر بن کر دارالسلام اور دارالحرب کی بحث کو چھیڑ رہے۔ یہ موضوع ایک مستقل بحث چاہتا ہے۔ سرفراز جی کو کیا معلوم کہ دارالسلام کس کو کہتے ہیں۔ دارالحرب کب ہوتا ہے۔ گکھڑوی صاحب ان باتوں کی گرد راہ کو بھی نہیں پا سکتے۔ گکھڑوی صاحب نے عبارات ص۴۴۔ ص۴۵۔ ص۱۵۰۔ ص۱۶۹ وغیرہ متعدد صفحات پر مسئلہ دارالاسلام کے پردہ میں حضور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کو معاذ اللہ انگریز کا ایجنٹ۔ حکومت برطانیہ وغیرہ کا طرفدار کہہ کر اپنا نامۂ اعمال

سیاہ سے سیاہ تر کیا ہے۔ اگر ہند کو دار السلام کہنا انگریز کی ایجنٹی اور حکومت برطانیہ کی طرفداری ہے۔ تو پھر اس جرم میں خود حکیم الامت دیوبندی تھانوی جی کا نام نامی سرفہرست ہوگا۔ اور جناب مربی خلائق دیوبندیہ گنگوہی جی کی بھی خیر نہیں۔ مولوی گکھڑوی صاحب کو " اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام " تو یاد رہی۔ مگر اپنے حکیم الامت تھانوی صاحب کی " تحذیر الاخوان " نظر نہ آئی انہیں سیدنا سرکار اعلحضرت رضی اللہ عنہ کے یہ مبارک الفاظ تو نظر آ گئے۔ کہ " ہندوستان بفضلہ دار الاسلام ہے " مگر تھانوی صاحب کی " تحذیر الاخوان " کے مطالعہ کے وقت سفید موتیا اتر آیا اور وہ یہ الفاظ نہ پڑھ سکے " ترجیع (ہندوستان کے) دار الاسلام ہونے ہی کو دی جائے گی .... اس صورت میں بھی ہندوستان دار الاسلام ہوگا۔" (تحذیر الاخوان صـ۹) پھر لکھتے ہیں۔
" تعجب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو دار الحرب قرار دیکر آمدنی بینک کو حلال سمجھتے ہیں " پھر لکھتے ہیں " امام اعظم (ابو حنیفہ) صاحب نے جو دار الحرب کی تعریف کی ہے اس کا ہندوستان پر صادق آنا محل نظر ہے۔ کیونکہ امام صاحب (ابو حنیفہ رض) کے پاس دار الحرب ہونے کی یہ شرط ہے۔ کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے اور یہاں (ہندوستان) میں بہت سے احکام مسلمانوں کے جاری ہیں "۔ (تحذیر الاخوان صـ)

تھانوی صاحب کے بعد اب جناب گنگوہی صاحب کی سنیئے۔

" دار الحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علماء حال میں ہے۔ اکثر دار الاسلام کہتے ہیں اور بعض دار الحرب کہتے ہیں۔ بندہ اس میں فیصلہ نہیں کرتا۔" (فتاوی رشیدیہ جلد اول صـ) قارئین کرام کو پہلے تو ہم واضح کردیں۔ کہ مختلف جلدوں پر مشتمل مطبع سعیدی

قرآن محل کراچی کے چھپے ہوئے اس فتاویٰ رشیدیہ میں جناب گنگوہی صاحب نے تسلیم کیا ہے " اکثر دار الاسلام کہتے ہیں" لیکن اب بعد کے شائع شدہ فتاویٰ رشیدیہ میں کسی گگھڑوی قسم کے رئیس المحرفین نے اس کو تلف کر دیا ہے۔ پرانے فتاوی رشیدیہ میں یہ عبارت موجود ہے لیکن نئے چھاپے میں ایسا نہیں ہے۔ باقی رہا یہ کہ بندہ اس میں فیصلہ نہیں کرتا۔ تو بندہ کیونکر فیصلہ کر سکتا ہے۔ جبکہ یہ بندہ سرکار برطانیہ کا بندہ بے دام ہے۔ وہ بہ رضا و رغبت برملا بلکہ فخریہ اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ " میں جب حقیقت میں سرکار (گورنمنٹ برطانیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں۔ تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا" (تذکرۃ الرشید ص۸۰)

ہم جناب سرفراز صاحب سے گزارش کریں گے۔ کہ وہ صفدر ہونے کا ثبوت دیں۔ تحذیر الاخوان ہم سے منگوالیں۔ اور اس میں تھانوی صاحب کے مذکورہ الفاظ ملاحظہ فرما کر ان کو بھی اعلیٰ حضرت کا شریک جرم قرار دیں۔ انگریز کا ایجنٹ اور گورنمنٹ برطانیہ کا وفادار قرار دیں۔ یہ بے جا بھی نہ ہوگا کیونکہ سرفراز صفدر صاحب کو بخوبی علم ہے کہ جناب تھانوی صاحب کو " چھ سو روپے ماہوار حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے"۔ (مکالمۃ الصدرین ص۱۶) اور خود تھانوی جی کا اعتراف موجود ہے کہ " انہوں (انگریزوں) نے ہمیں بہت آرام پہنچایا ہے"۔ (الافاضات الیومیہ حصہ چہارم ص۶۹۷ زیر ملفوظ ۱۱۳۶)

صفدر صاحب کو اگر فی الواقع صفدر ہیں تو گھبرانا نہیں چاہئیے۔ نانوتوی صاحب اور گنگوہی صاحب کی طرح علی الاعلان اعتراف کر لینا چاہئیے " جیسا کہ آپ حضرات (نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند گنگوہی صاحب وغیرہ) اپنی مہربان سرکار (گورنمنٹ

برطانیہ) کے دلی خیرخواہ تھے تازیست دلی خیر خواہ ثابت رہے۔" (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۷۹) - اس سے زیادہ وضاحت و تفصیل سے لکھا جا سکتا ہے۔ مگر اختصار مانع ہے۔ اس موضوع پر قارئین کرام اور صفدر جیسے ڈھیٹ ضدی انسان نہیں منصف مزاج دیوبندی ہماری کتاب "برہان صداقت" ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ جس سے پتہ چلے گا انگریز دوستی اور انگریز پرستی کس کا شیوہ رہا ہے۔

اس عنوان پر اس مختصر گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ صفدر صاحب کو پتہ ہی نہیں کہ ان کے اکابر کیا لکھتے آئے ہیں۔ اور اعلیٰحضرت سے بعض و عناد کے نشہ میں دھت ہو کر اس جرم میں ان پر انگریز ایجنٹی کا الزام لگا رہا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

سیّد احمد شہید یا مفرور

جناب سرفراز صاحب نے اپنے اکابر کے عقائد و افکار سے لاعلمی برتتے ہوئے بہت ہولناک غلطیاں کی ہیں۔ ان کی لاعلمی پر حیرت ہوتی ہے۔ کبھی وہ دارالاسلام کے مسئلے میں اپنے اکابر کے مسلک سے عدم واقفیت کی بنا پر اس جرم میں سیّدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ انگریز کا ایجنٹ قرار دیتا ہے۔ کبھی سیّد احمد صاحب ساکن رائے بریلی کو شہید لکھتا ہے۔ حالانکہ اکابر دیوبند کے نزدیک سیّد احمد صاحب شہید نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ فرار ہو گئے تھے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ قاری محمد طیّب صاحب مہتمم مقبوضہ مدرسہ دیوبند۔ امیر شاہ خان صاحب کے نام سے شائع ہونے والی معتبر ترین کتاب ارواح ثلاثہ میں لکھا ہے۔

" پھر کچھ عرصہ بعد کھڑک سنگھ پسر رنجیت سنگھ والی لاہور سے لڑائی ہوئی جس

میں بہت مجاہدین مارے گئے۔ اور حضرت مولوی اسمٰعیل صاحب و مولوی محمد حسن صاحب بھی وہیں شہید ہوئے۔ البتہ..... سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا کچھ پتہ نہ لگا۔" (ارواح ثلاثہ صد ۱۲۳)۔

اس جگہ سیّد صاحب کے متعلق بڑی فراخدلی اور خندہ پیشانی سے تسلیم کیا ہے کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کے قتل کے بعد سیّد صاحب کا کہیں پتہ نہ لگا۔ اس کے بعد سید صاحب کی تلاش شروع ہوئی۔ تلاش کرنے والوں تین راویوں کے بیان ملاحظہ ہوں۔ لکھا ہے۔ " لوگ تلاش میں تھے اور ادھر ادھر جستجو کرنے لگے چند آدمی مختلف دیہات اور پہاڑوں میں جا کر ڈھونڈا کرتے تھے۔ اور (سیّد احمد) کسی کو نہ ملتے تھے۔ گاؤں میں برابر پتہ ملتا چلا جاتا۔ کہ یہاں تھے وہاں تھے ایک شخص نے بیان کیا۔ کہ مجھے سخت بخار تھا۔ اس حالت میں مَیں نے تینوں شخصوں کو جاتے دیکھا۔ جن میں ایک سیّد صاحب تھے۔ میں نے غل مچایا۔ کہ حضرت آپ ہم کو کہاں چھوڑ گئے اور کیوں ہم سے علیحدہ ہو گئے۔ سب لوگ آپ کے راہ براہ ہیں میرے غل مچانے پر حضرت سید احمد صاحب نے منہ پھیر کر مجھے دیکھا۔ کچھ جواب نہ دیا۔ اور چلے گئے۔" (ارواح ثلثہ صد ۱۲۴)

دوسرے شخص کا بیان ہے۔" ہم انہی دنوں سید صاحب کو پہاڑ میں تلاش کر رہے تھے۔ دفعتہً کچھ فاصلہ پر گڑ بڑاٹ سنا۔ میں وہاں گیا۔ تو دیکھا کیا کہ سیّد صاحب اور ان کے دو ہمراہی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا مصافحہ کیا اور عرض کیا۔ کہ حضرت کیوں غائب ہو گئے۔ سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں۔ مجبور ہو کر ہم نے فلاں شخص کو اپنا خلیفہ بنا لیا ہے۔ ان سے بیعت کی ہے۔ آپ نے تحسین فرمائی

اور فرمایا۔ ہم کو اب غائب رہنے کا حکم ہوا ہے۔ اور حضرت سید صاحب مع ہمراہیان غائب ہو گئے "۔ (ارواح ثلاثہ صـ۱۷۲)

اب تیسرے شخص کا بیان ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے۔ " سید صاحب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہم ایک گاؤں میں ایک جگہ اترے۔ وہاں دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ یہ قبر جو ڈھئی ہوئی تازہ پڑی ہے۔ اس کو سید صاحب ابھی ڈھوا کر گئے ہیں۔ کیونکہ اونچی قبر تھی۔ اِدھر اُدھر دیکھا تو کہیں پتہ نہ تھا "۔ (ارواح ثلاثہ صـ۱۷۴)

ہر کوئی پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ سید صاحب غائب ہو گئے۔ سید صاحب کا کہیں پتہ نہ چلا۔ سید صاحب نے کہا۔ اب (جہاد کے وقت) ہم کو غائب رہنے کا حکم ہوا ہے۔ تعجب ہے کہ سکھوں سے جہاد کرتے کرتے عین میدان جہاد سے بھاگ کر قبروں سے جہاد کرنے لگے۔

مگر یہ سرفراز صفدر صاحب کا جگر گردہ ہے کہ وہ سید صاحب کو تمغۂ جرأت اور نشان حیدر تک دینے کے موڈ میں نظر آ رہے تھے۔ ان کی مختصر سے قبرستان میں قبر بھی ثابت کر رہے ہیں۔ کبھی ان کے سر کو گڑھی حبیب اللہ خان میں دریا کے کنارے دفن کرا رہے ہیں۔ حالانکہ دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری صاحب کا کشف یہ ہے۔ کہ " علامہ (شمس الحق) افغانی نے دریافت فرمایا۔ کیا وجہ ہے کہ سید صاحب جو شیخ اور مرشد ہیں کی قبر پر انوار مولانا (اسمٰعیل) شہید کی قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت احمد علی نے فرمایا۔ ہاں یہ واقعہ ہے۔ کہ میں نے صاحب قبر سے دریافت کیا تو اس نے کہا۔ میں سید احمد نہیں ہوں۔ میرا نام سید احمد ہے۔ میں مولانا (اسمٰعیل) شہید کا مرشد نہیں ہوں۔ لوگوں نے

مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے۔" (خدام الدین لاہور ۲۲ ر فروری ۶۳ء صفحہ ۴۴)

اب کوئی مولوی احمد علی صاحب کے کشف کا اعتبار کرے یا سرفراز صاحب کی چشم دید گواہی کا۔ جو بڑے وثوق و اعتماد سے تصورات کے ددش پر فرضی عمارت تعمیر کر ڈالتے ہیں۔

لزوم التزام کفر کے معنی سے بے خبری

جناب مولوی سرفراز صاحب اپنی شیخ الحدیثی کے بلند بانگ دعووں کے باوجود لزوم والتزام کفر کے معنی سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے۔

عبارات اکابر صفحہ ۱۰۴ و صفحہ ۱۰۵ پر بزعم خود اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ کے فتاوی کا تضاد ثابت کرنا چاہا ہے۔ حالانکہ ان کے نقل کردہ اعلیحضرت کے اول الذکر فتویٰ میں محض اسمٰعیل دہلوی صاحب کا ذکر نہیں۔ نہ ان پر فتویٰ ہے بلکہ اُن کا نقل کردہ تیسرا سوال " روافض وغیرہم منتدعین " سے متعلق ہے اور امام اہلسنت اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے فتویٰ مبارکہ کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ جو خود انہوں نے بھی نقل کئے۔ " یہ سب فرقے بالقطع والیقین کافر مطلق ہیں " اس فتویٰ میں متعدد فرقوں کا ذکر ہے۔ اسمٰعیل بذات خود کوئی فرقہ نہیں بتانے اور مطلع کر دینے کے باوجود جو اُن کے بیان کردہ عقائد و عبارات کفریہ پر اڑے ہوئے ہیں۔ وہ بلاشبہ اس فتوی کے مطابق کافر ہیں۔ باقی رہا خود مولوی اسمٰعیل صاحب کا معاملہ اور " الکوکبۃ الشہابیہ " کا حوالہ تو اس میں اعلیحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے نہ دہلوی صاحب کے کفریات و عبارات کو خن بجانب

کہا ہے۔ نہ اُن کو مسلمان قرار دیا ہے۔ بلکہ از راہ احتیاط تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ ایک تو دہلوی صاحب کی توبہ مشہور ہے جیسا کہ خود جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کسی نے سوال کیا تھا کہ "ایک بات تو مشہور ہے۔ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص۳۷۵)

یہاں یہ بات قابل غور و فکر ہے کہ سائل نے سوال میں توبہ کی شہرت کا اعتراف کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ ایک بات یہ مشہور ہے۔ لازماً یقیناً سائل نے اس کی عام شہرت سنی ہوگی۔ اس کے ساتھ سائل بھی ظاہر کر رہا ہے کہ "بہت سے آدمیوں کے روبرو توبہ کی۔ تو اس توبہ کی شہرت کے سبب از راہ احتیاط اعلحضرت نے تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اور ایک مفتیٔ شرع کو ایسا ہی چاہیئے۔ دوم یہ کہ اعلحضرت قدس سرہٗ کے نزدیک مولوی اسمٰعیل صاحب سے لزوم کفر ثابت ہے التزام کفر نہیں۔ لزوم کفر کے معنی ہیں کہ کفر کا لازم ہونا اور التزام کفر کے معنی اپنے اوپر لازم کرنا۔ بعض اوقات ایک کلام مستلزم کفر ہوتا ہے۔ مگر قائل کو اس کا علم نہیں ہوتا یہ لزوم کفر ہے مگر جب اسے بتا دیا جائے کہ تیرے اس کلام سے تجھ پر کفر لازم ہے (جیسا کہ امام اہلسنت اعلحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے معاصرین علماء دیوبند کو بتایا سمجھایا) اور وہ اس کے باوجود اڑے رہے۔ جیسا کہ بعض اکابر دیوبند اپنی گستاخانہ عبارات پر اڑے رہے اور اپنے کلام میں لزوم کفر سے خبردار ہو کر بھی رجوع نہ کیا۔ تو یہ التزام کفر ہوگا۔ تقویۃ الایمان کی بعض عبارات

ایسی ہی ہیں۔ جو صریح کفر ہیں۔ لیکن از راہ احتیاط یہ سمجھ لیں۔ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے ان کفریات سے بے خبر تھے۔ ان کو کسی نے مطلع نہیں کیا۔ اگر اس کو اس کے کفر سے مطلع کر دیا جاتا۔ کہ یہ تیرا کلام کفر کو مستلزم ہے اور وہ اس کے باوجود بھی اڑا رہتا۔ ان اقوال کفریہ سے رجوع نہ کرتا۔ تو التزام کفر ہوتا۔ اور احتیاط و کف لسانی کی گنجائش نہ رہ جاتی • اب جبکہ یہ ثابت نہیں کہ اسمٰعیل صاحب کو ان کے کفریات پر کسی نے سمجھایا اور ان کی توبہ مشہور ہے تو یہ لزوم التزام کی حد تک نہیں پہنچا۔ اس لئے اعلحضرت نے تکفیر اسمٰعیل سے سکوت فرمایا • اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسمٰعیل صاحب کی کفریہ عبارات عین اسلام ہو گئیں یا اب جو لوگ مطلع ہونے کے باوجود ان کفریات پر اڑے ہوئے ہیں اور اپنے کفریہ اقوال کو حق سمجھتے ہیں۔ تاویلات کرتے ہیں۔ مناظرے کرتے مقابلہ میں آتے ہیں۔ وہ التزام کفر کے مرتکب نہیں ہیں۔

مولوی گنگوہی۔ اب اسمٰعیل دہلوی کے توبہ کی شہرت کے متعلق سائل کے سوال کے جواب میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے جو کچھ کہا وہ ملاحظہ ہو۔

"بندہ کے نزدیک سب مسائل اس (تقویۃ الایمان) کے صحیح ہیں۔ اگرچہ بعض مسائل میں بظاہر تشدد ہے۔ اور توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے۔" ذرا غور کیجئے اوّل تو یہ کہ مولوی گنگوہی صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ ان کے نزدیک توبہ ثابت نہیں مگر ان کی عدم شہادت سے عام شہرت پر کیا اثر پڑا جب کہ سائل توبہ کی شہرت سن کر جو بہت آدمیوں کے رُد برو ہوئی اور بوقت آخر ہوئی۔ گنگوہی صاحب سے سوال کر رہا ہے۔ عام شہرت پر گنگوہی کی عدم

شہادت کس طرح اثر انداز ہو سکتی ہے۔ دوم یہ کہ سائل جو مولوی رشید گنگوہی صاحب کو اپنا ہم عقیدہ و ہم مسلک ہو کر دریافت کر رہا ہے۔ وہ توبہ کی عام شہرت کا اعتراف کر رہا ہے اگر شہرت نہ ہوتی اور سائل نے نہ سنی ہوتی۔ تو وہ کیوں تحقیق کرتا۔ سائل نے خود یہ نہیں کہا۔ ان کے نزدیک اہل بدعت نے ایسا کہا ہے۔ بلکہ یہ ملفوظات گنگوہی صاحب کے ہیں کہ یہ افترا اہل بدعت کا ہے۔ چلو بدعتیوں ہی نے ایسا کہا تو کیا جناب سرفراز صاحب یہ بتانے کی جرأت کریں گے کہ چند بدعتی کسی کے کفریات سے توبہ کی شہادت دیں۔ تو وہ خود اسے مسلمان سمجھیں گے یا کافر قرار دیں گے۔ اس مختصر تحقیق سے ثابت ہوا۔ کہ اعلحضرت کے فتاویٰ میں کوئی تضاد نہیں۔ سرفراز صاحب خود لزوم کفر و التزام کفر اور اعلحضرت کے فتاویٰ کی نوک پلک سمجھنے سے قاصر و عاجز ہے۔

استعداد و قابلیت مولوی سرفراز صاحب کی استعداد و قابلیت کا یہ عالم ہے کہ وہ شیخ الحدیث کہلوانے لکھوانے کے ساتھ ساتھ آجکل محدث اعظم پاکستان کے لفظ کا بھی سرقہ کر رہے ہیں۔ محدث اعظم پاکستان کے لقب پر نظریں للچائی جا رہی ہیں۔ جیسے ان کے مربی خلائق مولوی گنگوہی صاحب نے چیلوں چپٹوں سے خود کو غوث الاعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں غوث الاعظم لکھوانا شروع کر دیا تھا۔ دیکھو تذکرۃ الرشید حصہ اول صہ ۲ از عاشق الٰہی میرٹھی۔ اسی طرح سرفراز صاحب کو بھی محدث اعظم پاکستان کہلوانے کی سوجھی ہے۔ محدث اعظم پاکستان (مولانا محمد سردار احمد) رحمۃ اللہ علیہ وہ تھے جنہوں نے پورے تیس سال حدیث شریف کا درس دیا۔ جن کے حلقۂ درس سے ایک

ایک سال میں سو سو علمار کرام فارغ التحصیل ہوئے۔ جن کو ان کے عہد کے اکابر و
مشاہیر علمار و مشائخ نے محدث اعظم پاکستان تسلیم کیا۔ لکھا چھاپا۔ جن کے تلامذہ آج
دنیا کے اٹھارہ مدارس میں دارالحدیث کی زینت ہیں۔ مرکزی دینی مدارس میں مسند
شیخ الحدیث پر فائز ہیں۔ جن کے نام خط پر صرف محدّث اعظم پاکستان لکھنے سے
خط پہنچ جاتا تھا۔ ان کی نقالی میں آج سرفراز صاحب کو شیخ الحدیث اور محدّث اعظم
پاکستان کہلوانے کا شوق ہوا ہے۔ گویا یہ اب اپنے فرقہ کے حافظ الحدیث عبداللہ
درخواستی وغیرہ سے بھی بڑھ گئے۔ یہ ان سے بھی بڑھ کر محدث اعظم اور شیخ الحدیث
ہیں۔ اور پھر یہ شیخ الحدیث وغیرہ قسم کے القاب و خطاب دیوبندی حکیم الامت
تھانوی صاحب کو ازحد ناگوار و ناپسند تھے۔ وہ لکھتے ہیں۔

" آجکل اکثروں کی یہ حالت ہے کہ نہ علوم ہیں نہ عمل۔ نہ کوئی تحقیق نہ کوئی
تدقیق ہے۔ مگر ویسے ہی (سرفراز کی طرح۔ محمد حسن علی) جامے سے باہر ہوئے
جاتے ہیں۔ دیکھئے ہمارے بزرگ جو ہر طرح صاحب کمال تھے ان کو جو کچھ بھی
خطابات دیئے جاتے تھے اور جن القاب سے یاد کیا جاتا تھوڑا تھا۔ مگر ان حضرات کا انتہائی
لقب مولانا تھا ورنہ اکثر مولوی صاحب کہلاتے تھے اور آجکل جن (سرفراز گکھڑ کے) لوگوں کو
ان سے کچھ بھی نسبت نہیں وہ شیخ الحدیث شیخ التفسیر امیر الہند امام الہند کہلانے لگے ہیں۔ یہ
سب نئی ایجاد ہے .... کیا خرافات ہے خدا بھلا کرے اس جاہ کا اس نے اندھا بنا رکھا ہے
" اور یہ ساری خرابی اس کی ہیں کہ لوگوں کے قلوب میں خوف آخرت نہیں رہا۔
اور نہ آخرت کی فکر ہے اس لئے ہر شخص مفکر ہے۔ ہر شخص مفسر ہے۔ ہر شخص
محدّث ہے ہر شخص مصنّف ہے۔ آزادی کا زمانہ ہے۔ نہ اصول ہیں نہ قواعد۔ جو جی

(الافاضات الیومیہ حصہ چہارم ص ۸۸)

آتا ہے۔ کرتے ہیں۔" (الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۲۷۵)

سرفراز صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ یہ وہی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب ہیں جن کے متعلق سرفراز صاحب نے عبارات اکابر صفحہ ۱۸۴ پر مقدمہ بوادر النوادر سے ایک خواب گھڑ کر لکھا ہے کہ " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شریف احمد صاحب علیہ الرحمۃ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اشرف علی صاحب کی کتابوں پر عمل کرتے رہنا۔" دیکھتے ہیں اب خود سرفراز صاحب اپنے بقول آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر کس طرح عمل کرنے کرتے ہیں۔ وہ خود بھی الافاضات الیومیہ حصہ ۴ میں مذکور تھانوی صاحب کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں یا نہیں گکھڑوی صاحب بات کہاں سے کہاں جا پہنچی۔ یہ صاحب شیخ الحدیث کہلوائیں یا محدّث۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس شیخ الحدیث اور محدث کی استعداد و قابلیت کیا ہے تو ہم مختصراً یہ بتا کر ان کا بھرم کھولتے ہیں۔ کہ جناب سرفراز صاحب نے عبارات اکابر میں جگہ جگہ بار بار مذہب اسلام مذہب اسلام مذہب اسلام لکھا ہے۔ دیکھو عبارات صفحہ ۱۵۰ و صفحہ ۱۶۹ و صفحہ ۱۸۵۔ بتایا جائے کہ اسلام دین ہے یا مذہب؟۔ اسی طرح سرفراز صاحب نے جگہ جگہ بار بار اہل سنت والجماعت اہل سنت والجماعت لکھا ہے۔ یہ کون سے قاعدہ اور قرینہ پر ہے؟۔ اہل سنت وجماعت ہوتا ہے یا اہلسنت والجماعت۔ (دیکھو عبارات صفحہ ۱۴۷ و صفحہ ۱۵۳، صفحہ ۱۹۲)

اس زعم وجہالت پر شیخ الحدیث اور محدّث بنے ہوئے ہیں۔ یہاں ہم یہ حقیقت واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ سرفراز صاحب نے جو صفحہ ۱۹۲، صفحہ ۱۹۳ اور صفحہ ۱۹۴ پر شرح مواقف۔ شرح طوالع الانوار و تفسیر کبیر کے بے ربط حوالے حفظ الایمان

کی غلیظ و خبیث عبارت کی تائید میں اپنے علم و تحقیق کا رعب قائم کرنے کے لیے
نقل کر دیئے ہیں۔ یہ اس بے چارے کا کوئی اپنا ذاتی تحقیقی کرشمہ نہیں ہے
بلکہ اس سے پہلے مناظرہ بریلی میں اور مناظرہ روری و مناظرہ سلاں والی میں منظور
سنبھلی اور مناظرہ احمد آباد بھارت میں سلطان حسن سنبھلی اور مولوی مرتضی حسن در
بھنگی چاندپوری اپنے رسائل میں اور عبد الشکور کاکوری و صاحب المقامع الحدید
وغیرہ متعدد بار نقل کر چکے ہیں اور نصرت خداداد مناظرہ بریلی کی مفصل روئیداد
ہیں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب لائلپوری قدس سرہ
سے مناظرہ دری و سلانوالی میں شیر بیشہ اہلسنت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب
لکھنوی علیہ الرحمۃ سے مناظرہ احمد آباد میں بھی محدث اعظم علیہ الرحمۃ سے مناظرہ تلون میں
علامہ مفتی ابو البرکات سید احمد قادری رضوی مرحوم سے اور پھر علامہ ابو الفتح عبید الرضا
محمد حشمت علیخان صاحب سے مناظرہ ہمدحسن فرخ آباد مناظرہ راندھیر ضلع سورت۔
مناظرہ بھاولپور ضلع بستی یوپی میں منہ کی کھا چکے ہیں حفظ الایمان کی تائید میں سرفراز
صاحب کے اکابر شرح مواقف۔ و تفسیر کبیر وغیرہ کا نام لینا چھوڑ گئے تھے۔ اب
انہی حوالوں کی ان کی کتابوں سے نقل مار کر سرفراز صاحب خود محقق و مناظر بننا
چاہتے ہیں۔ یہ حوالے کوئی ایٹمی راز نہیں ہیں۔ شرح مواقف و تفسیر کبیر کو تنہا سرفراز
صاحب کے پاس ہی نہیں۔ بہر حال ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ سرفراز صاحب
کی کوئی اپنی علمی تحقیق و کاوش نہیں ہے۔ یہ تو ناقل ہیں۔ لکیر کے فقیر۔ جو کچھ ان
کے بڑے بوڑھوں نے لکھدیا۔ آنکھیں بند کر کے اس نے نقل کر دیا۔ سرفراز
صاحب کو تو علم و تحقیق کی ہوا بھی نہیں لگی۔ وہ تاجدار علم و فن۔ اعلحضرت امام زمن رضی

اللہ عنہ کے زورِ قلم کا جواب جھاڑو کے تنکے سے دینا چاہتے ہیں۔ ان کا علمی کارنامہ تو قصہ کہانی اور ڈھکوسلا بازی تک محدود ہے "حسام الحرمین" میں مذکورہ دلائل اور حوالہ جات کو تو چھوا تک نہیں۔ بلکہ مسخرہ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے پھبتیوں اور ڈھکوسلا بازیوں سے کام چلایا ہے اور لطیفہ بازی پر انحصار کیا ہے۔ ایک طرف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دلائل اور تحقیقات اور دوسری طرف سرفراز صاحب کی پہلی نے ہوئے لکھتا ہے۔

"کسی شخص نے (جن کی طبیعت غالباً خان صاحب بریلوی) سے ملتی ہو گی۔ دوسرے سے سوال کیا۔ کہ بھیا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا۔ حاجی.... تو سائل نے یوں تشریح شروع کر دی۔ کہ حاجی بروزن چاجی اور چاجی کے معنی ہوتے ہیں۔ کمان کے اور کمان بروزن گمان ہے اور گمان کے معنی ہوتے ہیں شک اور شک بروزن سگ ہے اور سگ کے معنی ہوتے ہیں کتا۔ لہٰذا ثابت ہوا تم کتے ہو" (عبارات اکابر ص۲۳) ذرا غور کیجیے سرفراز صاحب کا علم و تحقیق۔ قصہ کہانی اور لطیفہ بازی کی یہ عادت سرفراز صاحب تک ہی نہیں۔ ان کے بڑوں کا بھی یہی شیوہ رہا ہے۔ وہ بھی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے دلائل کی مار سے عاجز آکر قصہ کہانیوں سے دل بہلا لیا کرتے تھے۔ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے ہم سرفراز صاحب کے حکیم الامت برٹشی مجدّد تھانوی جی کی ایک من گھڑت کہانی سناتے ہیں۔ وہ بھی مزے لے لے کر لطیفہ بازی سے اہلسنّت کے دلائل کا توڑ فرمایا کرتے تھے۔ تاکہ مجدّدیت کا بھرم قائم رہے۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

"ایک ملّاں کی حکایت سنی ہے۔ کہ ایک گاؤں میں ایک مسجد تھی۔ اس میں ایک مُلّا رہتا تھا۔ ایک بڑھیا فاتحہ کا کھانا مُلّا کے لیئے لائی۔ اتفاق سے اس وقت مُلّا مسجد میں تھا نہیں۔ ایک مسافر مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس عورت نے اوّل مُلّا کو آواز دی۔ جب وہ نہ بولا۔ یہ خیال کیا کہ مقصود تو ثواب ہے۔ لاؤ اسی مسافر کو دے دو۔ چنانچہ وہ چیز کھانے کی مسافر کو دیکر چل دی۔ یہ مسجد کے دروازے سے نکلی ہی تھی۔ کہ مُلا آ گیا۔ اس عورت سے دریافت کیا۔ کہاں آئی تھی۔ کہا کہ فلاں چیز کھانے کی لائی۔ مگر تم نہ تھے اس لیئے مسافر کو دیکر چلی آئی یہ سن کر مُلا کو آگ لگ گئی اور خیال کیا کہ یہ تو بری راہ نکلی۔ اب ہماری تخصیص مٹ جاویگی۔ مسجد میں پہنچا اور ایک لٹھ ہاتھ میں لے کر تمام صحن میں دیوانوں کی طرح مارتا پھرنے لگا۔ آخر میں خود دھڑام سے گر گیا۔

گاؤں والے جمع ہو گئے۔ سوال کرنے پر کہا۔ بس اب میرا یہاں گزر نہیں اور کہیں جا رہوں گا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی۔ کہا کہ بات یہ ہے۔ کہ میں تو یہاں کے مُردوں کو پہچانتا ہوں۔ مسافر پہچانتا نہیں۔ جب مُردے جمع ہوئے۔ اس مسافر نے تقسیم میں گڑبڑ کی۔ اسکو ناواقف سمجھ کر کچھ بولے نہیں۔ جب میں آیا میرے سر ہو گئے۔ مجھ کو لپیٹ گئے۔ میں نے کتنا ہی ہٹایا۔ لٹھ بچایا۔ کہ جب مجھے دی ہی نہیں ہیں تمکو کہاں سے دُوں۔ مگر ایک نہ سنی۔ آخر سب نے مل کر مجھ کو گرا دیا۔ اب اگر ایسا ہی ہوا۔ میں تو مر جاؤں گا۔ اس لیئے جاتا ہوں دوسری جگہ۔ گاؤں والے بیچاروں نے متفق ہو کر کہا۔ بس جی مُلّا ہی کو دیا کریں گے"۔

(الافاضات الیومیہ صـ۳۸ جلد ۴)

مقام غور ہے۔ یہ ہیں ان بے چاروں کے دلائل۔ یہ ہے ان کی علمی تحقیقات۔ اس زعم جہالت پر حکیم الامت بھی ہیں اور شیخ الحدیث بھی۔ تعجب ہے کہ نہ سرفراز صاحب نے بتایا۔ کہ یہ کہاں کا واقع ہے۔ کہ ان کے حاجی صاحب کا معنی کُتا کیا گیا تھا۔ نہ تھانوی صاحب نے حوالہ دیا۔ کہ انہوں نے کس شہر کی کس مسجد میں یہ واقع بچشم خود دیکھا یا سُنا۔؟

بہرحال عبارات اکابر ایسے ہی کہانیوں۔ نقالیوں اور شدید مغالطوں کا مجموعہ ہے۔ اس کا رد وابطال پریشان ذہنوں کو سکون بخشے گا۔ اور گمراہی وبے راہ روی کے اس دور میں مغالطوں سے نجات دیگا۔ ہمیں عبارات اکابر کے رد وابطال کی حسرت رہی۔ ہم فاضل گرامی جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ان کا یہ جواب مقبول خاص وعام ہو۔ اور یہ جواب بھی علامہ الحاج ابوداؤد مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کے مجموعہ " دیوبندی حقائق " کی طرح لاجواب وناقابل تردید ثابت ہو۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد سید الانس والجنۃ وعلیٰ آلہٖ وصحبہ واھلہ وحزبہٖ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔

(فقیر قادری گدائے رضوی محمد حسن علی غفرلہ الولی انوار رضا میلسی)

۷۸۶
۹۲

مقدمہ

دُنیا کی کسی عدالت میں جب کوئی دعویٰ دائر کیا جاتا ہے۔ تو دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے سچی شہادت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب شہادت مکمل ہو جاتی ہے تو مخالف فریق اپنے وکیل کے ذریعے گواہوں پر جرح کرتا ہے۔ تاکہ مقدمہ جھوٹا ثابت ہو جاوے۔ چنانچہ ملزم کا وکیل جرح کے دوران گواہ پر سوال کرتا ہے۔ کہ فلاں مقدمہ میں تم نے جھوٹی گواہی دی تھی؟ کیا تم موقع واردات پر حاضر تھے؟ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا ہے؟ جب تم کو کوئی علم ہی نہیں تو جھوٹی گواہی کیوں دیتے ہو؟ وغیرہ وغیرہ۔

اصل میں مخالف فریق گواہ پر اعتراضات اس لئے کرتا ہے کہ کسی طرح اصل مقدمہ خارج ہو جائے۔ کیونکہ شہادت پر ہی دعویٰ کا دارومدار ہے۔ اگر گواہ سچا ہے تو مقدمہ کامیاب ہے خیر یہ تو تھی ایک مثال جو میں نے اصل مسئلہ کو سمجھانے کیلئے دی ہے۔

اب سنیئے اصل دعویٰ کیا ہے اور اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے یعنی شہادت کیا ہے۔

تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا دعویٰ ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جس کی عبادت کی جائے۔ یہ تو ہے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا دعویٰ۔ اس دعویٰ کی دلیل

ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اس پر گواہ بھی
صرف اور صرف ایک محمد رسول اللہ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی توحید باری
تعالیٰ پر فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہیں۔ اس وقت کم و بیش
نوے کروڑ مسلمان ہیں سب ہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہیں۔
مخالفین لوگ توحید باری تعالیٰ کے سچے گواہ پر جرح کرتے ہیں۔ اور نکتہ چینی
کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا
کبھی کہتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام ہمارے جیسے بشر ہیں۔ کبھی کہتے ہیں آپؐ
ہمارے بڑے بھائی ہیں اور ہم چھوٹے بھائی ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔ (نعوذ باللہ) کبھی کہتے ہیں۔ کہ آپؐ کی
بشر جیسی تعریف کرو۔ بلکہ اس سے بھی کم کرو۔ کبھی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا علم شریف بچوں۔ پاگلوں اور جانوروں جیسا ہے (معاذ اللہ)
کبھی کہتے ہیں۔ کہ سب انبیائے کرام گاؤں کے چوہدری کی طرح ہیں۔ کبھی کہتے
ہیں کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے سامنے چمار سے بھی زیادہ
ذلیل ہے (معاذ اللہ) کبھی کہتے ہیں کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا خیال آنا بیل اور گدھے کے خیال آنے سے بھی بدتر ہے۔ (نعوذ باللہ)
کبھی کہتے ہیں جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کے مالک و مختار نہیں۔
کبھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان کے علم سے کم ہے۔
کبھی کہتے ہیں کہ مدرسہ دیوبند قائم ہونے سے پہلے حضور علیہ السلام اردو
زبان نہیں جانتے تھے۔ کبھی کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جھوٹ بولنے پر

قادر ہے (نعوذ باللہ من ہذا الخرافات)

ناظرین حضرات غور فرمائیں۔ شان رسالت میں ایسے بے ادب اور گستاخ الفاظ لکھنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ جو امتی ہے وہ اپنے نبی علیہ السلام پر نکتہ چینی نہیں کر سکتا۔ اور جو نبی علیہ السلام پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ وہ امتی ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اس نے توحید باری تعالیٰ کے سرکاری گواہ پر نکتہ چینی کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ" یعنی جس نے رسول پاک کا حکم مانا۔ بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ ثابت ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے اور یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی تابعداری ہے۔ اور اس آیت کریمہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ دراصل وہ اللہ تعالیٰ پر ہی نکتہ چینی کرتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان بے ادب اور گستاخ ہے۔ اے توحید پرستو! یہ تمام حوالے تمہاری ہی کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں۔ اب سنو توحید باری تعالےٰ کا گواہ وہ ہو سکتا ہے جو ان تمام مذکورہ بالا عیوب و نقائص سے پاک ہو اور بے مثل اور بے نظیر ہو۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا حبیب ہو اور وہ جناب محمد مصطفےٰ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی واحد ذات گرامی ہے

جن کا کلمہ شریف بے شمار مسلمانوں کی زبان پر جاری ہے۔ ساری روئے زمین کے مسلمانوں جن وانس کو توحید کا جام پلانے والے تمہارے جیسے بشر نہیں ہو سکتے۔ وہ بے مثل خدا کے بے مثل رسول ہیں۔ وہ بے عیب خدا کے بے عیب حبیب ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اب بتاؤ توحید پرستو۔ تمہاری توحید کہاں ہے؟ اور تمہاری مسلمانی کیسی ہے۔ جس توحید کو تم مانتے ہو۔ وہ تو شیطانی توحید ہے دیکھ لو اس کا کیا حال ہوا۔ وہ بھی تو بڑا توحید پرست تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کا نافرمان تھا۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی نہ کیا۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کا منکر تھا۔ اسی لئے راندۂ درگاہ ہو گیا۔ اب ثابت ہو گیا۔ کہ جو شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا منکر ہو اور شان رسالت و نبوت میں بے ادب اور گستاخ عبارتیں لکھے اور چھاپے اس کی توحید شیطانی توحید ہے رحمانی توحید نہیں۔ کیونکہ اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ انشاء اللہ آگے چل کر میں ان عبارتوں کے من و عن حوالے نقل کروں گا۔ اور ان کے جواب تحریر کروں گا۔ تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جائے اور ناظرین انصاف سے خود فیصلہ فرما سکیں۔

(محمد اسمٰعیل نقشبندی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ ۝

وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلَّا رَحمَۃً اللّلعَالَمِینَ ۝

ترجمہ۔ اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

حمد ہے اُس خدا کیلئے جو پروردگار عالم ہے۔ جو رحمٰن ورحیم۔ کریم وحلیم ہے۔ جس نے ایک امر کُن سے ساری کائنات بنائی اور انسان کو عزت وکرامت کا تاج پہنایا۔ جس نے فضل وکرم جود وسخا کے دریا بہا دیئے۔ انعام واکرام کی بارش فرمائی اور اپنے محبوب کو ہماری ہدایت کے لیئے مبعوث فرمایا۔ اور تمام جہان کے لئے رحمت بنایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیمِ

درود ہو اس نبی اکرم رسول مکرم سید عالم نورِ مجسم احمد مجتبےٰ جناب محمد مُصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا پر جو اللہ عزوجل کے خلیفہ اعظم نائب اکبر اور آخری رسول ہیں۔ جن کی ذات ستودہ صفات پر نبوت ورسالت ناز کرتی ہے۔ اور جن کی عظمت ورفعت شوکت وجلال کا خطبہ خود رب العالمین پڑھتا ہے۔ سلام ہو اس نبی محترم پر جو رحمتہ اللعالمین ہے۔ کوثر کا ساقی جنت کا قاسم۔ مملکت خداوندی کا مالک غریبوں۔ مفلسوں کا مددگار۔ یتیموں بے کسوں کا والی۔ اور بے سہاروں کا سہارا ہے۔ اور وہ اللہ کا محبوب اور ساری مخلوق کا مخدوم ہے۔ اور بے مثل بے نظیر ہے۔ کیونکہ آپ ساری مخلوق الٰہی کے لیئے رحمت ہیں اور جو محبوب الٰہی

ساری مخلوق الٰہی کے لیئے رحمت ہو۔ وہ ہر گز کسی کی مثل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ جو گستاخان بارگاہ نبوی نے مشہور کر رکھا ہے۔ کہ اہل سنت وجماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ کہ آپ کو خدا کا مرتبہ دے دیتے ہیں۔ گستاخوں کا ایسا کہنا عوام کو دھوکا میں مبتلا کرنا ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آنحضرت کی بشریت کا منکر نہیں ہے۔ سب مانتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ کامل انسان ہیں۔ خدا کی مخلوق ہیں۔ جن وفرشتہ نہیں ہیں۔ خدا یا خدا کے شریک بھی نہیں۔ مگر وہ خدا سے جدا بھی نہیں ہیں ؎

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

یہ تو بالکل بدیہی بات ہے کہ حضور علیہ السلام بشر ہیں۔ اختلاف صرف اس امر میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر تو ہیں مگر کیسے بشر ہیں؟ گستاخ و بے باک لوگ آپ کو اپنے جیسا بشر اپنے جیسا انسان کہتے ہیں اور اہل سنت وجماعت یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنا جہالت وحماقت ہے۔ اور گمراہی وبے دینی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین اور بے ادبی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ضرور ہیں ؎

بشر ضرور ہیں لیکن وہ داخل انام نہیں
شمار دانہ تسبیح میں امام نہیں

بے مثل نوری بشریت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ، پارہ ۶ آیت ۱۵

اے اللہ کے بندو! تمہارے پاس بڑی شان والا نور اور کھلی ہوئی کتاب آگئی۔ اس نور سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور کتاب سے مراد قرآن شریف ہے۔ حضرت امام عبدالرزاق رضی اللہ عنہ، امام بخاری کے استاذ الاستاذ ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ بتائیے کہ سب سے پہلے اللہ نے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے جواب، ارشاد فرمایا یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ ترجمہ! اے جابر اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا

ف۔ حدیث ہذا میں من نورہ کا لفظ ہے ہ کی ضمیر خاص ذات خدا کی طرف لوٹتی ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا نور اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے پیدا ہوا ہے۔ صفاتی نور سے نہیں۔

اس حدیث شریف کو دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے نشر الطیب کتاب میں بھی نقل کیا ہے۔ دیوبندی حضرات کی تسلی کے لئے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں

پہلی روایت عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا۔ کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھ کو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے

کونسی چیز پیدا کی۔ آپ نے فرمایا۔ اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا) بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا۔ اور نہ فرشتہ تھا۔ اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا۔ نہ جن تھا اور نہ انسان تھا۔ جب پھر اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا۔ تو اس نور کے چار حصّے کئے۔ اور ایک حصّے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے حصّے سے لوح اور تیسرے حصّے سے عرش۔ آگے طویل حدیث ہے۔

ف۔ اس حدیث سے نور محمدی کا اوّل الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا۔ کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے۔ ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے

نشر الطیب مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب دیوبندی تھانوی ص۱۶

اب رہا یہ سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے کیونکر اور کس کیفیت سے پیدا ہوا۔ اس کی کیفیت اور اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے تو حدیث مذکور پر ایمان لانا ہی ضروری ہے اور یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا جز یا عین ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کر حضور علیہ السلام کے نور میں آگیا ہے۔ یہ گمراہی اور خالص کفر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نور جز کل سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے نور کے پیدا ہونے کی یہ مثال

دی جا سکتی ہے کہ ایک شمع سے ہزار شمعیں روشن کی جائیں۔ تو ظاہر ہے کہ پہلی شمع کے نور کا کوئی حصّہ جدا ہو کر دوسری شمعوں میں نہ آیا۔ دوسری مثال یہ بھی دی جا سکتی ہے۔ کہ آفتاب جو چوتھے آسمان پر ہے، جب طلوع ہوتا ہے تو سارے جہان کو روشن کر دیتا ہے۔ گویا کہ تمام دنیا والوں کو اپنی روشنی سے فیض پہنچاتا ہے۔ مگر نہ تو آفتاب کا کوئی ٹکڑا جدا ہوا۔ اور نہ ہی اس کے نور میں کمی آئی۔ اور نہ سورج کے نور کا کوئی حصّہ منتقل ہوا۔ بلا تمثیل یہ ہی حال حضور علیہ السلام کے نور کا خدا کے نور سے پیدا ہونے کا ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کے فیض سے ہے۔ اب ایک تیسری مثال اور سنیئے آفتاب کے سامنے ایک بڑا شیشہ رکھ دیجئے تو آفتاب جو چوتھے آسمان پر موجود ہے۔ اس شیشہ میں نظر آنے لگے گا۔ لیکن کوئی عقلمند آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ عین آفتاب ہے۔ کیونکہ وہ تو آفتاب کا عکس ہے۔ عین آفتاب نہیں بلکہ وہ آفتاب کا جلوہ ہے۔ بلا تمثیل یہ ہی حال حضور علیہ السلام کے نور کے خدا کے نور سے پیدا ہونے کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا جلوہ ہے۔ جزء نہیں۔

دیوبندی علماء نے اپنے اکابرین علماء کو نور مانا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے۔ دیوبندی اکابر علماء کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔

حوالہ نمبر ۱۔ والد مرحوم نے فرمایا۔ کہ مولانا محمود الحسن فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے یہ سارے بزرگ آفتاب و مہتاب تھے۔ ایک سے ایک اعلےٰ و افضل تھا۔ ارواح ثلاثہ

صفحہ ۲٦۳ حکایت نمبر ۲۴۸ - مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

حوالہ نمبر ۲ - مولانا رفیع الدین فرماتے تھے کہ میں ۲۵ برس حضرت مولانا نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں - اور کبھی بلا وضو نہیں گیا - میں نے انسانیت سے بالا مرتبہ ان کا دیکھا - وہ شخص ایک فرشتہ مقرب تھا - جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا -

ارواح ثلاثہ صـ۲۵۸ حکایت نمبر ۲۴۰

حوالہ نمبر ۳ - مولانا اسحٰق صاحب کی نسبت فرمایا - کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت میں ایک فرشتہ بھیجا ہے - تاکہ لوگ ان سے مل کر فرشتوں کی قدر کریں -

ارواح ثلاثہ صـ۷۹ حکایت نمبر ۵۴

حوالہ نمبر ۴ - جس نے آج تک نہ دیکھا ہو نورِ نبی

دیکھ لے سید حسین احمد کی وہ تصویر میں

مدنی نمبر صـ۳۷

حوالہ نمبر ۵ - مولوی محمود الحسن صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں

چھپائے جامہ فانوس کیونکر شمع روشن کو

تھی اس نورِ مجسم کے کفن میں وہ ہی عریانی

مرثیہ محمود الحسن صـ۱۴

ناظرین حضرات یہ پانچ حوالے میں نے دیوبندی حضرات کی کتابوں سے من وعن نقل کر دیئے ہیں کوئی کمی بیشی نہیں کی - اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ اکابرین علماء دیوبند سب کے سب نور ہیں - تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مجسم نور ہیں - وہ تمہارے جیسے بشر کیسے ہوئے؟ جیسے مولوی اسمٰعیل نے تقویۃ الایمان کتاب میں لکھا ہے - کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشر کی سی تعریف کرو - بلکہ اس سے بھی کم کرو - جیسے آگے چل کر بیان کروں گا -

تقویتہ الایمان کتاب کیسی ہے؟

دہلی میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام مولوی اسمٰعیل تھا۔ اس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا اردو میں خلاصہ کیا جس کا نام تقویتہ الایمان رکھا۔ اور اس کی ہندوستان میں اشاعت کی گئی۔ اور لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گئی۔ ہزارہا بندگان خدا اس کتاب سے گمراہ ہو گئے۔ اور اس کے پروپیگنڈے سے ہزارہا بلکہ لاکھوں آدمی بے دین اور بزرگان دین واکابر اسلام حتیٰ کہ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخ ہو گئے۔ اور اسی تقویتہ الایمان کی بدولت ہندوستان کے مسلم حصّہ میں ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی۔ اور ہر ایک گھر مولوی اسمٰعیل کی بدولت معرکہ جنگ بن گیا۔ مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ اور ہر طرف شور ہونے لگا۔ یہی وہ پہلی کتاب ہے۔ جس نے سرزمین ہندوستان میں مذہبی آگ لگا کر سب فتنے اٹھائے۔ اس کتاب سے قبل اس ملک میں ان عقائد کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے یہ لکھکر دہلی کے مقامی علماء سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ اور سب کو مشرک اور بدعتی کہنا شروع کر دیا۔ اس وقت دہلی میں حنفی مذہب کے بڑے بڑے جیّد علماء کرام موجود تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ناراضگی

ان سب علماء کرام نے مولوی اسمٰعیل صاحب کے اس خطرناک فتنہ اور اس کے عقائد کی خرابی اور اس کی کتاب التوحید پر فریفتہ ہونے کی شکایت حضرت

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچائی۔ تو حضرت شاہ صاحب مولوی اسمٰعیل صاحب سے از حد ناراض ہوئے۔ اور اسکو ان سخت الفاظ سے ڈانٹا۔ میری طرف سے کہو اس لڑکے (اسمٰعیل) نامراد کو کہ جو کتاب نام نہاد (کتاب التوحید) بمبئی سے آئی ہے۔ میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ اس کے عقائد صحیح نہیں۔ بلکہ وہ کتاب بے ادبی بے نصیبی سے بھری پڑی ہے۔ میں آجکل بیمار ہوں۔ اگر صحت ہوگئی تو میں اسکی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم اے (اسمٰعیل) ابھی نوجوان بچے ہو۔ ناحق شور و شر برپا نہ کرو۔

انوار آفتاب۔ وصداقت صفحہ ۵۱۶

حضرت مولانا شاہ فضل رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ سیف الجبار کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے جب تقویۃ الایمان لکھ کر مسلک اہلسنت و جماعت کے خلاف عقائد و افکار کا اظہار کیا۔ تو اکثر و بیشتر علماء تحفظ دین و مسلک کی خاطر میدان میں اتر آئے۔ بعض نے ان سے اور ان کے ہم خیال علماء سے مناظرہ کیا۔ مثلاً مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی مولانا محمد موسیٰ (صاحبزادگان حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی) منطق و کلام کے مسلم الثبوت استاد مولانا محمد فضل حق خیر آبادی مولانا رشید الدین خان اور علماء پشاور وغیرہم بے شمار علماء نے تصنیف و تالیف کے ذریعے تردید کی۔ بعض نے تقریری طور پر رد و ابطال پر اکتفا کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں اکثر و بیشتر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے صاحب علم و فضل شاگرد تھے۔ بلکہ خود حضرت

شاہ صاحب نے تقویۃ الایمان پر اظہار ناراضگی فرمایا۔ حضرت مولانا شاہ محمد فاخر صاحب الہ آبادی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی اور سارے جہان کو مشرک کافر بنانا شروع کیا۔ اس وقت حضرت شاہ صاحب آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے اور بہت ضعیف بھی تھے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ میں تو بالکل ضعیف ہو گیا ہوں۔ آنکھوں سے بھی معذور ہوں۔ ورنہ اس کتاب اور اس عقیدہ فاسدہ کا رد بھی تحفہ اثنا عشریہ کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے۔ سیف الجبار صفحہ ۲۰

مجھے اندیشہ ہے کہ کتاب تقویۃ الایمان سے شورش ضرور ہوگی

(مصنف کتاب تقویۃ الایمان کا بیان)

خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اول عربی میں لکھی تھی۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خان جورجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اور اس کے بعد مولانا نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا۔ جن میں سید صاحب، مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحٰق صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب مولوی فرید الدین صاحب مراد آبادی، مومن خان، عبداللہ خان علوی، استاد امام بخش صہبائی اور مولانا مملوک علی صاحب بھی تھے۔ اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں۔ اور بعض جگہ

تشدّد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے۔ شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی۔ ارواح ثلاثہ مولوی اشرف علی تھانوی صد ۹۱

ناظرین حضرات۔ اب معاملہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ انصاف سے فیصلہ کرنا آپ ہی حضرات کا کام ہے تقویۃ الایمان کتاب پر کسی اہل سنت بریلوی مسلک کے عالم کی یہ تنقید نہیں ہے۔ بلکہ اپنی اس کتاب پر خود مصنف کتاب کا ہی یہ بیان ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے شورش ضرور پھیلے گی۔ اب ہر عقلمند آدمی یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ جس کام سے فساد کا اندیشہ ہو اس کو ہرگز نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ جب مصنف تقویۃ الایمان کو خود اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی۔ تو پھر اس کتاب کو چھاپنے کی کیا ضرورت پیش آئی ؟۔

اور پھر وہی ہو کر رہا کہ جس کا اندیشہ مولوی اسمٰعیل صاحب مصنف تقویۃ الایمان نے پہلے سے ہی ظاہر فرما دیا تھا۔ کہ اس کتاب کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی۔ اور شورش بھی ایسی ہوئی جو آج تک بند نہ ہو سکی۔ کیونکہ یہ ساری کی ساری کتاب ہی بے ادبیوں اور گستاخیوں سے بھری پڑی ہے۔

تقویتہ الایمان کی کفریہ عبارتیں اور اُنکا جواب

کفریہ عبارت نمبر ۱

مولوی اسمٰعیل صاحب تقویتہ الایمان صٓ۶ پر لکھتے ہیں۔ کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ یہاں بڑے بزرگ سے انبیار اولیار مراد ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد لکھا ہے۔ جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔

ہمارے نزدیک تو خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سب سے بڑی مخلوق حضرات انبیار کرام علیہم السلام ہیں۔ اور پھر سب سے اعلیٰ واولیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صفات کمالیہ وخاصہ نبوت واوصاف حمیدہ کو چھوڑ کر آپ کو صرف بڑا بھائی بتانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ یہ تو دیوبندی حضرات کے امام الطائفہ نے تقویتہ الایمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر قرار دیا۔ تو دوسرے مولوی خلیل احمد صاحب اٹھے۔ انہوں نے اپنی براہین قاطعہ میں جملہ بنی آدم کے برابر لکھ دیا۔ جیسے وہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔ البتہ نفس بشریت میں آپ کے مماثل جملہ بنی آدم ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھ دیا۔ کہ اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا۔ تو کیا خلاف نص کہہ دیا۔ اب فرمایئے اگر ہم میں سے کوئی کہہ دے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب۔ مولوی رشید احمد صاحب

یا مولوی خلیل احمد صاحب - فرعون - نمرود - ہامان - قارون کے بھائی ہیں - تو کیا خلاف نص ہے؟ - اب فرمائیے کہ آپ یا آپ کے بھائی دیوبندی حضرات اس پر خوش ہوں گے؟ کیونکہ یہ بھی مماثل ہیں جملہ بنی آدم کے برابر ہیں - مگر افسوس یہ ہے - کہ ایسے الفاظ کا استعمال جو بے ادبی گستاخی سے بھرے ہوئے ہوں رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان اقدس میں بے محابا تحریر کیے جائیں - اور خوش ہو کر نص کا حوالہ بھی دے دیں - مگر اپنے مولویوں کے لیے ایسے الفاظ کبھی برداشت نہ کر سکیں -

حضور اقدس کو بڑا بھائی بتانا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین ہے - بڑا بھائی کیا چیز ہے؟ بڑے بھائی کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے نکاح بھی درست ہے - لیکن جناب مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کی پاک بیویاں تمام امت کے لئے حرام ہیں - کیونکہ وہ سب مومنوں کی مائیں ہیں - لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنا کس قدر بارگاہ نبوّت کی توہین ہے - کوئی اپنے باپ یا آقا اور بادشاہ کو بڑا بھائی نہیں کہہ سکتا - اگر کہے تو گستاخ اور بے ادب ہے - باپ - دادا - استاد - پیر آقا - بادشاہ سب ہی اس در کے غلام ہیں اور غلامی ان کا فخر ہے - صحابہ کرام کا ادب تھا - کہ حضور کی خدمت میں کچھ عرض کرتے وقت کہتے ہمیرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں - اصحاب کرام بات بات میں جن پر ماں باپ کو قربان کریں - ان کو بڑے بھائی کے برابر بتانا نہایت بے ادبی اور گستاخی ہے -

مصنفؒ "عبارات اکابر" کا عقیدہ

نصرت العلوم کے شیخ الحدیث صفدر صاحب اسی بے ادب اور گستاخ عبارت کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ شرعی اعتبار سے تو ان میں سے کوئی امر بھی توہین کا موجب نہیں۔ کیونکہ خود اسی حدیث پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ فرمایا۔ کہ تم اپنے بھائی (یعنی میری) عزت کرو۔ اور قرآن کریم میں آتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ کہ سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ عبارات اکابر حصہ اول ص ۶۶-۶۷

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضعًا اپنے آپ کو بھائی فرمایا۔ کہ اپنے بھائی کی عزت کرو۔ لیکن اس سے یہ کیسے ثابت ہوا۔ کہ آپ کو بھائی کہہ کر پکارو؟ بھائی کہنے میں حضور علیہ السلام کی عزت ہے۔ تواضع کے کلمے تواضع کرنے والے کا تو کمال ہوتے ہیں۔ مگر ان کو لوٹ کر کہہ دینا گستاخی ہوتا ہے اب رہا یہ سوال کہ قرآن شریف میں آتا ہے کہ سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو پھر خداوند کریم کو بھی معاذ اللہ بھائی کہو گے؟ کیونکہ قرآن شریف میں آتا ہے اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مومنین میں صرف لفظ مومن کا اشتراک ہے۔ جیسے رب تعالیٰ اور عام مومنین میں نہ کہ حقیقت میں۔

رب تعالیٰ اور معنی سے مومن ہے۔ اور ہم اور طرح۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور معنی سے مومن ہیں۔ اور ہم اور طرح۔ اور یہ جو آپ نے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے۔ کہ حضرت میں تو آپ کا بھائی ہوں۔ پھر یہ رشتہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کے دین سے اور اس کی کتاب کی رو سے میرے بھائی ہو۔ یعنی یہ رشتہ میرے لئے حلال ہے۔ اس کے بعد رشتہ ہو گیا۔

جواب۔ آپ کے اس بیان سے کیسے ثابت ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہہ کر پکارنا جائز ہے؟ یا یہ ثابت کرو۔ کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی آپ کو بھائی کہہ کر پکارا ہو؟ بلکہ آپ تو یا رسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ اور اگر روائیت کرتے ہیں۔ تب بھی آپ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ اور جو حضرات رشتہ کے اعتبار سے بھائی ہیں۔ وہ بھی آپ کو بھائی کہہ کر نہیں پکارتے۔ تو ہم کمینوں غلاموں کو کیا حق ہے کہ آپ کو بھائی کہہ کر پکاریں۔ گھر میں ماں۔ بہن۔ بیوی۔ بیٹی سب ہی عورتیں ہیں۔ مگر ان کے نام و کام و احکام جداگانہ ہیں۔ جو ماں کو بیوی یا بیوی کو ماں کہہ کر پکارے وہ بے ایمان ہی ہے۔ اور جو ان سب کو ایک نگاہ سے دیکھے وہ مردود ہے۔ ایسے ہی جو نبی اور امتی میں فرق نہ کرے وہ ملعون ہے مردود ہے۔ اور جو امتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہہ کر پکارے وہ بے ادب اور گستاخ ہے۔ علماء مشائخ اپنے آپ کو بندۂ ذلیل۔ سگ دنیا۔ کمترین خلائق لکھا کرتے ہیں۔ تو دوسروں کو بھی ان کی شان میں یہ الفاظ استعمال کرنے جائز ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی صحابی نے کبھی بھی آپ کو بھائی نہ کہا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے تواضعاً اپنے آپ کو بھائی فرمایا۔ تو اس کو ذلیل بنانا انتہا درجے کی جہالت ہے۔ ایک بادشاہ اپنے آپ کو رعایا کا خادم ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ لوگوں کا خادم ہوں۔ تو رعایا کو حق نہیں۔ کہ اپنے بادشاہ کو خادم کہہ کر پکارے۔ دور کیوں جاتے ہو۔ آپ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب اپنے آپ کو بندۂ ذلیل لکھتے ہیں۔ دیکھو تذکرۃ الرشید حصہ اول تو فرمایئے کسی دیوبندی نے کبھی آپ کو ذلیل لکھا؟ اور سنیئے! مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی محمد قاسم کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ جس شخص کے قلب میں ایمان کی طرح یہ راسخ ہو چکا ہو۔ کہ دُنیا میں اس سے زیادہ ذلیل و خوار کوئی ہستی نہیں ہے۔ ارواح ثلاثہ صد ۲۵۳ فرمایئے کسی دیوبندی مولوی صاحب نے نانوتوی صاحب کو ذلیل و خوار لکھا؟ ہرگز نہیں۔ اور سُنیئے سید احمد صاحب کے ایک مرید نے کہا۔ کہ واللہ باللہ جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہوں۔ سید صاحب ہی نظر آتے ہیں۔ وہ میری آنکھوں میں بھی ہیں۔ یہ الفاظ اُس نے تین دفعہ زور زور سے کہے۔ سید صاحب نے کواڑ کھول کر اپنا چہرہ نکالا۔ اور زور سے فرمایا۔ کہ خاموش! اور مجھ کتے کی صورت اپنے سامنے سے منہدم کر۔ یہ الفاظ آپ نے بھی تین دفعہ فرمائے۔ ارواح ثلاثہ صد ۱۱۷ کیوں جناب یہ الفاظ اپنے متعلق تواضع کے طور پر جو سید صاحب فرمائے ہے تھے کسی دوسرے کو بھی یہی الفاظ لوٹ کر کہنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے آپ کو تواضعاً بھائی ارشاد فرما رہے ہیں۔ کسی اُمتی کا آپ کو بھائی کہنا کب جائز ہو سکتا ہے؟۔

خود پروردگار عالم نے قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد یا کہ اخاہ المومنین سے نہ پکارا۔ بلکہ یا ایہا نبی یا ایہا رسول یا ایہا المزمل یا ایہا المدثر وغیرہ پیارے القاب سے پکارا۔ حالانکہ وہ رب کریم ہے تو ہم غلاموں کو کیا حق ہے۔ کہ اس ذات کریم کو بشر یا بھائی کہہ کر پکاریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہنے والوں پر تمام دیوبندی اکابر علماء کا فتویٰ کفر

ملاحظہ فرمائیے!

"جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ المہند اردو ص ۲۸

اس کتاب پر تمام اکابرین علماء دیوبند کے دستخط موجود ہیں۔

گنگھوی صاحب! اب فیصلہ آپ خود کر لیں کہ اس فتوے کی زد میں کون کون حضرات آسکتے ہیں۔ کیا مولوی اسمٰعیل صاحب بھی اس حکم کی زد میں ہیں یا نہیں؟ کیونکہ انہوں نے ہی تو ایسا لکھا ہے۔ کہ جو بڑا بزرگ ہو۔ وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔ جیسے کہ اوپر تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔ اور گنگوہی صاحب نے بھی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے چونکہ حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا۔ کہ مجھ کو بھائی کہو۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۹۶

یہ سراسر بہتان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں یہ نہیں

فرمایا کہ مجھ کو بھائی کہہ کر پکارو۔ یہ تو صاف صاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ لگایا گیا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ جو میرے پر جھوٹ لگائے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ حکم بھی آپ ہی کے بزرگوں کا ہے۔ کسی بریلوی عقیدے کے عالم کا نہیں۔ بریلوی علماء حضرات کے خلاف خواہ مخواہ زہر اگل رہے ہیں۔ ان کا کیا قصور ہے؟ اپنے گھر کی خبر لیجیئے۔ اور ہم کو اس فریب کاری سے بھی آگاہ کیجیئے۔ کہ مولوی اسمٰعیل تو لکھتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیئے۔ بلکہ اس سے بھی کم کیجیئے۔ اور یہ حضرات بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنے والوں کو دائرہ ایمان سے خارج کرنے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ اور فتاوٰی رشیدیہ میں مولوی گنگوہی صاحب نے مولوی اسمٰعیل کی تعریف بھی کی ہے اور تقویتہ الایمان کتاب کی تعریف بھی کی ہے۔ فتاوٰی رشیدیہ کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں "مولوی اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم متقی، بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنّت کے جاری کرنیوالے۔ اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے۔ اور تمام عمر اسی حالت میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو۔ وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ اور کتاب تقویتہ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے"۔ فتاوٰی رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۲۰

اب یہ فیصلہ آپ کے انصاف پر ہے۔ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب حق پر ہیں۔ یا تمام علمائے دیوبند؟ مولوی اسمٰعیل صاحب تو کسی صورت حق پر نہیں ہو سکتے۔

کیونکہ ان کی بے ادبانہ اور گستاخانہ عبارات تقویت الایمان کتاب میں صاف موجود ہیں۔ چونکہ یہ عبارت سلیس الفاظ اردو میں لکھی ہوئی ہے۔ کوئی عبرانی زبان میں نہیں۔ کہ جو سمجھی نہ جاسکتی ہو۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسی گستاخ عبارت کے معنے کچھ اور لئے جاسکتے ہوں۔ بلکہ وہی معنے مراد لئے جاسکتے ہیں جو عبارت کے الفاظ سے نکل سکتے ہیں۔ اسی تقویتہ الایمان کے صفحہ ۶۴ پر خود مولوی اسمٰعیل صاحب لکھ چکے ہیں۔ کہ یہ بات محض بے جا ہے۔ کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے۔ اور اس سے کچھ اور معنے مراد لے۔ اب ثابت ہوگیا۔ کہ گستاخ عبارت کی کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ اب مولوی اسمٰعیل صاحب کا باطل پر ہونا۔ روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا۔ کیونکہ شان رسالت میں بے ادب کلمے لکھنے والا بے ادب ہوتا ہے۔

اب رہا یہ سوال۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی تو مولوی اسمٰعیل صاحب اور انکی کتاب تقویتہ الایمان کی تعریف کر رہے ہیں۔ دوسری طرف تمام علمائے دیوبند حضور علیہ السلام کو بڑا بھائی کہنے والوں کو دائرہ ایمان سے خارج کرنے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے۔ یہ وہی جانیں ہم کو اس مکاری کا کوئی علم نہیں۔ ہم تو صرف اسقدر جانتے ہیں۔ کہ ان سب حضرات کا عقیدہ وہی ہے۔ کہ جیسا مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویتہ الایمان میں لکھا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کی بڑے بھائی جیسی تعظیم کی جائے۔ یا اس سے کم کی جائے اگر آپ نے یہ فیصلہ ہی کروانا ہے۔ تو آپ سیدھے نصرت العلوم چلے جائیے اور شیخ الحدیث صفدر صاحب سے ملاقات کر کے ان کی خدمت میں یہ سوال پیش

کریں۔ کہ جناب گنگوہی صاحب تو مولوی اسمٰعیل صاحب کی بہت تعریف کر رہے ہیں۔ دوسری طرف تمام علمائے دیوبند حضور علیہ السلام کو بڑا بھائی کہنے والوں کو دائرہ ایمان سے خارج ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ اصل میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے یہی لکھا ہے۔ کہ جو بڑا بزرگ ہو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیئے اور عبارت بھی صاف ہے۔ اس کی کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ تو ارشاد فرمائیے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے متعلق گنگوہی صاحب کا ارشاد درست ہے۔ یا تمام اکابرین علمار کا فتویٰ درست ہے؟ جو المھند کتاب میں چھپ چکا ہوا ہے۔ اور اس کتاب پر تمام اکابرین علمار دیوبند کے دستخط موجود ہیں۔ اب یہاں مصنف عبارات اکابر شیخ الحدیث صفدر صاحب کی ایک عبارت نقل کرتا ہوں لکھتے ہیں "یہ اہل بدعت کے خبث باطن اور سیاہ دلی کا عبرت ناک کارنامہ ہے۔ کہ وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں اور عوام الناس کو یہ باور کرانے کے درپے ہیں۔ کہ معاذ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید فی سبیل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم کا اتنا ہی حق تسلیم کرتے ہیں۔ جتنا کہ بڑے بھائی کا ہوتا ہے۔ اور ظاہر بات ہے کہ اہل اسلام میں سے کسی کا یہ باطل عقیدہ نہیں ہر مومن کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم کا وہ درجہ وہ شان اور وہ مرتبہ ہے۔ کہ نہ کسی اور بشر کا ہے۔ اور نہ فرشتہ کا نہ کعبہ کا اور نہ لوح و قلم کا حتیٰ کہ عرش عظیم کا۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے بعد ساری کائنات اور تمام مخلوق میں صرف آپ ہی کا درجہ اور مقام ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" عبارات اکابر ص۷۰-۷۱

تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں بے ادبی اور گستاخی کی بدعت اور ضلالت کو جاری کرنے والے پہلے شخص مولوی اسمٰعیل ہی ہیں جنہوں نے شان رسالت میں سخت بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ لکھے۔ اور صاف الفاظ میں لکھا۔ کہ جو بڑا بزرگ ہو۔ اس کی بڑے بھائی جیسی تعظیم کیجیے۔ اور جو بشر کی سی تعریف ہو۔ سو وہ ہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔ ناظرین حضرات! غور فرمائیے۔ کیا یہ لاطینی زبان ہے؟ یا عبرانی زبان ہے؟ اور کیا یہ سریانی زبان ہے؟ جس کے سمجھنے والے نایاب ہوں۔ یہ تو صاف اور سلیس اردو زبان ہے۔ جو معمولی طالب علم پرائمری میں پڑھنے والا بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ الفاظ شان رسالت میں سخت بے ادبی اور گستاخی کے ہیں اور ان کے لکھنے والا سخت بے ادب اور گستاخ ہے۔ اور اس بے ادبی اور گستاخی کی بدعت ضلالت کو جاری کرنے والا ہے۔ اور اس بے ادبی اور گستاخی کی بدعت کی حمایت کرنے والا۔ اور اس کی تائید میں کتابیں لکھنے والا سب سے زیادہ بدعتی اور اوّل درجے کا بے ادب اور گستاخ ہے۔ اور یہ اس کے خبث باطن اور سیاہ دلی کا عبرت ناک کارنامہ ہے۔ ان کے حمایتی بتائیں تو سہی یہ قرآن شریف اور حدیث شریف میں کہاں آیا ہے۔ کہ "جو بڑا بزرگ ہو۔ اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے"۔ یہ ہے دین میں احداث بدعت و ضلالت۔ وہابی حضرات نے نبی پاک صلعم کا مرتبہ باپ سے بھی کم رکھا۔ استاد اور عالم کے برابر بھی نہ سمجھا۔ انبیاء علیہم السلام ظاہر میں بشر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو کمالات عطا فرماتا ہے۔ کمالات کو چھوڑنا اور لفظ بشر سے ان کا ذکر کرنا یقیناً بے ادبی ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس شخص کے دل میں عظمت نہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کے مراتب و کمالات کا اظہار اس کو گوارا نہیں۔ اگر کوئی شخص بادشاہ کے مرتبہ کا ذکر نہ کرے صرف آدمی اور بشر کہے۔ تو بے ادب گستاخ ہے بادشاہ تو بادشاہ باپ کو بھی کوئی یہ نہیں کہتا۔ کہ وہ بھی ایک آدمی ہے۔ خود وہابی حضرات اپنے مولویوں کے لئے بڑے بڑے القاب و آداب استعمال کرتے ہیں۔ اگر ان کے نام کے ساتھ کلمۂ تعظیم نہ ہو۔ تو ناراض ہو جائیں گے آدمی کہہ کر پکاریئے کیسے لال پیلے ہوتے ہیں۔ جب تک مولانا مولوی نہ کہے جائیں۔ راضی ہی نہ ہوں۔ مگر انبیاء علیہم السلام کی تعریف کو روکتے ہیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ بھی عظمت کے کلمات سے فرماتا ہے۔ اور اپنے بندوں کو ان کی تعظیم کا توقیر کا حکم دیتا ہے۔ تعزرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ۔ تاکہ رسول پاک کی تعظیم اور توقیر کرو۔

اب آپ جو یہ فرما رہے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ درجہ وہ شان اور وہ مرتبہ ہے کہ نہ کسی اور بشر کا ہے اور نہ فرشتہ کا۔ تو آپ کے قلم سے ثابت ہو گیا۔ کہ حضور علیہ السلام بے مثل ہیں۔ تو پھر یہ فرمائیے کہ آپ کے بھائی کیسے ہوئے؟ آپ کے بھائی کی مثل تو ہزاروں بلکہ لاکھوں ہو سکتے ہیں۔ آگے آپ لکھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا وہ مرتبہ ہے۔ کہ نہ کعبہ کا نہ لوح و قلم کا۔ حتیٰ کہ عرش عظیم کا۔ تو پھر فرمائیے حضور علیہ السلام آپ کے بھائی کیسے ہوئے؟ آگے ارشاد ہو رہا ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے بعد ساری کائنات اور تمام مخلوقات میں صرف آپ ہی کا مقام اور درجہ ہے۔ بعد

از خدا بزرگ تو ئی قصہ مختصر۔ سبحان اللہ اگر واقعی آپ کا یہی عقیدہ ہے تو پھر ارشاد فرمائیے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بھائی کیسے ہوئے۔ کیونکہ آپ کے قلم سے ثابت ہو رہا ہے۔ حضور انور علیہ السلام ساری خدا کی خدائی میں بے مثل اور بے نظیر ہیں۔ جب وہ بے مثل ثابت ہوئے تو ان کو فقط بھائی کہہ کر پکارنا پرلے درجے کی جہالت ہے۔ اور شان رسالت میں سخت بے ادبی اور گستاخی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔ یعنی آپس میں باہم ایک دوسرے کو جس طرح پکارتے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسے نہ پکارو۔ جب قرآن شریف سے ثابت ہو گیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی وغیرہ برابری کے الفاظ سے پکارنا سخت منع ہے۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بھائی کہہ کر پکارتے ہو۔ تو ثابت ہوا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر یا بڑا بھائی کہہ کر پکارنے والا سخت بے ادب اور پرلے درجے کا گستاخ ہے۔ اور اس کی تائید میں کتابیں لکھنے والا بھی ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہدایت فرمائے۔

اب ایک سوال کا جواب دیجئے۔ جب قبر میں فرشتے سوال کریں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ ھٰذَا الرَّجُلِ۔ ان کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ تو کیا آپ حضرات وہاں بھی یہی جواب دیں گے کہ یہ ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ ہمارے ہی جیسے بشر ہیں۔ ذرہ ناچیز سے کم تر ہیں۔ العیاذ باللہ من ذالک۔ اور کیا یہ جواب دے کر عذاب قبر سے آپ

کو چھٹکارا حاصل ہو گا؟

کفریہ عبارت نمبر ۲

ناظرین کرام! تقویۃ الایمان کی ایک اور کفریہ عبارت ملاحظہ فرمایئے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے مشکوٰۃ شریف سے ایک حدیث نقل کی قیس بن سعد نے نقل کیا۔ کہ گیا میں ایک شہر میں جسکا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجیے ان کو پھر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو۔ سو تم بہت لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو تو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو کر جو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو؟ کہا میں نے نہیں۔ فرمایا تو مت کرو۔ ف۔ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ معاذاللہ! تقویۃ الایمان ص۶۸

یہ بے باکانہ گستاخی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا۔ حاشا وکلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گز یہ نہیں فرمایا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے۔ نصرت العلوم کے شیخ الحدیث صفدر صاحب اس کفریہ عبارت کو نقل کر کے خود ہی لکھتے ہیں۔ یہ صحیح حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالٰے نے زمین پر حرام کر دیا ہے۔ کہ وہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجساد کو کھائے۔ گکھڑوی صاحب سوال تو یہ ہے۔ کہ جو حدیث مولوی اسمٰعیل صاحب

نے نقل کی ہے۔ اس کے کونسے لفظ کا یہ ترجمہ ہے۔ کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ اگر آپ یہ نہیں بتا سکتے۔ تو بتا بھی کیسے سکیں گے اس حدیث پاک میں کوئی لفظ ایسا ہے ہی نہیں۔ تو اور ہی کوئی حدیث بتا دیجیئے۔ کہ جس میں ایسے الفاظ موجود ہوں۔ آپ تو شیخ الحدیث کہلاتے ہیں۔ لائیے کوئی ایسی حدیث؟ انشاء اللہ قیامت کی صبح تک کوئی وہابی دیوبندی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکے گا۔ کہ جس کے یہ الفاظ ہوں۔ جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویتہ الایمان میں اپنی طرف سے جڑ دیئے ہیں۔ یہ صاف طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کو منسوب کیا گیا ہے۔ اور حدیث شریف میں فرمایا گیا۔ کہ جو میری طرف جھوٹ کو منسوب کرے۔ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے تعجب کی ایک بات یہ بھی ہے۔ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کو یہ سب حضرات شہید فی سبیل اللہ لکھتے ہیں۔ تو قرآن شریف کی رو سے مولوی صاحب بھی زندہ ہوئے۔ عجیب قسم کا عقیدہ ہے۔ کہ مصنف کتاب تقویتہ الایمان مولوی اسمٰعیل تو مر کر بھی زندہ رہیں اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مُردہ لکھ جائیں معاذ اللہ۔ امتی زندہ اور نبی پاک مردہ۔ ناظرین کرام! دیکھا آپ نے یہ ہے مذہب حضرات دیوبند کا۔

دیوبندی زندہ ہیں

۱۔ ایک صاحب کشف حضرت حافظ ضامن کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے۔ بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں۔ بڑے دل لگی باز ہیں۔ جب میں فاتحہ پڑھنے لگا۔ تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ فاتحہ

کسی مردہ پر پڑھو۔ یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو۔ یہ بات کیا ہے۔ جب لوگوں نے بتلایا۔ کہ یہ شہید ہیں۔ ارواح ثلاثہ صد ۲۲۱ حکایت نمبر ۲۰۴۔ مولوی اشرف علی صاحب دیوبندی۔

۲۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی۔ آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بھئی ہم تو قبر میں نماز پڑھا کریں گے۔ دعا ہے کہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ قبر میں یہ اجازت دے دیں۔ کہ بس نماز پڑھتے جاؤ۔ ارواح ثلاثہ صد ۳۵۶

۳۔ مولوی احمد علی زندہ ہیں۔ مولوی احمد علی صاحب لاہوری جس طرح اپنی زندگی میں زندہ تھے۔ آج بھی زندہ و تابندہ ہیں۔ رسالہ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ صد ۳۳۔

۴۔ مولوی رشید احمد گنگوہی زندہ ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

مرثیہ محمود الحسن صاحب دیوبندی صد ۲۶

ناظرین کرام! غور فرمائیے۔ واقعی دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب کی مسیحائی حضرت عیسٰی علیہ السلام سے بہت بڑھ گئی کیونکہ جو کام عیسٰی علیہ السلام بھی نہ کر سکے۔ وہ مولوی رشید احمد صاحب نے بھی کر کے دکھا دیا۔ مردے جلانے میں تو برابر ہی رہے۔ مگر زندوں کو موت سے بچا لیا۔ اس میں ضرور عیسٰی علیہ السلام سے بڑھ گئے۔ جب ہی تو عیسٰی علیہ السلام کو ان کی مسیحائی دکھائی جاتی ہے۔ اگر مولوی رشید احمد صاحب

کی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھی ہوئی نہ جانتے تو یہ نہ کہتے۔
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم۔ مسلمانوں انصاف کرو۔ کیا اس میں
عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے۔ یہ ہے دیوبندی
حضرات کا مذہب۔ ان لوگوں کی توحید قائم نہیں رہ سکتی۔ جب تک حضرات
انبیاء علیہ السلام کی توہین نہ کرلیں۔

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم بھی زندہ ہیں

حضرت عم محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم نے فرمایا۔ کہ مولوی
احمد حسن صاحب امروہوی اور مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی میں باہم معاصرانہ
چشمک تھی۔ اور اس نے بعض حالات کی ہی بنا پر ایک مخاصمۃ اور متنازعہ کی صورت
اختیار کرلی اور مولانا محمود الحسن صاحب گو اصل جھگڑے میں شریک نہ تھے اور نہ
انہیں اس قسم کے امور سے دلچسپی تھی۔ مگر صورت حالات ایسی پیش آئی۔ کہ مولانا
بھی بجائے غیر جانب دار رہنے کے کسی ایک جانب جھک گئے۔ اور یہ واقعہ کچھ طول
پکڑ گیا۔ اسی دوران ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ
اللہ علیہ نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا۔ جو دار العلوم دیوبند میں
ہے۔ مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرہ کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے۔ موسم
سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب نے فرمایا۔ کہ پہلے میرا یہ روئی
کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ دیکھا۔ تو تر تھا اور خوب بھیگ رہا تھا۔ فرمایا
کہ واقعہ یہ ہے۔ کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد عنصری کے ساتھ
میرے پاس تشریف لائے۔ جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور لبادہ

تر بتر ہو گیا۔ اور یہ فرمایا۔ کہ محمود الحسن کو کہہ دو۔ کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے بس میں نے یہ کہنے کے لئے بلایا ہے۔ مولانا محمود الحسن صاحب نے یہ عرض کیا۔ کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں۔ کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔ ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۶۰-۲۶۱

ناظرین کرام! غور فرمائیے۔ دیوبندی حضرات کے قطب الارشاد حضرت گنگوہی صاحب کا کمال۔ محمود الحسن صاحب کی زبان سے آپ نے معلوم کر ہی لیا ہے۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب مردوں کو بھی زندہ کرتے ہیں۔ اور زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے۔ اگر آپ مجھ سے یہ سوال کریں کہ پھر اسقدر کمال رکھنے والے خود کیوں مر گئے؟ تو اس کا جواب میرے پاس نہیں۔ یہ سوال تو نصرت العلوم کے شیخ الحدیث صفدر صاحب سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ ہی اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ آپ ان کے پاس ہی تشریف لے جائیے اور ان سے جواب حاصل کیجئے مجھے معاف رکھیے۔ میں اس لائق نہیں ہوں کہ اس کا جواب دے سکوں اور مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند کا کمال بھی مولوی اشرف علی صاحب کی کتاب ارواح ثلاثہ سے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ کہ وہ صاحب مرنے کے بعد بھی اپنے مدرسہ کی نگرانی فرما رہے ہیں۔ اگر کوئی جھگڑا وغیرہ دار العلوم میں ہو۔ تو فوراً بجسد عنصری تشریف لا کر فیصلہ فرما دیتے ہیں۔ یہ ان کا فیض ہمیشہ جاری ہے۔ حالانکہ وہ وفات پا چکے ہوئے ہیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر بانی مدرسہ دیوبند مرنے کے بعد بھی زندہ ہیں۔ اور ان کا فیض بھی جاری ہے۔ تو پھر بانی اسلام کیوں مردہ ہیں۔ یہ تو عجیب قسم کا عقیدہ ہے۔ کہ بانی مدرسہ دیوبند زندہ اور بانی اسلام مردہ۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ مولوی اشرف علی صاحب نشر الطیب کتاب میں وہی حدیث جو اوپر نقل کی گئی ہے۔ نقل کر کے لکھتے ہیں۔ پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ پس آپ کا زندہ رہنا قبر شریف میں بھی ثابت ہوا۔ دیکھئے مولوی اشرف علی صاحب بھی قبر شریف میں آپ کا زندہ ہونا ثابت کر رہے ہیں۔ اور اب دیکھئے تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کیا لکھ رہے ہیں۔ ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ اور حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ یہ حیات برزخی نہیں ہے۔ جو حاصل ہے۔ تمام مسلمانوں کو بلکہ سب آدمیوں کو۔ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے۔ کہ انبیاء اور شہید کی قبر میں حیات ایسی ہے۔ جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ المہند صد ۱۶

گنگوہی صاحب کا قول مردود ہے

اب آپ کے گنگوہی صاحب کا یہ ارشاد۔ کہ چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کر لیتی ہے۔ اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد مع کفن ملاحق ہوتا ہے یہ مٹی میں ملنا کہلاتا ہے۔ کچھ اعتراض نہیں۔ یہ قول بھی آپ کے گنگوہی صاحب کا مردود ہے۔ اس لیے کہ اس میں عام مردوں کی قبروں کا ذکر کیا گیا ہے اور حضور علیہ السلام کا قبر انور میں زندہ ہونے کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ کوئی سوال کا جواب نہیں۔ بلکہ یہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ سوال

تو یہ ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں یہ فرمایا ہے۔ کہ میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں؟ توہین اس لئے ہے کہ عام مردہ کی قبر کی مثال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے ساتھ دی گئی ہے۔ اہل سنت علماء اس بات پر متفق ہیں کہ قبر انور کا وہ حصہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف سے مس کئے ہوئے ہے۔ وہ کعبہ معظم اور عرش عظیم سے بھی افضل ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو علماء دیوبند کا فتویٰ دیکھ لیجئے۔ المہند صہ ۱۳

تمام علماء دیوبند کا فتویٰ

وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے مبارک کو مس کئے ہوئے ہے۔ علی الطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ عرش وکرسی سے بھی افضل ہے ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی قبر شریف کو ایک عام مردہ کی قبر سے تشبیہ دینا سخت بے ادبی اور گستاخی ہے اور تعجب کی ایک بات یہ بھی ہے کہ صدر مدرس مدرسہ دیوبند مولوی محمود الحسن صاحب انہی مولوی رشید احمد کی قبر کو طور سے تشبیہ دے رہے ہیں۔

مولوی رشید احمد کی قبر طور ہے

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

مرثیہ محمود الحسن صہ ۱۲

ناظرین کرام! غور فرمائیں۔ مولوی رشید احمد کی قبر تو طور ہوئی اور محمود الحسن صاحب ارنی فرمانے والے موسیٰ ہوئے۔ تو رشید احمد صاحب رب ہی ہوں گے۔ اس میں تو اپنے پیر صاحب کو رب بتایا۔ اور اسی مرثیہ میں فرماتے ہیں

زبان پر اہل ہوا کی ہے کیوں اعلُ وہبل شاید

اٹھا عالم سے کوئی بانئِ اسلام کا ثانی مرثیہ ص۶

اس میں مولوی رشید احمد صاحب کو بانی اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی کہا گیا ہے۔ پھر اسی مرثیہ میں فرماتے

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہیئے عجب کیا ہے

شہادت نے تہجد میں قدمبوسی کی گر ٹھانی مرثیہ ص۱۴

اب غور فرمائیں۔ کہ از خدا تعالیٰ تا فاروق اعظم کونسا درجہ باقی رہا۔ جو کہ مولوی رشید احمد کو نہ دیا گیا ہو۔ ناظرین کرام دیکھا آپ نے کہ علماء دیوبند اپنے بزرگوں کی قصیدہ خوانی میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ تلقین کی کہ بشر جیسی تعریف کرو۔ بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی۔ خود مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنے پیر سید احمد کی بے حد تعریف کی ہے جو صراط مستقیم میں درج ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ ایک دن حضرت حق جل و علانے آپ کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ لیا۔ اور کوئی چیز امور قدسیہ سے جو کہ نہایت رفیع اور بدیع تھی۔ آپ کے سامنے کر کے فرمایا۔ کہ ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے۔ اور چیزیں بھی عطا کریں گے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس طرف سے حکم ہوا۔ کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا اگرچہ وہ لکھو کھا ہی کیوں نہ ہو۔ ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے۔ حالانکہ تمام علماء اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی اور اس کے ساتھ باتیں کرنے کا مدعی ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

سیّد صاحب کو درخت اور جانور سلام کرتے تھے

اور سنیئے جو کہ خود سیّد صاحب نے اپنی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں :-

"اور جنگل میں پہنچ کر فرمایا کہ الحمد للہ! میں اللہ کا وہ بندہ ہوں جس کے لئے مچھلیاں پانی میں اور چیونٹیاں سوراخوں میں دعا کرتی ہیں۔ اور جس طرف کو میں نکل جاتا ہوں۔ وہاں کے درخت اور جانور تک مجھے پہچانتے اور سلام کرتے ہیں"۔ ارواح ثلاثہ صہ ۱۴۳

ناظرین حضرات۔ دیکھا آپ نے حضرت سیّد صاحب کا شان۔ شاید اب اس حدیث شریف کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو درخت اور پتھر وغیرہ سلام عرض کرتے تھے۔ اور مولا علی رضی اللہ عنہ بھی سنتے تھے۔ کیونکہ جب تیرہ سو سال بعد پیدا ہونے والے امتی کا یہ شان ہے کہ درخت اور جانور ان کو پہچانتے اور سلام بھی کرتے ہیں۔ تو پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو درخت اور پتھر کیوں نہ سلام کریں؟ ان کا شان تو ساری مخلوق الٰہی سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ اور اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ جب کوئی اُمّتی سلام عرض کرتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سنتے ہیں۔ اور سلام کا جواب بھی عطا فرماتے ہیں۔

ناظرین حضرات! اب میں اس حدیث شریف کو مشکوٰۃ سے نقل کر ہی دیتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا "میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ میں تھا۔ پس نکلے ہم بیچ بعضے

گرد و نواح کے پس نہ سامنے آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی پہاڑ یعنی پتھر اور نہ کوئی درخت مگر وہ کہتا تھا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ مشکوٰۃ باب المعجزات

کفریہ عبارت نمبر ۳

ناظرین کرام! تقویۃ الایمان کی ایک اور کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجئے۔ اور یہ یقین جان لینا چاہیئے۔ کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ معاذ اللہ۔ تقویۃ الایمان صہ۱

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں۔ یہ عبارت کیسی بے ادبی اور گستاخی سے لبریز ہے۔ اب بڑی مخلوق سے کیا مراد ہے۔ یہ کس کی طرف اشارہ ہے۔ کیا دیوبندی انبیاء علیہم السلام کو بڑا مخلوق نہیں جانتے؟ کیا اس لفظ سے انبیاء علیہم السلام کی توہین نہیں ہوتی ہے؟ پھر چمار سے ذلیل جس مخلوق کو بتایا۔ چمار اس سے ضرور شریف ہوا۔ تو اب چمار بڑی مخلوق میں ہے یا چھوٹی مخلوق میں؟ یا دونوں میں نہیں؟ یا دیوبندی حضرات کے نزدیک مخلوق ہی سے خارج ہے؟ وہابیہ کی نظر میں عزت تو چمار کی۔ معلوم نہیں اس سے کیا مناسبت ہے۔ کیسی سخت گستاخی ہے۔ کیسی دل آزاری ہے اور بے ادبی ہے۔ ظالموں سے پوچھو کہ یہ کہاں سے کہتے ہو۔ کیا خدا و رسول نے تمہیں یہ بتایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ٥ اللہ کے لئے عزت ہے۔ رسول کے لئے عزت ہے۔ مومنین کے لئے عزت ہے

اور جو اس عزت کو نہ جانے۔ ان کو قرآن پاک منافق فرماتا ہے۔ وَلٰکِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ یہ بدنصیب مقبولان بارگاہ کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہتے ہیں۔ معاذاللہ۔ چمار سے بھی زیادہ ذلیل کون ہوا؟ اس کا نام تو لیں افسوس صد افسوس اللہ تبارک وتعالیٰ حضور پر صلوٰۃ وسلام بھیجے۔ اس کے ملائکہ صلوٰۃ وسلام بھیجیں۔ مومنین کو صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضور کا ذکر بلند فرمائے۔ آیت کریمہ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔

دیوبند کے فاضل عامر عثمانی کا حوالہ

ناظرین کرام اسی کفریہ عبارت کے متعلق دیوبندی عامر عثمانی ایڈیٹر "تجلی" لکھتے ہیں میں نے دیکھا کہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے تقویۃ الایمان میں فصل فی الاجتناب عن الاشراک کے ذیل میں لکھا ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ کیا اسکا صاف اور بدیہی مطلب یہ نہیں ہے کہ اولیا وصحابہ تو رہے ایکطرف تمام انبیاء ورسل اور خاتم النبیینؐ بھی اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں کیا خطرناک انداز بیان ہے۔ کتنے لرزا دینے والے الفاظ ہیں۔ تجلی فروری د مارچ ۵۷ء

ناظرین کرام۔ غور فرمایا آپنے خود دیوبندی عالم بھی لرز رہا ہے اور لکھ رہا ہے کیا خطرناک انداز بیان ہے کتنے لرزا دینے والے الفاظ ہیں لیکن نصرت العلوم کے شیخ الحدیث مسلسل ان کفریہ عبارتوں کی حمایت میں اوراق سیاہ کرتے چلے جارہے ہیں اور مولوی اسمٰعیل کی محبت میں دیوانہ وار قلم چلا رہے ہیں۔ حالانکہ سینکڑوں کتابیں تقویۃ الایمان کی ان کفریہ عبارتوں کے رد میں لکھی جا چکی ہیں۔ اور ان کفریہ عبارتوں کا مدلل اور تحقیقی جواب دیا جا چکا ہے۔ شیخ الحدیث صفدر صاحب اسی کفریہ عبارت کو نقل کرکے لکھتے

ہیں۔ کہ یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ چوہڑا اور چمار بھی آخر انسان ہے۔ شرف آدمیت اور رتبہ انسانیت تو اس کو بہر حال حاصل ہے ہی۔ بڑے بڑے بزرگوں نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ اخلاص واحسان کا تعلق قائم کرنے کے لئے کچھ اور بھی فرمایا ہے۔ آخر ان پر کیا فتویٰ لگے گا۔ ناظرین حضرات غور فرمایا آپ نے۔ آگے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا ایک حوالہ نقل کرتے ہیں یعنی آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آدمی کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک تمام لوگ اس کے نزدیک مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائیں۔ آگے فرماتے ہیں لیجئے! صاحب سلسلہ بزرگ نے کیا بات نقل کر ڈالی۔ کہ ایمان ہی کسی کا کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ یہ یقین نہ کرلے کہ تمام انسان نفع وضرر کے مالک نہ ہونے میں مینگنیوں کی طرح ہیں اور گویا کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کو کچھ بھی نہ سمجھے اور اسی پر ایمان ویقین رکھے۔

عبارات اکابر کا پہلا حصہ صفحہ ۸۵

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ مصنف عبارات اکابر نے تقویۃ الایمان اور مولوی اسمٰعیل کے کفریات کو درست کرنے کے لئے حضرات اولیائے کرام پر افترار باندھنے اور جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کیا اور اپنے پاس سے یہ پیچر بھی لگا دی کہ تمام انسان نفع وضرر کے مالک نہ ہونے میں مینگنیوں کی طرح ہیں۔ حضرت شیخ صاحب کے مقدس ارشاد پر مولوی اسمٰعیل کے کفر کو آپ کا قیاس کرنا بالکل باطل ہے۔ حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ الناس سے جس کے معنی لوگ ہیں۔ اس سے عوام الناس مراد ہیں۔ حضرات

انبیاء کرام اور سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہو ہی نہیں سکتے اور اس پر شیخ کے جملہ لایکمل الایمان کا قرینہ بایں وجہ شاہد ہے کہ شیخ صاحب نے ایمان کے دو درجے مقرر فرمائے ہیں۔ مطلق ایمان اور کامل ایمان۔ اور اس عبارت میں ایمان کامل کرنے کی ہدایت فرما رہے ہیں۔ اور ایمان کامل ہی تب ہو گا کہ پہلے اصل ایمان تو ہو۔ اور اصل ایمان ہی تب آئے گا۔ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کے سب پیغمبروں پر ایمان ہو۔ تو حضرات انبیائے کرام لفظ ایمان میں آ گئے اور الناس میں دوسرے عوام لوگ مراد ہیں حضرت شیخ صاحب تو فرما رہے ہیں۔ کہ وہ مومن جو خدا تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیائے کرام پر اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ کا اقرار کر کے ایمان لا چکا ہے۔ اس کا ایمان مکمل تب ہو گا۔ کہ انبیائے کرام کے علاوہ دوسرے لوگوں کو وہ انبیائے کرام کے مقابلہ میں اباعر کی طرح قلیل جانے کیونکہ حضرات انبیائے کرام کا شان باقی سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ شیخ صاحب تو انبیائے کرام پر ہی مکمل ایمان لانے کو فرما رہے ہیں۔ اور آپ نے الٹے معنیٰ کر کے اپنی عاقبت خراب کر لی ہے۔ حالانکہ آپ شیخ الحدیث کہلاتے ہیں۔ بحمدہٖ تعالیٰ حضرت شیخ صاحب کی عبارت بالکل بے غبار رہی۔ اور مولوی اسمٰعیل پر اسی طرح کفر کی مار رہی۔

دیوبندیوں کے حکیم الامّت کا بیان

اب آپ ذرا اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ارشاد ملاحظہ

فرمایئے۔ "جو حضرات انبیائے کرام کی شان میں تحریر فرمارہے ہیں۔ (معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں جب حضور علیہ السلام امام بن کر سب انبیائے کرام کو نماز پڑھا چکے۔) تو ان سبھوں نے اپنے رب کی ثنا کی۔ سو ابراہیم علیہ السلام نے اسطرح تقریر کی۔ کہ تمام محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ کو خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور مقتدا اصاحب قنوت بنایا۔ کہ میرا اقتدار کیا جاتا ہے۔ اور مجھ کو آتش نمرودی سے نجات دی۔ اور اس کو میرے حق میں خنک اور سلامتی کا ذریعہ بنا دیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے رب پر ثنا کر کے یہ تقریر کی۔ کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ سے کلام خاص فرمایا۔ مجھ کو برگزیدہ فرمایا۔ اور مجھ پر توراۃ نازل فرمائی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی۔ اور میری امت کو ایسی قوم بنایا۔ کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں۔ اور اسی کے موافق وہ عدل کرتے ہیں۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ جمیع محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور مجھ کو زبور کا علم دیا اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا۔ کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پرندوں کو بھی تسبیح کے لئے مسخر فرمایا۔ اور مجھ کو حکمت اور صاف تقریر عنایت فرمائی۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کے بعد یہ تقریر کی۔ کہ جمیع محامد ثابت ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے میرے لئے ہوا کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا۔ کہ جو چیز میں چاہتا تھا۔ بناتے تھے۔ جیسے عمارات عالی شان اور مجسم تصاویر۔ (کہ اس وقت درست تھیں) اور مجھ کو پرندوں

کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھ کو ہر قسم کی چیز دی - اور میرے لئے
شیاطین اور انسان و جن اور طیر کے لشکروں کو مسخر کیا - اور مجھ کو ایسی سلطنت
بخشی کہ میرے بعد کسی کے لئے شایان نہ ہوگی - اور میرے لئے ایسی پاکیزہ سلطنت
تجویز کی کہ اس کے متعلق مجھ سے کچھ حساب ہی نہ ہوگا - پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام
نے اپنے رب پر ثنا کر کے یہ تقریر کی - کہ تمام محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ثابت ہیں -
جس نے مجھ کو اپنا کلمہ بنایا اور مجھ کو مشابہ آدم علیہ السلام کے بنایا - کہ ان کو مٹی سے بنا
کر کہہ دیا کہ تو (ذی روح) ہو جا اور وہ (ذی روح) ہو گیا - اور مجھ کو لکھنا اور
حکمت اور تورات وانجیل کا علم دیا اور مجھ کو ایسا بنایا - کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل
کا قالب بنا کر اس میں پھونک مار دیتا تھا - تو وہ خدا تعالےٰ کے حکم سے پرندہ بن
جاتا تھا - اور مجھ کو ایسا بنایا - کہ میں بحکم خدا مادر زاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا
تھا - اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا - اور مجھ کو پاک کیا - اور مجھ کو اور میری والدہ
کو شیطان رجیم سے پناہ دی - سو ہم پر شیطان کا کوئی قابو نہیں چلتا تھا - راوی کہتے
ہیں - پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی ثنا کی - اور فرمایا تم سب نے اپنے رب
کی ثنا کی - اور میں بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں - جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت
ہیں جس نے مجھ کو رحمۃ للعالمین اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا -
اور مجھ پر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا - جس میں ہر (دینی ضروری) امر کا بیان ہے
(خواہ صراحتاً خواہ اشارتاً) اور میری امت کو بہترین امت بنایا - کہ لوگوں کے
نفع (دین) کے لئے پیدا کی گئی اور میری امت کو امت عادلہ بنایا - اور میری
امت کو ایسا بنایا - کہ وہ اول بھی ہیں (یعنی رتبہ میں) اور آخر بھی ہیں (یعنی زمانہ

ہیں) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا۔ اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا۔ اور میرے ذکر کو بلند فرمایا۔ اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا۔ (یعنی نور میں اوّل اور ظہور میں آخر)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کرکے) فرمایا۔ کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہو گئے۔ دیوبندی نشر الطیب مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی صہ ۸۷-۸۸-۸۹-۹۰

ناظرین کرام غور فرمایئے اور اس عبارت کو بار بار پڑھیئے اور اپنے اپنے ایمان کو تازہ کیجیے۔ معراج شریف کی رات تھی۔ مسجد اقصلے میں تمام حضرات انبیائے کرام علیہم السلام حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے ہی حضور علیہ السلام کے استقبال کے لیے تشریف لا چکے تھے۔ چنانچہ سب انبیائے کرام نے اپنے رب تعالےٰ کی حمد و ثنا بیان فرمانے کے بعد اپنا اپنا شان بھی بیان فرما چکے تھے کہ ہم کو اللہ تعالےٰ نے ایسا ایسا رتبہ عطا فرمایا ہے اور ہم کو ایسا ایسا شان والا بنایا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ یہ میں نے دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کتاب سے اس لیئے نقل کیا ہے۔ تاکہ کوئی صاحب کسی روایت کو ضعیف کہہ کر انکار نہ کر سکے۔ کیوں جناب صفدر صاحب ملاحظہ فرما لیا آپ نے اپنے حکیم الامت کا ارشاد۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی مخلوق۔ جسکو آپ کا شہید بالاکوٹ چمار کا درجہ دے رہا ہے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ اور آپ شہید بالاکوٹ سے بھی آگے نکل گئے۔ آپ نے لکھ مارا۔ کہ چوہڑا چمار آخر انسان ہی ہے۔ شرف آدمیت اور رتبہ انسانیت تو اس کو بہر حال حاصل ہے۔ ولاحول

ولا قوۃ الا باللہ۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا۔ کہ اگر اس بدنصیب نے حضرات انبیائے کرام کو چوہڑا چمار لکھ دیا۔ تو کیا ہوا؟ آخر وہ بھی انسان ہے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ ناظرین کرام۔ دیکھا آپ نے۔ یہ ہیں چودھویں صدی کے شیخ الحدیث۔ شاید ان کو کبھی حدیث پاک مطالعہ کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو۔ تب ہی تو حضرات انبیائے کرام کے شان میں ایسے گندے الفاظ لکھنے پر مجبور رہو چکے ہیں۔

جناب صفدر صاحب۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے اَیُّکُمْ مِثْلِیْ۔ نہیں فرمایا؟ کہ تم میں سے میری مثل کوئی شخص ہے؟ اور کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَسْتُ کَاَحَدٍ مِنْکُمْ نہیں فرمایا؟ کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ یقیناً فرمایا ہے۔ یہ بخاری شریف ہے۔ انکار کیسے کرو گے؟ اور یہ بھی آپ نے فرمایا ہے اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ۔ خبردار میں حبیب خدا کا ہوں۔

اب اور ملاحظہ فرمائیے اپنے حکیم الامت کا ارشاد

پہلی روایت حاکم نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے۔ کہ حضرت آدمؑ نے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے۔ تو میں تم کو پیدا نہ کرتا

ف۔ اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہے۔

(دوسری روایت) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا۔ تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی۔ کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں۔ کہ میری مغفرت

ہی کر دیجیے۔ سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا۔ حالانکہ ہنوز میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا اے رب میں نے اس طرح پہچانا۔ کہ جب آپنے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح میرے اندر پھونکی۔ تو میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ سو میں نے معلوم کر لیا۔ کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہوگا۔ جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم تم سچے ہو۔ واقع میں وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں۔ اور جب تم نے انکے واسطہ سے مجھ سے درخواست کی ہے۔ تو میں نے تمہاری مغفرت کی۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ نشر الطیب مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی صہ ۲۵-۲۶ اور بھی ایک روایت اسی کتاب سے نقل کرتا ہوں صہ ۲۷

حضرت آدم علیہ السلام نے جب حضرت حوا علیہما السلام سے قربت کرنا چاہی تو انہوں نے مہر طلب کیا۔ آدم علیہ السلام نے دعا کی۔ کہ اے رب میں ان کو (مہر میں) کیا چیز دوں؟ ارشاد ہوا۔ اے آدم میرے حبیب محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بیس ۲۰ دفعہ درود بھیجو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ناظرین کرام۔ غور فرمائیے میں نے یہ سب حوالے دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کتاب نشر الطیب سے نقل کیئے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حکائیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ وہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں - کہ آپ جبرائیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں - وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا - سو میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا - اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا -

قارئین کرام - یہ سب روائتیں میں نے دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کتاب نشر الطیب سے من و عن نقل کر دی ہیں - کوئی کمی بیشی نہیں کی - اب تو دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کے قلم سے ثابت ہو گیا - کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا شان ساری خدا تعالیٰ کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل اور اعلے ہے - اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شان تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور اعلیٰ ہے - اور اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا - کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری خدا تعالیٰ کی مخلوق میں بے مثل اور بے نظیر ہیں - ناظرین کرام - اب میں آپ سے انصاف چاہتا ہوں اور فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں - یہ دونوں حضرات تمام دیوبندیوں کے امام ہیں - اور شیخ الحدیث محمد سرفراز خاں صاحب کے بھی پیشوا ہیں - ان دونوں کی تحریروں میں کسقدر تضاد ہے کوئی دیوبندی کچھ لکھتا ہے اور کوئی کچھ لکھتا ہے -

مولوی اسمٰعیل کی دوسری کتاب صراط مستقیم کا حوالہ

ناظرین کرام - ذرا غور فرمائیے - میں اب مولوی اسمٰعیل کی دوسری کتاب صراط مستقیم سے ایک روایت نقل کرتا ہوں - آپ لکھتے ہیں - کہ خبردار اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا - کیونکہ جب وادی مقدس کی آگ سے ندائے اِنِّی اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ صادر ہوئی - تو پھر اشرف موجودات سے جو حضرت ذات (سبحانہٗ تعالیٰ) کا نمونہ ہے - اگر انا الحق کی آواز صادر ہو - تو کوئی تعجب کا مقام نہیں -

صراط مستقیم مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی اردو ترجمہ ص۳۹ - اور یہی عبارت مولوی عبد الحمید صاحب مہتمم مدرسہ نصرت العلوم نے تحفہ ابراہیمیہ کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر نقل کی ہے اور اس طرح لکھا ہے۔ تو اگر نفس کامل جو اشرف الموجودات ہے اور نمونہ حضرت ذات ہے۔ اور فارسی کتاب میں بھی اسی طرح ہے۔ نفس کاملہ کہ اشرف موجودات و نمونہ حضرت ذات است۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ نفس کامل بڑا مخلوق ہی تو ہوگا۔ تقویت الایمان کے حکم سے چمار سے زیادہ ذلیل ہوا۔ تو نمونہ ذات الٰہی کو چمار سے زیادہ ذلیل لکھ دیا۔ اور خداوند عالم کی بھی توہین کر دی معاذ اللہ اس کی ذات کا نمونہ چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ ایسی گندی اور ذلیل باتوں پر بھی نفرت نہ کی جائے۔ اور مصنف تقویت الایمان کی حمایت میں اوراق سیاہ کرنے سے گریز نہ کیا جائے؟ یہ کونسا ایمان ہے۔ اور سب سے تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ دونوں کتابوں کے مصنف مولوی اسمٰعیل صاحب ہی ہیں۔ ایک میں کچھ لکھا اور دوسری میں کچھ اور ہی لکھ دیا۔ جیسا کہ اوپر تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔ اب صرف ایک سوال رہ گیا۔ آپ کے شہید بالاکوٹ کے دو حکم جدا جدا ہیں۔ ایک میں تو اولیائے کرام کا شان ظاہر کیا گیا ہے۔ دوسرے حکم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہر قسم کی چھوٹی بڑی مخلوق کو چوہڑے چمار کا درجہ دیا گیا ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت اور دوسرے اکابرین علماء دیوبند کس حکم میں داخل ہیں؟ اس کا جواب تو شاید نصرت العلوم کے شیخ الحدیث محمد سرفراز خاں صاحب ہی دے سکیں۔

کفریہ عبارت نمبر ۴

ناظرین کرام۔ تقویۃ الایمان کی ایک اور کفریہ عبارت نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمایئے مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی صفحہ ۶۴ پر لکھتے ہیں۔

اور جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

علماء اہلسنت کا یہ مذہب ہے۔ کہ ملک و اختیار بالاستقلال تو خاصہ خداوندی ہے اور ملک و اختیار ذاتی کسی فرد مخلوق کے لئے ثابت نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا اختیار اور اس کی عطا کی ہوئی ملک عام انسانوں کے لئے دلائل شرعیہ سے ثابت ہے۔ اور یہ ایسی روشن اور بدیہی بات ہے کہ جس کے تسلیم کرنے میں کوئی مخبوط الحواس بھی تامل نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ کوئی سمجھدار آدمی اس کا انکار کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں علی الاطلاق یہ کہہ دینا۔ کہ وہ کسی چیز کے مالک و مختار نہیں۔ شان اقدس میں صریح توہین ہے۔ اور ان تمام نصوص شرعیہ اور ادلہ قطعیہ کے قطعاً خلاف ہے۔

اور یہ جو تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۵ پر مولوی اسمٰعیل صاحب نے لکھ دیا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ بھی عظمت شان رسالت کے منافی ہے بلکہ مقام نبوت کی توہین اور تنقیص ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفات الٰہیہ کا مظہر اتم ہیں۔ اور ان کی مشیت مشیت ایزدی کا ظہور ہے۔ تو اس کا پورا نہ ہونا معاذ اللہ مشیت خداوندی کی ناکامی ہوگی۔ یہی توہین نبوت اور کفر خالص ہے۔ اور کمالات انبیاء علیہم السلام کی تنقیص اسی لئے کفر ہے۔ کہ کمالات نبوت قطعاً صفات

الٰہیہ کا ظہور ہوتے ہیں۔

رسُول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم کے چاہنے سے اللہ تعالےٰ نے قبلہ بدل دیا

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا۔ ترجمہ۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تم کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔ تقویۃ الایمان کے اس قول کو قرآن شریف نے مردود کر دیا۔ جس میں مولوی اسمٰعیل نے لکھا۔ کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ لہٰذا قرآن شریف کے حکم سے شہید بالاکوٹ کا یہ قول مردود ہو کر رہ گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شان اور اختیار بھی اسی آیت کریمہ سے ظاہر ہو گیا۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب علیہ السلام کے چاہنے سے قبلہ کو بدل دیا۔ تو اور کونسی اس سے بڑی چیز ہو گی۔ جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے نہیں ہو سکتی؟ جب کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے مسلمانوں کے لئے قبلہ ہی کو بدل دیا۔ سبحان اللہ ؎

کیوں پوچھتا ہے مجھ سے کس جا ہے کدھر ہے کعبہ
ابرو جدھر وہ پھیریں اُدھر میرا ہے کعبہ

خود مولوی اسمٰعیل صاحب بھی مولا علیؓ کا شان بیان کر چکے تھے

اب ایک حوالہ مولوی اسمٰعیل صاحب کی دوسری کتاب صراط مستقیم سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے اور غور کیجیے۔

اور حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے شیخین رضی اللہ عنہما پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خدمات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہوتا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے۔ جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ حوالہ صراط مستقیم ص۱۲۱

ناظرین کرام۔ دیکھا آپ نے یہ ہیں دیوبندی حضرات کے امام مولوی اسمٰعیل صاحب شہید بالاکوٹ۔ یہاں تو حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کا یہ شان لکھا۔ کہ جو آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ اور تقویۃ الایمان کتاب میں صاف صاف الفاظ میں لکھدیا۔ کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کے مختار نہیں۔ اب دیوبندی حضرات ہوش و حواس کو قائم کر کے بتائیں۔ کہ ان دونوں عبارتوں میں سے کون سی عبارت صحیح ہے؟ اور کون سی عبارت بے ادبی اور گستاخی کی ہے؟ اور مصنّف دونوں کتابوں کا مولوی اسمٰعیل دہلوی شہید بالاکوٹ۔ وہابی دیوبندی حضرات کا امام ہی ہے۔ ایک کتاب میں کچھ لکھا اور دوسری کتاب میں کچھ اور ہی لکھدیا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ کسی ایک عبارت کو ہی صحیح کہا جاسکتا ہے۔ دونوں عبارتیں کیسے صحیح ہوسکتی ہیں؟ شاید یہ دوسری عبارت نجدی کی کتاب "التوحید" کے نشہ میں بے ہوش ہوکر لکھدی گئی ہو۔ اور حافظے کی کمزوری کی وجہ سے یاد نہ رہا ہو کہ صراط مستقیم میں کیا ارشاد فرما چکے ہیں۔

حوالہ نمبر ا:۔ ناظرین کرام۔ اب میں دیوبندی حضرات کے حکیم الامّت

کی کتاب جمال الاولیاء سے چند حوالے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ محاصرہ میں تھے۔ میں آپ کے سلام کے لیئے آیا۔ فرمایا۔ مرحبا! اے بھائی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی گلی میں دیکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ عثمان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے ایک ڈول لٹکا دیا جس میں پانی تھا۔ میں نے پانی پیا۔ اور سیراب ہو گیا۔ پھر فرمایا۔ اگر تم چاہو تو میں تمہاری امداد کروں اور اگر چاہو تو ہمارے پاس روزہ افطار کرنا۔ میں نے اسی کو اختیار کر لیا ہے کہ حضور کے پاس روزہ افطار کروں۔ پھر حضرت عثمانؓ اسی روز شہید کر دیئے گئے۔ جمال الاولیاء، مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب صفحہ ۶

ناظرین کرام۔ غور فرمائیے اور خط کشیدہ الفاظ کو بار بار پڑھیئے۔ اگر چاہو تو میں تمہاری امداد کروں۔ یہ ہے اختیار محبوب خدا کا۔ اب مولوی اسمٰعیل دہلوی کا یہ لکھنا۔ کہ جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ یہ قول مردود ہو گیا۔ کیونکہ اسمٰعیل کے اس قول کو حدیث شریف سے رد کر دیا گیا ہے۔ جو اوپر نقل کی گئی ہے۔ اب دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کے قلم سے ثابت ہو گیا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰی نے مختار کل بنا دیا ہے۔ تب ہی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فرمایا جا رہا ہے۔ کہ اگر چاہو تو میں تمہاری امداد کروں۔ سبحان اللہ کیا شان ہے حبیب خدا کا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور یہ بھی مولوی اشرف علی صاحب اسی کتاب میں لکھ چکے ہیں۔ کہ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بیداری ہی میں دیکھا ہے۔ خواب میں نہیں ہے

اب اسی کتاب سے ایک حوالہ اور نقل کرتا ہوں۔ تاکہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا اختیار بھی ظاہر ہو جائے۔

حوالہ نمبر ۲۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں۔ کہ آپؓ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے چوری کی۔ یہ ایک حبشی غلام تھا۔ اس کو حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا۔ تو آپ نے اس سے پوچھا تم نے چوری کی ہے۔ اس نے اقرار کیا۔ کہ جی ہاں۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ پھر اس سے سلمان فارسیؓ اور ابن الکوا ملے۔ تو ابن الکوا نے اس سے پوچھا۔ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے تو اس نے جواب دیا۔ کہ امیر المومنین سردار مسلمین داماد رسولؐ شوہر بتول رضی اللہ عنہا نے۔ انہوں نے کہا کہ انہوںؓ نے تو تیرا ہاتھ کاٹ ڈالا ہے۔ اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ میں کیوں آپ کی تعریف نہ کروں حالانکہ آپ نے میرا ہاتھ حق سے کاٹا ہے۔ اور مجھے دوزخ سے بچایا ہے حضرت سلمانؓ نے یہ سنا۔ تو حضرت علیؓ سے عرض کر دیا۔ تو آپ نے اس حبشی کو بلایا۔ تو اس کا ہاتھ اس کے پہنچے پر رکھ کر رومال سے ڈھانپ دیا۔ اور دعائیں فرمائیں۔ ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی کہ چادر کو ہاتھ پر سے اٹھا لو۔ ہم لوگوں نے اس کے ہاتھ پر سے چادر اٹھائی تو اس کا ہاتھ حق تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برکت سے اچھا ہو چکا تھا۔ جمال الاولیاء ص ۳۱

حوالہ نمبر ۳۔ اب ای کتاب سے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ کہ علی رضی اللہ عنہ کو آواز دے لیں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ آپ کے گھر میں چکی چل رہی ہے۔

اور پاس کوئی نہیں ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو عرض کیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے ابوذر رضؓ تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے کچھ فرشتے ہیں۔ جو زمین میں پھرتے ہیں۔ وہ آل محمدؐ کی امداد کے واسطے متقرر کیئے گئے ہیں۔ جمال الاولیا۔ صفحہ ۶۸

ناظرین کرام۔ اب مولوی اسمٰعیل کا یہ قول کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کے مختار نہیں۔ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کے قلم سے رد ہو گیا۔

دیوبندی علمار کے اختیارات

(دیوبندیوں کے قلم سے)

حوالہ نمبر ۱۔ ناظرین کرام۔ اب ذرا دیوبندی علمار کا اختیار دیوبندی علمار کے قلم سے تحریر کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن اپنے پیر رشید احمد گنگوہی کے شان میں لکھتے ہیں۔

مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم — مرثیہ محمود الحسن صت ۲۶

کچھ سمجھے آپ؟ محمود الحسن دیوبندی یہ کہتے ہیں۔ کہ میرے پیر اور مرشد کامل کی شان یہ ہے۔ کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کر دیا۔ اور زندوں کو مرنے ہی نہیں دیا۔ لیکن اگر بات یہ ہی ہے۔ تو پھر شاید حضرت عزرائیل کو سمجھا بجھا کر واپس کر دیتے ہوں گے۔ اور عزرائیل بحضور رب العالمین یہ عرض کر دیتے ہوں گے۔ کہ الہٰی روح قبض کرنے گیا تھا مگر کروں کیا۔ دیوبندیوں کے قطب الارشاد

نے زندوں کو مرنے نہیں دیا۔ پھر دیوبندی حضرات یہ بھی بتائیں کہ زندہ کرنا اور مرنے نہ دینا۔ یہ خاص اللہ عزوجل کی صفت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا آپ کی تلوار شرک کا وار آپ کے مولوی محمود الحسن دیوبندی پر بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ پھر قارئین اس پر بھی غور فرمائیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی تو مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے ان کو تو یہ اختیار حاصل ہیں۔ لیکن وہ ہستی مقدس جس کا نام نامی اسم گرامی سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کے متعلق ان کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اللہ اکبر حضور سید عالم تو کسی چیز کے مختار نہیں اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو یہ اختیار ہے۔ کہ وہ زندوں کو مرنے نہ دیں اور مردوں کو زندہ کر دیں۔

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

ذرا پھر مصرع ثانی ملاحظہ کیجیے۔ کہتے ہیں۔

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

جس کا صاف وصریح مفہوم یہ ہے۔ کہ اے ابن مریم (علیہ السلام) آپ نے تو صرف مردے زندہ کئے ہیں۔ مگر میرے قطب الارشاد کی شان تو تم سے بھی بڑھ کر ہے۔ کہ وہ زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے۔

ناظرین کرام۔ انصاف سے غور فرمائیں۔ اور پھر بتائیں۔ کہ اس فقرہ میں مولوی محمود الحسن دیوبندی نے مولوی رشید احمد دیوبندی کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے افضل مانا یا نہیں؟ اب کیا فرماتے ہیں۔ نصرت العلوم کے شیخ الحدیث صفدر صاحب

کہ مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے مرشد میں خدائی صفات مان کر اور حضرت عیسٰے علیہ السلام سے ان کا مقابلہ کر کے کیا ہوئے؟ کیا اس غلو ناپاک کی بنا پر ان کے لئے بھی فتوی از قسم شرک و بدعت ہے یا شرک و بدعت کے تمام فتاوی صرف غریب بریلویوں کے لئے ہی ریزرو کر دیئے گئے ہیں۔ اب ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ نمبر ۲۔ مولانا الیاس کاندھلوی نے ایک مرتبہ عالم جذب میں مولوی ظہیر الحسن ایم۔ اے کاندھلوی مرحوم سے خود ان کے مکان پر فرمایا۔ کہ میاں ظہیر لوگوں نے مولانا حسین احمد کو پہچانا نہیں۔ خدا کی قسم ان کی روحانی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی ہے۔ کہ اگر وہ اس طاقت سے کام لے کر انگریزوں کو ہندوستان سے باہر نکالنا چاہیں۔ تو نکال سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ عالم اسباب ہے۔ اس لئے ان کو ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ رسالہ خدام الدین لاہور۔ مولوی احمد علی ۲۴ جنوری ۱۹۵۸ء صلا

ناظرین کرام۔ دیکھ لیا آپ نے علمائے دیوبند کا اختیار۔ خاص طور پر مولوی حسین احمد کانگریسی کا ذکر قابل تعریف ہے۔ کہ ان کی روحانی طاقت اسقدر بڑھی ہوئی تھی۔ کہ اگر وہ چاہتے۔ تو انگریزوں کو روحانی طاقت کے ذریعے ہی ہندوستان سے باہر نکال سکتے تھے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ کہ یہ عالم اسباب ہے۔ اس لئے ان کو منع کر دیا گیا۔ پھر آپ کی آنکھوں کے ہی سامنے لاکھوں آدمیوں کا خون بہایا گیا۔ اور ہزاروں مستورات کی عصمت خراب ہوئی۔ غرضیکہ ظلم وستم کی حد ہو گئی۔ لیکن کسی وقت بھی آپ نے اپنی روحانیت سے کام نہیں لیا۔ بلکہ پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کے پیر سید احمد کا شان

ناظرین کرام - اب میں ایک حوالہ دیوبندیوں کے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی کتاب صراط مستقیم سے نقل کرتا ہوں - ملاحظہ فرمائیے -

مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے مرشد سید احمد صاحب کے متعلق لکھتے ہیں - کہ حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمۃ دہلی میں ان کے پاس تشریف لائے - دونوں صاحبوں کا آپس میں تنازعہ ہوا - ہر ایک بزرگ فرماتا تھا - کہ میں اپنا مرید کروں گا - ایک ماہ تک برابر آپس میں تنازعہ ہوتا رہا - آخر کو اس بات پر مصالحت ہوئی - کہ ہم دونوں سید صاحب کو ایک ساتھ توجہ دیکر مرید بنالیں - اصل عبارت اس طرح ہے - جو صراط مستقیم میں صفحہ ۳۷۲/۳۷۳ پر لکھی گئی ہے -

جناب حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کی روح آپ کے متوجہ حال ہوئیں - اور قریبًا عرصہ ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روح مقدس کے مابین فی الجملہ تنازعہ رہا - کیونکہ ہر ایک ان دونوں عالی مقام اماموں میں سے اس امر کا تقاضا کرتا تھا - کہ آپ کو تمامہ اپنی طرف جذب کرے - تا آنکہ تنازع کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر صلح کے واقعہ ہونے کے بعد ایک دن ہر دو مقدس روحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور قریبًا ایک پہر کے عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفس نفیس پر توجہ قوی اور پر زور اثر ڈالتے رہے - پس اسی ایک پہر میں ہر دو طریقہ کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی - صراط مستقیم اردو مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۳۷۲/۳۷۳

ناظرین کرام توجہ فرمائیں حضرت غوث الثقلین شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ بغداد شریف میں ہیں - اور خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کہ بخارا شریف میں ہیں

کس طرح خبر ہو گئی۔ کیا چٹھی بھیجی گئی ڈاک میں یا کوئی تار بھیجی گئی؟ مگر یہ دونوں چیزیں اس وقت نہ تھیں۔ یا مولوی اسمٰعیل صاحب دونوں جگہ کوئی خط لے کر گئے تھے؟ یہ بھی نہیں تو پھر کیونکر معلوم ہوا کہ سید احمد صاحب دہلی میں کوئی بزرگ رہتے ہیں۔ چلو اُن کو مرید بناؤ۔ اور پھر یہ وہ بات کیا تھی۔ کہ دونوں بزرگ اُن کو مرید بنانے کے لئے ایک ماہ تک دہلی میں ہی بیٹھے رہے اور تنازعہ ہی رہا اتنی کیا سخت ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ وہ بزرگ کامل واکمل غوث الثقلین آپس میں بے موجب تنازعہ کریں۔ اور پھر آخر مصالحت ہونے پر ایک پہر تک نسبت عطا فرماتے رہیں۔

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں یہاں تو مولوی صاحب نے اپنے پیر سید احمد صاحب کا شان بنانے کے لئے کس قدر اپنے قلم کو زور دیا ہے۔ اور ساتھ ہی پیران پیر کو غوث الثقلین لکھ دیا۔ جو غوث کے معنی فریاد رس کے ہیں۔ اور ثقلین کے معنی دونوں گروہ جنوں اور انسانوں کے ہیں۔ تو حضرت پیران پیر دونوں گروہوں جنوں اور انسانوں کے فریاد رس ہیں۔ یہاں تو مولوی اسمٰعیل صاحب کے قلم نے اولیاء کرام کا شان ظاہر فرمایا۔ لیکن کتاب تقویۃ الایمان میں اسی مولوی اسمٰعیل صاحب کے قلم نے لکھا۔ کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کے مختار نہیں۔ سبحان اللہ یہ کیسا عقیدہ ہے شہید بالاکوٹ کا۔ اپنے پیر کا یہ شان کہ اتنے بڑے شان والے دو بزرگ سید صاحب کو مرید بنانے کے لئے پورے ایک ماہ تک جھگڑتے رہے۔ اللہ اکبر اور جن کے لئے دونوں جہان بنائے گئے اور جو ساری مخلوق الٰہی کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے اور وہ مختار کل بھی ہوں وہ کسی چیز کے مالک و

مختار نہیں۔ یہ ہیں جناب شہید بالاکوٹ وہابیوں اور دیوبندیوں کے امام۔

کفریہ عبارت نمبر ۵

ناظرین کرام۔ اب صراط مستقیم کتاب کی ایک کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے

زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے۔ اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے۔ صراط مستقیم اردو مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی ص۲۰۱۔

معاذ اللہ۔ شہید بالاکوٹ۔ دیوبندیوں کے امام لکھتے ہیں۔ کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک دل میں لانا بیل اور گدھے کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدرجہا بدتر ہے + لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

یہ مولوی اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں ایسی کفریہ عبارت لکھی ہے جس سے مومن کا رواں رواں کانپ جاتا ہے۔ ایماندار کی زبان و قلم سے ایسے گستاخانہ کلمے کس طرح نکل سکتے ہیں۔ نماز میں حضور پرنور کی طرف خیال لیجانے کو اس قائل نے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتایا ہے اسکو یہ نہ سوجھا کہ خیال کیسے نہ آئیگا۔ تشہد میں تو حضور پرنور پر عرض سلام کی تعلیم ہے۔ اور تشہد شریعت میں واجب ہے تو حضور پر سلام کرنے سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے اور عبادت اپنے کمال کو پہنچتی ہے عظمت مصطفےٰ سے تو دشمنی ہے۔ تو کیا انکے حمائتی حضرات نماز میں

ناظرین کرام۔ اب ذرا مصنف "عبارات اکابر" جناب صفدر صاحب کا ارشاد
ملاحظہ فرمائیے۔ اسی کفریہ اور گندی عبارت کو نقل کرنے کے بعد بیشمار اوراق سیاہ
کر دیئے ہیں۔ تاکہ کسی طرح اس کفریہ ملعون عبارت کو اسلامی ثابت کیا جا سکے۔
اس عبارت کو درست کرنے کے لئے گکھڑوی صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے
ہیں۔ لیکن اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ صرف اعلیٰ حضرت مولانا مولوی مفتی
الحاج احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے خلاف زہر اگلا ہے۔ اور ان کی
عبارتوں کا وہی حصہ نقل کیا ہے۔ جس میں انہوں نے اس کفریہ اور ناپاک ملعون عبارت
پر غم وغصہ کا اظہار کیا ہے۔ لیکن وہ دلائل جو کہ اس کفریہ عبارت کے رد میں اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمائے ہیں۔ گکھڑوی صاحب نے ان کو نقل نہیں
کیا اور نہ ہی ان کا کوئی جواب دے سکے۔

ناظرین کرام۔ میں اب وہ دلائل نقل کرتا ہوں جو اس کفریہ عبارت کے رد میں
اعلیٰ حضرت نے اپنی کتاب "الکوکب الشہابیہ" میں تحریر فرمائے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

اس شخص کے نزدیک نماز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنا موجب
شرک۔ کہ وہ جب آئے گا عظمت کے ساتھ آئے گا۔ مگر واللہ العظیم کہ شریعت
رب عرش کریم میں نماز بے ان کے خیال باعظمت وجلالت کے ناقص ہے۔ اس سے
کہو اپنے شریکوں کو جمع کرے۔ اور قہر والے عرش کے مالک سے لڑائی لے۔ کہ
تو نے کیوں ایسی شریعت بھیجی۔ جس نے نماز کی ہر دو رکعت پر التحیات واجب کی
اور اس میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اشہد ان محمد عبدہٗ ورسولہ پڑھنا
عرض کرنا لازم کیا۔ آگے فرماتے ہیں۔ مسلمانو۔ کیا ان کے پڑھنے کے حکم محمد رسولہٗ٭

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال کرنے کا حکم نہ ہوا۔ بے شک ہوا۔ اور واقعی ان کا خیال مسلمانوں کے دل میں جب آئے گا عظمت و جلال ہی کے ساتھ آئیگا۔ کہ اس کا تصور ان کے پاک مبارک تصور کو لازم بین بالمعنی الاخص ہے اور عرض سلام تو خاص بغرض ذکر و اکرام ہی ہے۔ تو یہاں نہ صرف ان کے خیال بلکہ خاص نماز میں ان کے ذکر تکریم کا حکم صریح ہے وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ مسلمانو! کیا ہر نماز کے ختم پر درود شریف پڑھنا سنت نہیں؟ اور حضرت امام شافعی و امام احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک تو فرض ہے۔ پھر درود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد و تعظیم تکریم نہیں تو کیا ہے۔ درود کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال با عظمت و جلال سے انفکاک کیونکر ممکن۔ مسلمانو ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا ہمارے نزدیک امام و فرد پر واجب اور ان غیر مقلد وہابیوں کے یہاں سب پر فرض ہے۔ ان سے کہو اس میں سے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ نکال ڈالیں۔ یعنی راہ ان کی جن پر تو نے انعام کیا۔ جانتے ہو وہ کون ہیں۔ ہاں قرآن سے پوچھو وہ کون ہیں۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ترجمہ۔ جن پر خدا نے انعام کیا وہ انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ ہیں۔ جب صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ پڑھ کر ان کی راہ مانگی جائیگی۔ تو ضرور عظمت کے ساتھ ان کا خیال آئے گا۔ اور وہ اس کے نزدیک شرک ہے۔ تو الحمد میں سے اس شرک کے دور کرنے کی کوشش کریں۔ صرف غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ رکھیں کہ انبیاء و صدیقین کی جگہ نماز یہود و نصاریٰ یادگاری ہے

بلکہ اِھْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بھی رکھنے کے قابل نہیں کہ حدیث میں اس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد لئے گئے ہیں۔

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں گکھڑوی صاحب نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان دلائل کو نقل نہیں کیا۔ اس لئے ان کے پاس ان لاجواب دلائل کے جواب ہی کیا ہو سکتے ہیں۔ اور سنیئے اعلیٰ حضرت آگے کیا فرما رہے ہیں۔

مسلمانو۔ میں فقط الحمد کو کہتا ہوں نہیں نہیں شاید دو ایک کے سوا قرآن عظیم کی کسی سورت کا نماز میں تلاوت کرنا اس وہابی شرک سے نہ بچے گا۔ جن سورتوں میں حضور پُرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا دیگر انبیائے کرام یا ملائکہ عظام یا صحابہ کبار یا مہاجرین و انصار یا متقین و محسنین و عباد اللہ الصالحین کی صریح تعریفیں ہیں۔ ان کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ یونہیں وہ بھی جن میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے قصص مذکور ہیں کہ ان کا تصور جب آئے گا عظمت ہی سے آئے گا۔ جس کا اس شخص کو خود اقرار ہے ان کے سوا گنتی ہی کی سورتیں حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر صریح سے خالی ہونگی۔ اور کچھ نہ ہو تو کم سے کم حضور سے خطاب ہونگی۔ جیسے چاروں قل تبت میں کھلا ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر لگا ہوا ہے کہ اس کی تلاوت میں ضرور خیال جائے گا۔ یہ بھاری انتقام اللہ عزوجل کس کی طرف سے لے رہا ہے۔ یہ سخت غضب الٰہی کس کی جناب میں گستاخی کرنے پر اتر رہا ہے۔ اِذَا لُف شریف میں اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صراحۃً ذکر نہیں تو کعبہ معظمہ کا ذکر ہے اور وہ کمال تعظیم کے ساتھ کہ اپنی ربوبیت کو اس کی طرف

اضافت فرمایا۔ اس کا تصور کب بے عظمت آئے گا۔

دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے قلب میں حاجی امداد اللہ صاحب کا چہرہ

خان صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جوش میں تھے اور تصور شیخ کا مسئلہ در پیش تھا۔ فرمایا کہہ دوں۔ عرض کیا گیا فرمایئے۔ پھر فرمایا کہہ دوں۔ عرض کیا گیا۔ فرمایئے۔ پھر فرمایا۔ کہہ دوں۔ عرض کیا گیا۔ فرمایئے تو فرمایا کہ تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے۔ اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔ پھر اور جوش آیا۔ فرمایا۔ کہہ دوں۔ عرض کیا گیا۔ ضرور فرمایئے۔ فرمایا کہ اتنے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات بغیر آپ سے پوچھے نہیں کی۔ ارواح ثلاثہ صت ۳۰۷

ناظرین حضرات۔ غور فرمائیں۔ مولوی اسمٰعیل صاحب تو فرماتے ہیں۔ کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کا آنا بیل اور گدھے کے خیال سے بھی کئی درجے بدتر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ تین سال کامل حاجی امداد اللہ صاحب کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے۔ اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔ اور گنگوہی صاحب کے پیرو مرشد ہیں حاجی صاحب۔ اگر مولوی اسمٰعیل صاحب کا فتویٰ درست ہے۔ تو پھر گنگوہی صاحب کی تین سال کی نمازیں برباد ہو گئیں یا نہ؟ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کئی سال گنگوہی صاحب کے قلب میں رہے۔ تو اس عرصہ میں گنگوہی صاحب کی نماز دل کا کیا حشر ہوا ہوگا۔

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت نے بیوی صاحبہ کے خیال میں سرے سے نماز ہی توڑ دی -

ایک حوالہ اور سنیئے - دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی ایک نماز کے متعلق فرماتے ہیں - کہ میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا - کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا - کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں - میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی - (اشرف المعمولات ص ۱۴ بحوالہ دیوبندی مذہب)

ناظرین حضرات - غور فرمائیں - دیوبندی حضرات کے بڑے امام اور صوفی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی تو اپنی بیوی صاحبہ کا خیال آتے ہی سرے سے نماز ہی توڑ دیں - تو ان کے نہ تصوف میں کوئی فرق آئے اور نہ ہی ان کا حضورِ قلب خراب ہو - اور نہ ہی ان پر کوئی دیوبندی طعن کرے اور نہ ہی کوئی فتویٰ لگائے اور اگر کوئی عاشق مصطفےٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دل میں حاضر کر کے حضور علیہ السلام کو السلام علیک ایہا النبی عرض کرے تو دیوبندی اس پر شرک کے فتوے لگائیں - اور اس محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی خیال مبارک کو بیل اور گدھے کے خیال سے بھی کئی درجے بدتر بتائیں - یہ کونسا ایمان ہے ؟ اور کیسا اسلام ہے ؟

ناظرین حضرات - اب میں بخاری شریف سے ایک حدیث نقل کرتا ہوں - ملاحظہ فرمائیے - " ابی سعید بن معلّٰی سے روایت ہے - انہوں نے بیان کیا - کہ میں مسجد نبوی میں ایک دن نماز ادا کر رہا تھا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب

فرمایا۔ میں نماز سے فارغ ہو کر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نماز میں تھا۔ اس لئے حاضر ہونے میں تاخیر ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اللہ تعالے نے یہ حکم نہیں دیا۔ کہ جب تم کو اللہ کا رسول بلائے تو فوراً اس کی خدمت میں پہنچو۔ بخاری شریف مترجم جلد دوئم صد ۲۰۹۔

کفریہ عبارت نمبر ۶

ناظرین کرام۔ دیوبندیوں کی ایک اور کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

"دیوبندی علماء کا عقیدہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدرسہ دیوبند سے پہلے اردو نہ جانتے تھے"۔

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے پوچھا۔ کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی۔ آپ تو عربی ہیں؟ فرمایا جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا۔ ہم کو یہ زبان آ گئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ (دیوبند) کا معلوم ہوا۔ براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد دیوبندی صد ۲۶

ناظرین کرام۔ ان دیوبندیوں کی بداعتقادی ملاحظہ کیجئے کہ اپنا اور اپنے مدرسے کا شان بیان کرنے کے لئے تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا کس قدر بے باکانہ اقدام کیا۔ کہ نعوذ باللہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اردو زبان سیکھنے میں ان ہندوستانی ملاؤں سے فیض حاصل کیا۔ اور آپ کو معاذاللہ یہ زبان پہلے نہیں آتی تھی۔ حالانکہ تمام عالم اسلام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو

تمام جہانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا۔ تو حضور علیہ السلام کو پہلے ہی خدا تعالیٰ نے دنیا بھر کی تمام زبانوں کا عالم کامل بنا کر بھیجا۔

مولوی خلیل احمد صاحب اس خواب کو بیان کرنے کے بعد جو تعبیر لے رہے ہے۔ کہ سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہو گیا۔ گویا یہ بتایا جا رہا ہے کہ دیکھ لو۔ مدرسہ دیوبند کی عظمت کا یہ عالم ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو معلم کائنات ہیں۔ وہ بھی اردو میں علمائے دیوبند کے شاگرد ہیں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اگر شاگرد کا لفظ نہ بھی استعمال کیا جائے تو پھر بھی یہ تو اس تعبیر کا قطعی مفہوم ہے۔ کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدرسہ دیوبند کے علماء سے معاملہ کی وجہ سے زبان اردو آ گئی۔ اس سے پہلے آپ اردو نہیں جانتے تھے معاذ اللہ۔ چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدرسہ دیوبند سے پہلے صدہا سال کسی سے اردو زبان میں کلام نہ فرمایا تھا۔ حالانکہ ہندوستان میں ہزارہا بزرگان دین موجود تھے۔

اے کاش علماء دیوبند کبھی مقام نبوّت کی عظمت و برتری کا صحیح اندازہ کر کے اپنی گندہ و توہین آمیز عبارات پر سنجیدگی سے غور کرتے اور سوچتے کہ کیا نبی کے یہ شایان شان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مدرسہ دیوبند سے پہلے اردو زبان سے ناواقف تھے۔ حالانکہ قرآن کریم صاف صاف اعلان فرما رہا ہے۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ ترجمہ۔ اور سکھا دیا آپ کو اے محبوب جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ

کا فضل عظیم آپ پر ہے۔ ناظرین کرام! غور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے
کہ آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے۔ ہم نے سکھا دیا ہے۔ یعنی زمانہ ماضی میں۔
کیونکہ ما عام ہے۔ لہٰذا ہر شے کو حاوی ہے۔ جس چیز کے متعلق کہا جائے
کہ اس کا علم حضور کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محبوب وہی چیز آپ کو
سکھا دی۔ اگر کوئی دیوبندی سوال کرے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدرسہ
دیوبند قائم ہونے سے پہلے اردو زبان نہیں آتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے
کہ ہم نے آپ کو اردو کلام بھی سکھلا دیا تھا ۔

وہ سو جائیں تو معراج منامی　　　وہ جاگیں تو خدا سے ہمکلامی

حالانکہ دیوبندی حضرات اگر غور و فکر سے کام لیتے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی۔ کہ
سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اردو زبان میں گفتگو فرمانا خواب دیکھنے والے
کی عربی زبان سے جہل و لاعلمی کی دلیل ہے۔ اس لیے حضور سرکار دوعالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اردو میں ارشاد فرمایا۔ اور خواب دیکھنے والے کی اردو کا یہ عالم ہے
کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ اتنی خبر نہیں کہ کلام مذکر ہے یا مونث۔ اور خواب
دیکھنے والے کی جہالت اور بے ادبی بھی ملاحظہ کیجیے کہ معلّم کائنات رحمۃ اللعالمین
جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتا ہے۔ کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے
آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔　　چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں اُمّت کے
اعمال صبح و شام ہر زبان میں پیش کیے جاتے ہیں

مصنف "عبارات اکابر" نے مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند کی پیدائش ۱۲۴۸ھ

میں لکھی ہے۔ اور مولوی صاحب نے مدرسہ دیوبند ۱۲۸۳ھ میں قائم کیا ہے تو اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال ہو گی۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ مدرسہ قائم ہونے سے پہلے آپ اپنے استادوں سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اور آپ اور آپ کے استادوں کی زبان بھی اردو تھی۔ اور قرآن شریف کا ترجمہ بھی اردو زبان میں لکھا جا چکا تھا۔ اور مولوی محمد قاسم صاحب نے کافی کتابیں اُردو کی اپنے استادوں سے بھی پڑھی ہوں گی۔ اور مولوی اسمٰعیل کی کتاب تقویۃ الایمان بھی مدرسہ دیوبند قائم ہونے سے بہت پہلے لکھی جا چکی تھی۔ اور اسی کتاب کے متعلق ہندوستان میں شور بھی برپا ہوا تھا۔ اور سینکڑوں کتابیں اس کے رد میں لکھی گئی تھیں۔ اور جامع مسجد دہلی میں متعدد مناظرے بھی ہوئے تھے۔ اور یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں امت کے اعمال صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں۔ جس کے لئے میں آپ کے حکیم الامت کی کتاب "نشر الطیب" سے حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے۔ کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امّت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں۔ نشر الطیب صہ ۳۵۷

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرشتے وہ کلام جو امّت کے افراد آپس میں کرتے تھے یا شاگرد اپنے استاد سے سوال و جواب پڑھنے پڑھانے میں کیا کرتے تھے۔ وہ کس زبان میں بارگاہ رسالت میں پیش کرتے تھے؟ اگر یہ کہو کہ فرشتے اردو زبان کا ترجمہ عربی میں کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کرتے تھے۔ تو پھر فرشتوں

علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہوا۔ معاذ اللہ۔ فرشتے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ ثابت ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر زبان جانتے ہیں کیونکہ اُمّت کے اعمال ہر زبان میں ہر روز صبح و شام بارگاہ رسالت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ تقویۃ الایمان کی کفریہ عبارتیں بھی حضور علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں من و عن پیش کی جاتی ہیں۔ جو خالص سلیس اردو زبان میں لکھی گئی ہیں۔

ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب مخلوق الٰہی کی زبان کو جانتے ہیں۔ کیونکہ ہر زبان میں بارگاہ عالی میں امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اور بھی کتابوں میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے کہ جب جہانگیر بادشاہ نے حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ تو جہانگیر بادشاہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضور سرور عالم بطور تاسف اپنی انگلی مبارک دانتوں میں دبائے ہوئے فرما رہے ہیں۔ کہ جہانگیر تو نے کتنے بڑے انسان کو قید کر دیا ہے۔ تو جہانگیر نے آپ کی رہائی کا حکم صادر کر دیا۔ تو اس واقعہ سے خاص طور پر ظاہر ہو گیا۔ کہ آپ کا یہ حکم اُردو زبان میں تھا۔ کیونکہ جہانگیر عربی کا عالم نہ تھا۔ اب سنیئے دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کیا فرما رہے ہیں۔ نشر الطیب صہ ۲۳۹ پر آپ لکھتے ہیں۔ اور آپؐ جن و الانس اور تمام خلائق کی طرف مبعوث ہوئے۔ اور عرب کی سب زبانیں جانتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ بلکہ تمام زبانیں۔

کیوں جناب۔ اب بھی تسلی ہوئی یا نہیں اب تو آپ کے حکیم الامت نے اپنی کتاب نشر الطیب میں وضاحت فرما دی ہے۔ کہ میں کہتا ہوں۔ بلکہ تمام زبانیں (جانتے تھے) مولانا محمد عمر صاحب مناظر اسلام۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دلائل کو تو

آپ نے نرالی گپ لکھ کر بے ادبی اور جہالت کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ حالانکہ حضرت مولانا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ قرآن شریف کی تین آیتیں ثبوت کے طور پر تحریر فرما چکے ہیں اور جو آپ نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالمین کی زبانیں سکھا کر بھیجا گیا۔ بالکل مردود ہے۔ یہی تو آپ کی سب بے ادبی اور گستاخی کا بین ثبوت ہے۔ لیکن اپنے حکیم الامّت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی پر کوئی فتویٰ لگائیں۔ وہ بھی تو لکھ چکے ہیں۔ کہ تمام زبانوں کے عالم تھے۔ مولوی محمد عمرؒ پر کیوں برس رہے ہو۔ گھر کی خبر لیں۔ آپ کے اکابر کیا فرما رہے ہیں۔

کفریہ عبارت نمبر ۷

"شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے"
(معاذ اللہ)

الحاصل غور کرنا چاہیئے۔ کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ براہین قاطعہ ص۵۱ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص۵۱

اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے

افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔

براہین قاطعہ صد ۵۲

ناظرین کرام۔ غور فرمایئے۔ مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی حضرات کے بزرگ یہ گوہر افشانی فرماتے ہیں۔ کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت علم نص کی وجہ سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہوا۔ کہ شیطان اور ملک الموت کی وسعت یا زیادتی علم پر نص موجود ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم پر کوئی نص نہیں۔ اس لئے شیطان لعین کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم زیادہ ہے۔ اگر کوئی حضورؐ کے علم کو شیطان کے علم سے زیادہ یا برابر بتائے گا۔ تو وہ مشرک ہوگا۔ معاذ اللہ۔

اہل سنت کے نزدیک شیطان و ملک الموت کے محیط زمین کے علم پر قرآن و حدیث میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی۔ جو شخص نص کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ قرآن شریف پر نہایت ہی بہتان باندھتا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو نصوص قطعیہ کے خلاف کہنا بھی قرآن و حدیث پر افترار عظیم ہے۔ قرآن و حدیث میں کوئی ایسی نص وارد نہیں ہوئی۔ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں محیط زمین کے علم کی نفی ہوتی ہو۔ بلکہ قرآن و حدیث کے بے شمار نصوص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر چیز کا علم ثابت ہے۔ اہل سنت کا مسلک ہے کہ کسی مخلوق کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم کی کمی ثابت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بدترین گستاخی ہے

ناظرین کرام۔ ذرا غور فرمائیے۔ مولوی خلیل احمد صاحب کا دعویٰ ہے۔ کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محیط زمین کا علم ثابت کرنا شرک ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ شرک ہے۔ تو شیطان کے لئے روئے زمین کا علم ثابت کرنا ایمان کیسے ہو گیا؟ کیونکہ شرک میں تفریق نہیں ہو سکتی۔ جس چیز کا کسی ایک مخلوق کے لئے ثابت کرنا شرک ہو گا۔ وہ خدا تعالیٰ کے سوا جس کسی کے لئے بھی ثابت کیا جائے گا۔ شرک ہی ہو گا۔

تمام دیوبندی اکابرین علمار کا فتویٰ کفر

دیکھئے مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی صاف صاف لکھ چکے ہیں۔ کہ شیطان و ملک الموت کو علم محیط زمین یعنی روئے زمین کا علم حاصل ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان و ملکوت سے زیادہ تو کجا برابر علم بھی نہیں۔ (معاذ اللہ) یہاں تو صاف صاف لکھ دیا۔ اب ذرا تمام اکابرین دیوبند علمار کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے۔ اور ہمارا یقین ہے۔ کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اعلیٰ ہے۔ وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ المہند کا اردو صفحہ ۳۰

اور لطف کی بات ایک یہ بھی ہے کہ اس کتاب کے مصنف بھی مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی ہی ہیں۔ گویا اپنے اوپر فتویٰ کفر بھی آپ خود ہی لگا رہے ہیں اور تمام اکابرین علمار دیوبند سے اپنے اوپر خود ہی فتویٰ کفر لے رہے ہیں۔ غور فرمائیے۔ دونوں عبارتیں صاف صاف اردو میں لکھی جا چکی ہیں۔ شان رسالت میں بے ادب کلمے لکھنے والے شخص کو یوں ہی بدلہ ملتا ہے۔

مولوی حسین احمد صاحب کا حوالہ

اپنے اکابر کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ جو مولوی حسین احمد صاحب نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۸۸ پر لکھا ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ العزیز نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی ہے۔ کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسول مقبول علیہ السلام سے اعلم اور اوسع علماً کہے وہ کافر ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب مولوی خلیل احمد صاحب ایسا لکھ چکے ہیں۔ تو پھر یہ کس نے لکھا؟ کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے؟ یہ بھی تو آپ کے اکابر مولوی خلیل احمد ہی نے لکھا ہے۔ آپ اس سے انکار کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ تو صاف سلیس اردو کی عبارت ہے۔ کوئی لاطینی یا عبرانی نہیں ہے۔ جس کے سمجھنے والے نایاب ہوں۔ اور بالکل واضح لفظوں میں یہ بھی لکھ دیا۔ کہ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ بہر حال قارئین کرام سے یہ گزارش کرنی ہے۔ کہ وہ حق اور باطل کا فیصلہ کرنے کے لئے صرف انہی امور پر غور کریں اور فیصلہ کریں۔ کہ کوئی مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا لکھ سکتا ہے۔ اور پھر ایسا لکھ کر وہ مسلمان بھی رہ سکتا ہے؟ اور یہ کہ مولوی خلیل احمد دیوبندی نے ایسا لکھ کر حضورؐ کی شدید توہین کی ہے یا نہیں؟

بتائیے اس فتویٰ کفر میں کون کون صاحب آسکتے ہیں

اب مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا یہ فتویٰ کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم دا وسیع علماً کہے وہ کافر ہے۔ اور خلیل احمد صاحب تو صاف عبارت میں لکھ چکے ہیں۔ جو اوپر لکھا جا چکا ہے اور اس عبارت سے خاص طور پر یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب شیطان لعین کا علم حضورؐ کے علم سے زیادہ بتا رہے ہیں۔ اور پھر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اس کی تصدیق بھی فرما رہے ہیں۔ کیونکہ اسی کتاب پر آپ کی تقریظ موجود ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب کے فتوئے کفر کی زد میں کون کون صاحب آسکتے ہیں؟۔

کفریہ عبارت نمبر ۸

ناظرین کرام۔ اب دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی علم غیب کے متعلق لکھتے ہیں۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے نعوذ باللہ۔

حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی ص۷

اس عبارت کا صاف و صریح واضح مطلب یہ ہوا کہ بعض علم غیب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا

علم غیب تو زید و عمر کو بھی۔ بلکہ ہر ایک بچے، ہر ایک پاگل، ہر جانور اور ہر ایک چوپائے
کو بھی حاصل ہے۔ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت نے اپنے ان کلمات میں
حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک و مقدس علم غیب کو ہر خاص و عام بلکہ
ہر ایک بچے کو ہر ایک پاگل، بلکہ ہر ایک جانور اور ہر ایک چار پائے کے علم غیب
کے ساتھ تشبیہ دے کر شدید ترین توہین کی ہے۔

قارئین کرام غور فرمائیں۔ یہ عبارت سلیس اردو کی ہے اور ہر اردو سمجھنے والا
بے تکلف اس سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ اشرف علی صاحب نے علم غیب کی دو
قسمیں کی ہیں۔ کل غیب اور بعض غیب۔ کل غیب کیلئے تو انہوں نے فیصلہ کر دیا۔
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عقلاً نقلاً باطل ہے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
لئے کل غیب نہ رہا۔ مگر بعض غیب اور یہی انکے عقیدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
لئے ثابت بھی ہے (جیسا کہ خود انہوں نے حفظ الایمان کے ص۷ پر تصریح کی ہے)
اب اس بعض علم غیب کے متعلق وہ لکھتے ہیں۔ کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس
میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب ہر صبی (بچہ) مجنون (پاگل) جمیع
حیوانات و بہائم تمام جانوروں کے لئے بھی حاصل ہے۔ ناظرین کرام! ایمان و
دیانت کے ساتھ غور کیجیے۔ کہ مولوی اشرف علی نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے علم کو جانوروں پاگلوں کے برابر کر دیا یا نہیں۔ حضورؐ کے علم شریف کو جانوروں
پاگلوں کے برابر کرنا یقیناً حضور علیہ السلام کی توہین ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ لیکن دیوبندی علماء کا حال یہ ہے۔ کہ اس کفری عبارت
کی رکیک تاویلیں کرتے ہیں۔ اور اس پر بضد ہیں۔ کہ یہ عبارت بالکل حق و ثواب

ہے۔ حالانکہ معاملہ کسی ایرے غیرے کا نہیں۔ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور اس کی نزاکت کا یہ عالم ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف اگر کوئی بات سہواً بھی نکل جائے۔ تو کفر ہے۔ اور توبہ کرنا واجب ہے۔ بہر حال یہ عبارت ایسی ہے۔ کہ جس کی کوئی تاویل صحیح نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے علمائے اہلسنت نے اس عبارت کو کفریہ قرار دیا ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ رہی ضد اور ہٹ دھرمی تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔

نصرت العلوم کے شیخ الحدیث جناب صفدر صاحب اسی ناپاک اور کفریہ عبارت کو بے غبار اور اسلامی ثابت کرنے کے لئے اس کے لفظ " ایسا " کے امیر اللغات جلد دوئم ص ۳۰۲ سے تین معانی پیش کر کے لکھتے ہیں۔

لفظ " ایسا " سے اس قسم کا یا اسقدر یا اتنا کوئی معنی مراد لیں۔ اُسکے پیش نظر حضرت تھانوی صاحب کی مذکورہ عبارت بالکل بے غبار اور بے داغ ہے۔ اور انہوں نے معاذ اللہ تعالیٰ آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ و بارک وسلم کی ہرگز کوئی توہین نہیں کی۔ عبارات اکابر حصہ اول ص ۱۸۷

ناظرین کرام! غور فرمائیں۔ مولوی منظور صاحب نے بھی مناظرہ بریلی میں حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہی کچھ بیان کیا تھا۔ اور امیر اللغات جلد دوئم کا حوالہ دیکر یہی تین معنی بیان کئے تھے۔ اور مولوی منظور صاحب نے کہا تھا۔ کہ اس جگہ ایسا کے معنی تشبیہ کے نہیں۔ بلکہ اس عبارت میں ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ مولوی منظور صاحب نے کہا۔ کہ حفظ الایمان

کی عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے اگر اس عبارت میں ایسا کے معنی تشبیہ کے ہوتے۔ تو میں بھی اس کی تصدیق کرتا۔ کہ اس میں واقعی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں توہین ہے اور کفر ہے۔ بلکہ ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ مناظرہ بریلی صد ۹۴-۹۵

ٹھیک اسیطرح مصنف عبارات اکابر بھی لکھ رہے ہیں۔ کہ یہاں ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ جناب گگھڑوی صاحب اگر ایسا کے معنی اتنا یا اسقدر کے ہوں۔ جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں۔ تو ہین تو تب بھی باقی رہی۔ بلکہ میں کہتا ہوں اور زیادہ واضح اور روشن ہوگئی۔ اس صورت میں حفظ الایمان کی عبارت کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا یعنی اتنا اور اسقدر علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی (بچے) ومجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے! اب ہر ایک اردو خوان اپنے ایمان والے دل سے فتویٰ لے۔ کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کیسی صریح توہین ہوگئی۔ اس عبارت کا اب صاف مطلب یہ ہوا۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم شریف اتنا ہے۔ جتنا بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں۔ چارپایوں کا ہے۔

ناظرین کرام۔ اب میں ایک حوالہ الشہاب ثاقب مولوی حسین صاحب صدر مدرسہ دیوبند کا نقل کرتا ہوں۔ غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی حسین احمد صاحب فرماتے ہیں۔ پھر اس سے بھی قطع نظر کریں۔ تو جناب یہ ملاحظہ کیجیے۔ کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں۔ لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں۔ اگر

لفظ اتنا ہوتا۔ تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔ یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ شہاب ثاقب مصنفہ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی صد ۱۰۲-۱۰۳

ناظرین کرام! اب آپ ذرا تکلیف فرما کر مصنف عبارات اکابر جناب صفدر صاحب سے دریافت فرمائیے۔ کہ جناب آپ تو لکھ رہے ہیں۔ کہ ایسا کے معنے یہاں اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ اور مولوی منظور صاحب بھی یہی لکھ چکے ہیں۔ بلکہ منظور صاحب تو یہ بھی فرما رہے ہیں کہ اگر اس عبارت میں ایسا کے معنی تشبیہ کے ہوتے تو میں بھی اس کی تصدیق کرتا۔ کہ اس میں واقعی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں توہین ہے اور کفر ہے۔ اور آپ کے اکابر مولوی حسین احمد صدر مدرسہ دیوبند۔ آپ دونوں حضرات کے خلاف فتویٰ دے رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا عبارت میں ایسا لفظ فرما رہے ہیں۔ اگر لفظ اتنا ہوتا۔ تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا۔ کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کر دیا۔ یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ اس سے بھی قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔

گکھڑوی صاحب اپنے صدر صاحب کا بیان پڑھ لیا ہے۔ اب آپ فیصلہ فرمائیں کہ آپ تینوں حضرات میں سے سچا کون ہے۔ اگر آپ دونوں حضرات سچے ہیں۔ تو صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد صاحب کو جھوٹا ماننا پڑے گا۔ اور اگر مولوی حسین احمد صاحب سچے ہیں تو آپ دونوں حضرات جھوٹے ہیں۔ اور

جو خطاب جہالت کا آپ کو مل چکا ہے دیوبند کی جانب سے اس کو بھی آپ قبول فرمالیں اور آئندہ تھانوی صاحب کی حمایت میں کبھی کوئی جملہ کسی کتاب میں نہ لکھیں کیونکہ صدر دیوبند کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے اور علمائے اہلسنت بھی یہی فرمارہے ہیں۔ کہ لفظ ایسا کلمہ تشبیہ کا ہے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اور یہ کفر ہے۔

اب آپ کو مولوی حسین احمد صاحب کا فتویٰ تو ہر حالت میں ماننا ہی پڑے گا۔ کیونکہ آپ کے اکابر اور روحانی پیشوا بھی ہیں۔ ان کی تو روحانی طاقت اسقدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر وہ چاہتے تو اپنی روحانی طاقت کے ذریعے انگریز کو ہندوستان سے نکال سکتے تھے۔ (حوالہ عبارت کفریہ نمبر ۲ میں گذر چکا) شاید ان کو روحانی طاقت کے ذریعہ ہی علم ہو چکا ہوگا۔ کہ لفظ ایسا کلمہ تشبیہ کا ہے۔ اتنا اور اسقدر کے نہیں جیسا کہ آپ دونوں حضرات فرمارہے ہیں۔ کہ اگر لفظ ایسا کلمہ تشبیہ کا ہو۔ تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اتنا اور اسقدر کے معنی میں ہو تو توہین نہیں ہے۔ اور آپ کے صدر صاحب فرمارہے ہیں۔ کہ لفظ ایسا کے معنی اتنا اور اسقدر کے ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ کیونکہ لفظ ایسا کلمہ تشبیہ کا ہے گکھڑوی صاحب اب انصاف سے فیصلہ خود فرمالیں۔ کہ آپ دونوں حضرات سچے ہیں۔ یا آپ کے اکابر مولوی حسین احمد صاحب سچے ہیں۔ دونوں میں سے ایک تو ضرور بر ضرور جھوٹا ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۹

ختم نبوت زمانی سے مکمل انکار

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے۔ کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم نانوتوی صہ ۳

عوام کے معنی عام لوگ۔ اہل فہم کے معنی سمجھدار لوگ۔ جس وقت اہل فہم کے مقابلے میں عوام کا لفظ بولا جائے۔ اس وقت عوام کے معنی ناسمجھ لوگ ہوں گے تقدم کے معنی پہلے اور آگے ہونا۔ تاخر کے معنی بعد کو اور پیچھے ہونا۔ زمانی کے معنیٰ زمانے کے اعتبار سے۔ بالذات کے معنی اپنی ذات سے اور اپنی ذات کے اندر فضیلت کے معنی خوبی اور بزرگی۔ مدح کے معنی تعریف۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں سے پچھلے نبی ہیں۔ ناظرین کرام۔ غور فرمائیں۔ چودہ سو برس سے اب تک کے تمام اگلے پچھلے اولیاء و علماء اہل اسلام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے۔ کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے پچھلے نبی ہیں۔ اور جو شخص اس ضروری دینی معنی کے خلاف کوئی اور معنے اس لفظ کے بتائے۔ وہ ہرگز مسلمان نہیں۔ بلکہ شریعت اسلامیہ کے حکم سے کافر مرتد بے دین ہے۔ لیکن مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صریح اور صاف اور واضح مطلب یہی ہوا۔ کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیّین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ یہ تو ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے۔ سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ کیونکہ زمانے کے لحاظ سے سب سے پہلے یا سب سے پیچھے ہونا اپنی ذات کے اندر کوئی خوبی یا بزرگی نہیں رکھتا۔ بلکہ آیت کریمہ میں اگر وصف خاتم النبیّین کے معنی سب سے پچھلا نبی مراد ہوں تو چونکہ یہ آیت مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ہے۔ لہذا اس تعریف کے مقام میں خاتم النبیّین فرمانا کیونکر صحیح ہوگا۔

یہی مولوی نانوتوی صاحب اپنی کتاب تحذیر الناس کے صہ۳ وصہ۴ پر ایک مثال دیتے ہیں۔ کہ زمین، پہاڑ اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے۔ تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں۔ ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی۔ آگے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیّت کو تصور فرمائیے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوّت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوّت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے۔

مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صاف، صریح اور واضح مطلب یہی ہوا۔ کہ آیت کریمہ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین فرمایا گیا ہے۔

اس کے یہ معنی تصور کرنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہے۔ لیکن حضورؐ کے سوا اور ہر ایک نبی کو اپنی ذات سے نہیں۔ بلکہ حضورؐ کے واسطے سے ہی نبوت حاصل ہوئی ہے۔ اور حضورؐ کو بغیر کسی کے واسطے سے خود اپنی ہی ذات سے نبوّت حاصل ہے۔

ناظرین حضرات غور فرمایئے۔ مولوی نانوتوی صاحب نے خود اپنی طبیعت سے خاتم النبیّین کے جو معنی گڑھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی اور کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں۔ کہ تفسیر و حدیث و کلام و اصول و فقہ و لغت کی کسی کتاب سے ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں کہ خاتم کے معنی موصوف بالذات ہیں۔
مولوی نانوتوی صاحب نے اپنے اس تراشیدہ معنے کا نام ختم ذاتی اور خاتمیّت مرتبی رکھا ہے اور اپنی اس "تحذیر الناس" کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں شایان شان محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔ اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کے لائق خاتم النبیین کے صرف یہی معنی مراد ہیں کہ حضورؐ بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں۔ لیکن خاتم النبیّین کے یہ معنی کہ حضورؐ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ یہ معنی حضورؐ کی شان کے لائق نہیں۔

اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپکا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ **معاذ اللہ**

مولوی نانوتوی صاحب اپنی کتاب "تحذیر الناس" کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں۔

اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا۔ انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ تحذیر الناس ص۱۷

اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا۔ کہ خاتم النبیین کے اگر یہ معنی لئے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ تو یہ خرابی ہو گی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت میں صرف انہی انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہوں گے جو حضور علیہ السلام سے پہلے تشریف لا چکے ہیں۔ لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنی لئے جائیں جو میں نے بیان کئے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں۔ تو اس میں یہ خوبی ہے کہ اگر حضورؐ کے زمانے میں بھی کبھی کہیں اور نبی ہو تو پھر بھی حضورؐ ویسے ہی خاتم النبیینؐ رہیں گے۔

اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتّ محمدیؐ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (معاذ اللہ)

مولوی نانوتوی صاحب اپنی اسی کتاب تحذیر الناس ص۲۸ پر لکھتے ہیں۔

اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوّت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثلت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہو گی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبویؐ بھی کوئی نبی پیدا

ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ تحذیر الناس صـ ۲۸

نانوتوی صاحب نے کذّاب نبیوں کیلئے نبوّت کا دروازہ کھول دیا

مولوی نانوتوی صاحب نے اپنی ان عبارتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پچھلے نبی ہونے کی جو عقائد ضروریہ دینیہ میں ہے شدید ترین تکذیب کی ہے اور اپنے جی سے ختم نبوت کے ایسے معنے گڑھے جن سے قیامت تک ہزاروں لاکھوں جدید نبیوں پیغمبروں کے لئے نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ معاذ اللہ

مولوی نانوتوی صاحب سے سیکھ کر ہر کذّاب آدمی معاذ اللہ کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نبی و پیغمبر ہوں۔ لیکن میں خود اپنی ذات سے نہیں۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے واسطے سے نبی و پیغمبر بنا ہوں۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بالکل بعینہٖ اسی طرح اپنے نبی و رسول و پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنےٰ لکھے ہیں کہ کسی شخص کے لئے مرتبہ نبوت حاصل کرنے تک پہنچنے کا بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کے کوئی راستہ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہی فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہوگا

حضور سیّد عالم ؐ نے بھی آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا معنی لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف) تو خاتم النبیینؐ کے معنی حضورؐ یہی فرما رہے ہیں۔ کہ لا نبی بعدی یعنی میرا زمانہ تمام انبیاء علیہم السلام کے زمانے کے بعد ہے اور میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ معنی فرما کر ہی اپنی فضیلت بیان فرما رہے

ہیں۔ کہ چونکہ مجھے تاخر زمانی حاصل ہے۔ اس لئے بایں حیثیت مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت حاصل ہے گو یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی و زمانی ہر طرح خاتم النبیین ہیں اور حضور علیہ السلام کی ختم نبوت ذاتی پر سینکڑوں دوسرے دلائل بھی موجود ہیں۔ مگر اس آیت سے صرف ختم نبوت زمانی مراد ہیں۔ اس لئے ارشاد فرمایا۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ فرمان بانی اسلام کا ہے۔ مگر بانی مدرسہ دیوبند حضور علیہ السلام کے اس فرمودہ معنی کو عوام جہال کا خیال بتاتا ہے اور اس آیت کریمہ سے ختم نبوت زمانی کے مفہوم کا انکار کر کے ختم زمانی مراد لینے والوں کو اہل فہم سے نکالتا ہے تو نعوذ باللہ اس کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہل فہم نہیں تھے۔ استغفراللہ۔ اور لانبی بعدی کے لفظ سے حضور نے جو اپنی فضیلت بیان فرمائی۔ تو اس کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا۔ کہ آیت کریمہ خاتم النبیین صرف معنی ختم نبوت زمانی میں محصور ہے اور اس کا انکار کفر ہے اور ایک لطف کی بات یہ بھی ہے کہ خود نانوتوی صاحب نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ معنی جو اس نے کئے ہیں تیرہ سو سال میں کبھی کسی نے نہیں کئے۔ لکھتے ہیں۔ اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم اس مضمون تک نہ پونچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آ گیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا ؎

گاہ باشد کہ کودکان ناداں
بغلط بر ہدف زند تیرے

تحذیر الناس ص ۲۹

نانوتوی صاحب کا اعتراف

ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب نے صاف صاف لفظوں میں اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ اس مفہوم کی طرف بڑوں کا فہم نہیں پونچا یہ بات صرف میں نے کہی ہے۔ یعنی اجماعی عقیدہ اور اجماعی معنی کا منکر صرف یہی طفل ناداں ہے۔ ناظرین کرام غور فرمائیں۔ یہ دیوبندی علمار بات بات پر اہل سنت کو بدعت کے فتوے دینے والے اپنے گھر کی خبر کیوں نہیں لیتے؟۔ کہ ان کے اکابر نانوتوی صاحب جو فرما رہے ہیں۔ یہ بدعت سیئہ نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا یہ مداخلت فی الدین نہیں۔ کہ جو بات عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی نے نہ کی ہو۔ وہ نانوتوی صاحب کر کے دکھلادیں کیا یہ بدعت نہیں؟۔ اور کیوں نہ نانوتوی صاحب ایسا کر کے دکھلاتے۔ جبکہ ان کا اسلام ہی برائے نام ہے۔ چنانچہ وہ خود تحذیر الناس کے ص۴۲ پر لکھتے ہیں۔

"سو اس زمانہ کے علمار سے ہو سکے۔ تو اس گنہگار کو جس کا اسلام برائے نام ہے۔ دستگیری فرما کر ورطۂ ہلاکت سے نجات دیں۔"

جناب صفدر صاحب اسی کفریہ عبارت کو نقل کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خان صاحب نے حضرت مولانا نانوتوی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے جو عبارت نقل کی ہے۔ اس کے آخری حصہ میں یہ مخلوطہ عبارت ہے۔ اب غور فرمائیے کہ خان صاحب نے کس طرح شعبدہ بازی کا مظاہرہ کیا ہے۔ کہ ایک فقرہ

تحذیر الناس کے صفحہ ۱۴ کا لیا۔ اور دوسرا صفحہ ۲۴ کا اور تیسرا صفحہ ۲ کا اور اپنی افتاد طبع سے مجبور ہو کر ایک خاص ترتیب دی اور پھر اس سے بزعم خویش ایک کفریہ مضمون تیار کیا۔ اور پھر کفریہ فتوےٰ مرتب کر کے علمائے حرمین شریفین سے اس کی تصدیق حاصل کی۔ اور عامتہ المسلمین کو یہ باور کرانے کی سعی کی ہے کہ یہ عبارت اسی طرح مرتب اور مربوط ہے۔ عبارات اکابر پہلا حصہ ص۱۱۸

گگھڑوی صاحب: اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ پر آپ کا یہ اعتراض بالکل بے بنیاد اور لغو ہے۔ اس میں ذرا بھر صداقت نہیں۔ سفید جھوٹ ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی شعبدہ بازی نہیں۔ بلکہ آپ کی جعل سازی کا بیّن ثبوت ہے۔ یہ تینوں فقرے مستقل ہیں۔ ناظرین کرام! اب میں یہ تینوں فقرے تحذیر الناس نانوتوی صاحب کی کتاب سے الگ الگ نقل کرتا ہوں۔ دیکھیئے کہ ہر ایک فقرہ علیحدہ علیحدہ اپنے معنی ظاہر کر رہا ہے یا نہیں؟ تا کہ آپ کو گگھڑوی صاحب کی چالاکی کا بھی علم ہو جائے۔ کہ کیسی کیسی ہوشیاری سے اعلیحضرت خان صاحب کو بدنام کرنے کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ یہ تحذیر الناس میرے سامنے موجود ہے۔ اس میں نانوتوی صاحب صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں۔

"بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب۔ یہ گزارش ہے۔ کہ اوّل معنی خاتم النبییّن معلوم کرنے چاہئیں۔ تا کہ فہم جواب میں کچھ دقتّ نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا۔ کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر

مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ لیجئے یہ ایک فقرہ ہے۔ جو مستقل ہے۔ اور اپنے مفہوم کو پورے طور پر صاف الفاظ میں ظاہر کر رہا ہے۔ اسی لیئے میں نے ساتھ ہی زائد عبارت کو نقل کر دیا ہے۔ تاکہ اس فقرہ کا تمام یا ناتمام ہونا اچھی طرح واضح ہو جائے۔ مولوی نانوتوی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں۔

" غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے۔ جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپکے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ لیجئے یہ فقرہ بھی مستقل ہے۔ جو اپنے مفہوم کو صاف صاف ظاہر کر رہا ہے۔ تیسرا فقرہ نانوتوی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں۔

" ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے۔ تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثلت نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا لیجئے یہ فقرہ بھی مستقل ہے جو اپنے معنی کو صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے +

ناظرین کرام دیکھ لیا آپ نے۔ یہ تینوں فقرے علیحدہ علیحدہ صاف صاف اپنے مفہوم کو ظاہر کر رہے ہیں۔ لہذا گگھڑوی صاحب کا یہ قول مردود ہو کر

رہ گیا۔ جس میں انہوں نے اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے یہ لکھ مارا۔ کہ خان صاحب نے تین فقرے مختلف صفحات سے لیکر کفری معنیٰ پیدا کر لئے۔ دراصل یہ گگھڑوی صاحب کی شعبدہ بازی کا مظاہرہ ہے۔

ناظرین کرام! غور فرمائیں یہ فقرہ جو نقل کیا گیا۔ اس میں نانوتوی صاحب یہ لکھتے ہیں۔ کہ افرادِ مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ جیسے اس فقرے کو گگھڑوی صاحب نے عبارات اکابر کے صـ۱۱۷ پر لکھا ہے اب میں گگھڑوی صاحب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کے عقیدہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ آپ نے عبارات اکابر کے صـ۱۲۰ پر لکھا ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو اس میں تامّل کرے وہ بھی کافر ہے۔ تو پھر یہ جملہ کہ افرادِ مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔

افرادِ مقدرہ سے مراد وہ نبی جو دنیا میں پیدا تو نہیں ہوئے۔ لیکن ان کا جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونا تقدیرِ الٰہی میں لکھا ہوا ہے۔ اس عبارت سے صاف صاف یہ ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کے بعد بھی اور نبی پیدا ہو سکتے ہیں تب ہی تو لکھ رہے ہیں۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوا۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اور گکھڑوی صاحب لکھ رہے ہیں۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو اس میں تامل کرے وہ بھی کافر ہے بات تو آپ کی بالکل صحیح ہے۔ ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے۔ لیکن نانوتوی صاحب کی عبارت کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ جو صاف صریح واضح الفاظ میں ختم نبوت زمانی کا انکار کرتے ہوئے لکھ رہے ہیں۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اب جناب صفدر صاحب ذرا اچھی طرح سوچ سمجھ کر اس بات کا جواب دیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ تو پھر نانوتوی صاحب نے یہ کیوں لکھا؟ کہ آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اور آپ اس بات کا بھی جواب دیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو۔ جیسا کہ آپ کے اکابر نانوتوی صاحب لکھ چکے ہیں۔ تو پھر خاتمیت محمدی میں کیوں فرق نہ آئے گا؟ علمائے اہل سنت کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو۔ جیسا کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ ہے تو خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرما چکے ہیں کہ میں تمام نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اوپر وضاحت کے ساتھ بیان ہو چکا۔ نانوتوی صاحب کا یہ عقیدہ کہ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی اس عبارت کا صاف صریح مطلب یہی ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

زمانے کے بعد وہ نبی بھی آنے والے ہیں۔ جو تقدیر الٰہی میں لکھے ہوئے ہیں۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک شخص نے دعوٰئے نبوّت کیا۔ اس نے لوگوں سے کہا۔ کہ مجھ کو مہلت دو کہ میں علامت نبوّت کی تم کو دکھلاؤں۔ حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا۔ جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کرے گا۔ وہ اسی وقت کافر ہو جائے گا اس لئے کہ جو شخص اس سے معجزہ طلب کریگا۔ یہ بات ثابت ہوگی۔ کہ وہ دوسرے نبی کا ہونا بعد آپ کے (صلی اللہ علیہ وسلم) ممکن الوقوع سمجھتا ہے۔ حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما چکے۔ لا نبی بعدی۔ انوار آفتاب صداقت ص۲۱۵

اب میں ایک حوالہ مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند کا نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مفتی صاحب تصریح کرتے ہیں۔

آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی ہے۔ کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے۔ اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے

حوالہ ختم النبوۃ فی الآثار مطبوعہ دیوبند ص۸ بحوالہ دیوبندی مذہب ص۳۳۲

مفتی محمد شفیع صاحب کی اس تصریح سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ کہ آیت خاتم النبیین کے صرف ظاہری معنی پر ایمان لانا بغیر کسی تاویل یا

تخصیص کے فرض ہے۔ اور ظاہری معنی ہیں تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر ہے۔ اور سنیئے مولوی مرتضےٰ حسن چاندپوری دیوبندی ناظم تعلیمات دیوبند کیا فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

" اب جیسے علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم، کو خاتم الانبیاء بمعنی آخر الانبیاء نہ سمجھے۔ کسی کو بھی منصب نبوت کا ملنا شرعاً جائز سمجھے وہ قطعاً کافر ہے "

اشد العذاب صد ۱۴

اور سنیئے مولوی مرتضےٰ حسن صاحب اسی کتاب کے صد ۱۷ پر لکھتے ہیں۔

" اور یہی خدائی حکم ہے۔ کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اسی قسم کے حوالے دیوبندی کتب سے اور بھی پیش کیے جا سکتے ہیں "

گگھڑوی صاحب اب میں آپ کے اکابر صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب کا ایک حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

" یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔ خاتمیت مرتبی جو کہ دوسرے معنے ہیں وہ نہیں۔ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اس حصر پر انکار فرما رہے ہیں "

الشہاب ثاقب صد ۷۸

یہ حوالہ تو جناب آپ کے صدر دیوبند کا ہے۔ آپ کے صدر صاحب بھی یہی لکھ رہے ہیں۔ کہ عام مفسرین بھی یہی فرما رہے ہیں۔ کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔ خاتمیت مرتبی نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے

کہ مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند بھی نانوتوی صاحب کا رد فرما رہے
ہیں۔ گگھڑوی صاحب ہیں تو اس کتاب کے لکھنے میں انتہائی کوشش یہ
کر رہا ہوں کہ آپ کے اکابر کی کتابوں سے حوالے نقل کر دوں تاکہ آپ کو
اس کتاب کے جواب لکھنے کی تکلیف نہ ہو۔ اپنے اکابر کی کتابوں سے ہی
تسلی فرمالیں۔

ناظرین حضرات۔ غور فرمائیں بعض حضرات علمائے دیوبند اُن کفریہ عبارتوں
پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنے اکابر کی دوسری عبارات پیش کر دیتے ہیں۔
جن میں شان رسالت میں کسی قسم کی کوئی توہین نہیں کی گئی۔ بلکہ تعریف کے ساتھ
عظمت شان نبوت بیان کیا گیا ہے۔ لیکن وہ عبارات ان کے لئے فائدہ مند ہرگز
نہیں ہو سکتیں۔ جب تک کوئی عبارت ایسی نہ پیش کر دیں کہ ہم نے فلاں جگہ فلاں
کتاب میں فلاں صفحہ پر یہ کفریہ عبارت لکھی تھی۔ اب اس سے ہم رجوع کرتے ہیں
اور توبہ کا اعلان کرتے ہیں۔ مثلاً مولوی محمد قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں خاتم النبیین
کے معنی منقول متواتر آخر النبیین کو عوام کا خیال بتا کر انکار کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ
اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور
باقی رہتا ہے۔ اب اگر کئی عبارتیں بھی اس مضمون کی پیش کر دی جائیں کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کافر ہے۔ تو
اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ جب تک نانوتوی صاحب کا یہ قول نہ پیش کیا جائے
کہ میں نے جو خاتم النبیین کے معنی منقول متواتر آخر النبیین کا انکار کیا تھا۔ اب میں
اس سے توبہ کر کے رجوع کرتا ہوں۔ اب دیکھئے اس مضمون کو مولوی مرتضیٰ حسن

چاند پوری نے مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے لکھتے ہیں۔ ایک بات قابل ذکر ہے۔ مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات مرزا صاحب کی پیش کر دیتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اقرار ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت شان کا اقرار ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے کافر نہ تھے۔ ایک مدت تک مسلمان تھے۔ اور چونکہ دجّال تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے۔ تو پہلی عبارت مفید نہیں جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھا دیں کہ میں نے جو فلاں معنی ختم نبوت کے غلط بیان کئے تھے وہ غلط ہیں۔ صحیح معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی حقیقی نہ ہوگا۔ اشد العذاب مصنفہ مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی ص۱۵۔ آگے پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

لہٰذا جو عبارت مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں۔ جب تک ان مضامین سے صاف توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں۔ تو ان کا کچھ اعتبار نہیں۔ لہٰذا اہل سنّت علماء کا بھی یہی مطالبہ ہے کہ جو توہین آمیز کفریہ عبارات اکابر دیوبندی علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔ جب تک ان کفریہ عبارتوں سے صاف توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں۔

نفس نبوّت میں قطعاً کوئی تفضیل نہیں

علمائے اہلسنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ نفس نبوت میں سب انبیائے کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام برابر ہیں کسی نبی کی نبوّت کسی دوسرے نبی کی نبوت کے بالمقابل کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ نہ کسی نبی کا وصف نبوّت کسی دوسرے نبی کے وصف نبوت سے کم و بیش ہو سکتا ہے نفس نبوت میں قطعاً کوئی تفضیل نہیں دیکھئے قرآن فرماتا ہے لا نفرق بین احد من رسلہ۔ ترجمہ۔ ہم اسکے پیغمبروں میں سے کسی کی تفریق نہیں کرتے اور حدیث شریف میں فرمایا۔ کہ نہ بزرگی دو مجھ کو موسیٰ علیہ السلام پر۔ اسی حدیث شریف کی شرح میں نواب قطب الدین صاحب، دیوبندی مظاہر الحق میں لکھتے ہیں۔ کہ منع کرنا فضیلت دینے سے نفس نبوت میں اس لئے کہ اسمیں سب انبیاء کرام برابر ہیں۔ البتہ انبیائے کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں خصوصیات کی بنا پر ضرور تفضیل ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔

ترجمہ۔ ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ اب قرآن شریف و حدیث پاک کی روشنی میں یہ بات روز روشن کیطرح واضح ہوگئی۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سب انبیائے کرام و رسل عظام علیہم السلام نفس نبوت میں برابر ہیں۔ لہٰذا نانوتوی صاحب نے جس مقصد کے لئے تحذیر الناس لکھی اس میں وہ بہت بُری طرح ناکام ہوئے اور اپنے مقصد میں اسلئے کامیاب نہ ہو سکے۔ کہ انہوں نے تاویلات فاسدہ سے وصف نبوت کو بالذات اور بالعرض

کی طرف تقسیم کر دیا جو شرعاً باطل ہے۔ کیونکہ قرآن شریف وحدیث پاک میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ معاذ اللہ نانوتوی صاحب کی اتنی بڑی جرأت جو چودہ سو برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی۔ اور نانوتوی صاحب اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ فرقِ قدم نبوّت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے کہ ایک جا یہ وصف ذاتی ہو اور دوسری جا عرضی۔ اور فرقِ قدم وحدوث اور دوام وعروض فہم ہوئے یہاں سے تو یہ بات ثابت ہو چکی۔ کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت قدیم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوّت حادث ہے۔ علمائے اہلسنت اور تمام مسلمانوں کے نزدیک اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وصفات کے سوا اور کوئی چیز قدیم نہیں۔ نبوت صفت ہے اور صفت کا وجود بے موصوف محال ہے۔ اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قدیم غیر حادث ہوئی تو حضور اقدس بھی حادث نہ ہوئے بلکہ ازلی ٹھہرے۔ اور جو اللہ تعالیٰ وصفات الٰہیہ کے سوا کسی کو قدیم مانے باجماع مسلمین کافر ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۱

ایک مرید نے اپنے پیر مولوی اشرف علی کا کلمہ پڑھا

میں نے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب۔ دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد الرسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے

اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو علم ہے کہ اس طرح درست نہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی۔ تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی۔ زمین پر گر گیا۔ اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا۔ کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا۔ لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں۔ اللھم صلی علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی۔ حالانکہ اب بیدار ہوں۔ خواب نہیں۔ لیکن بے اختیار ہوں۔ زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی۔ خوب رویا۔ اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں۔ کہاں تک عرض کروں۔

مولوی اشرف علی صاحب جواب دیتے ہیں۔

اِس واقعہ میں تسلّی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو۔ وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنّت ہے۔ ۲۴ر شوال ۱۳۳۵ھ

رسالہ الامداد بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ جلد ۳ صد ۳۵ مصنفہ مولوی اشرف علی

دیوبندیوں کا کلمہ اشرف علی رسول اللہ پڑھنا متبع سنت ہونے کی دلیل ہے

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ مولوی اشرف علی صاحب نے جو جواب دیکر اپنے مرید کی تسلی کی ہے۔ کہ جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو۔ وہ اللہ کے فضل سے سنت کا تابعدار ہے اس سے اس کلمہ کفریہ پر مولوی اشرف علی کا راضی ہونا واضع ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ سنت کی پیروی سے ہر شخص نبی بن سکتا ہے۔

اس کلمہ کفریہ پر خود دیوبندیوں کی پریشانی ملاحظہ ہو

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی زبانی جب اپنی نبوت اور رسالت کا معاملہ سن کر اس کی صحت کی تصدیق کی اور اپنی نبوت کے کلمے پر رضامندی ظاہر کی تو تمام عالم اسلام میں اشرف علی کے متعلق نفرت اور تردید کی آواز بلند ہوئی۔ اور عرب وعجم ترک و مصر کے تمام مسلمانوں نے اشرف علی کے اس کردار کو از حد معیوب دیکھا۔ اور مسلمانوں کو اشرف علی کے خطرناک نظریات سے بچنے کا اعلان کیا اور یہ احساس صرف عالم اسلام کو ہی نہیں بلکہ دیوبندیوں کے بعض سرکردہ رہبروں کو بھی اشرف علی کے اس نازیبا کردار سے سخت تشویش لاحق ہوگئی تھی۔ چنانچہ دیوبندیوں کے امام مولوی خلیل احمد سہارنپوری نے مولوی اشرف علی سے مطالبہ بھی کیا۔ کہ آپ اس

اقرار نبوت کے الفاظ واپس لے لیں۔ مگر اشرف علی صاحب کو چونکہ اپنے وقار کا خطرہ تھا اور وہ اپنے آپ کو نبوت کا حامل سمجھتا تھا۔ اس لئے اس کی تردید سے انکار کر دیا اشرف علی کے معمولات میں یہ معاملہ باین الفاظ درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اس سال حضرت اقدس سیدی حکیم الامت دامت برکاتہم پر ایک شخص کے خواب کی وجہ سے عوام کالانعام نے زبان طعن بہت کچھ دراز کر رکھی تھی۔ اخبارات میں بھی اس کا بہت کچھ شور و غوغا رہا۔ بہر حال جب جلسہ مذکور میں حکیم الامت تشریف لے گئے اور آپ کا بیان ہونا قرار پایا تو بیان سے پہلے سیدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم نے مولانا سے فرمایا کہ اس وقت بہت بڑا مجمع موجود ہے۔ اگر اس واقعہ خواب کے متعلق کچھ بیان کر دیا جائے تو اچھا ہے۔ تاکہ عوام کے شکوک رفع ہو جائیں۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا۔ کہ مجھے تو اس کے متعلق بیان کرنے سے شرم و عار آتی ہے کیونکہ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ میں اپنا تبریہ کروں ...... حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے فرمایا کہ اچھا اگر آپ اپنی زبان سے تبریہ نہیں کرتے تو ہم میں سے کوئی اسکے متعلق کچھ بیان کر دے۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا۔ کہ اگر ایسا ہوا۔ تو میں جلسہ گاہ سے اٹھ کر چلا جاؤں گا۔ اشرف المعمولات و ملفوظات تھانوی

مطبوعہ تھانہ بھون صد ۱۷ منقول از دیوبندی مذہب صد ۲۵۶

شیخ الحدیث جناب صفدر صاحب نے اس روایت کو نقل کرنے میں زبردست خیانت کی اور بہت چالاکی سے کام لیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وبارک وسلم کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور صلی اللہ علیہ وبارک وسلم کے پاس

تھے۔ پھر آگے چند سطر لبعد لکھتے ہیں۔ لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ و بارک وسلم کا ہی خیال تھا۔

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ گگھڑوی صاحب۔ نے کس قدر ہوشیاری سے کام لیا ہے۔ پیرو مرید کو سچا کرنے کے لئے کیسی چال چلی ہے۔ کہ خواب کا بیان ہی بدل دیا ہے۔ یہ رسالہ "الامداد" ص۳۵ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ میرے سامنے موجود ہے۔ اس میں کسی جگہ صلی اللہ علیہ و بارک وسلم لکھا ہوا نہیں۔ اس رسالہ میں پانچ جگہ حضور کا لفظ موجود ہے۔ لیکن کسی جگہ صلی اللہ علیہ و بارک وسلم نہیں۔ پانچوں جگہ حضور کے لفظ سے مولوی اشرف علی مراد ہیں۔ مولوی اشرف علی کا یہ مرید مولوی اشرف علی صاحب کی محبت میں اسقدر مستغرق ہے۔ کہ کلمہ شریف اور درود شریف پڑھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف اس کی زبان پر چڑھتا ہی نہیں۔ جیسا کہ اس نے آگے آخر میں لکھا ہے اور بھی بہت سے وجوہات ہیں۔ جو حضور یعنی (اشرفعلی) کے ساتھ باعث محبت ہیں۔ کہاں تک عرض کروں۔ مرید تو صاف صاف لفظوں میں اپنے پیر اشرف علی کی محبت کا ثبوت پیش کر رہا ہے اور پیر صاحب کی محبت میں ایسا محو ہو چکا ہے۔ کہ خواب میں اور بیداری میں کلمہ شریف اور درود شریف مولوی اشرف علی کے لئے ہی وقف کر دیا ہے۔ ایسے شخص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے ہو سکتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ان خوش نصیب لوگوں کو ہوتی ہے۔ جو رسول اللہ کی محبت میں مستغرق ہو کر دیوانے ہو چکے ہیں۔ اور شب و روز درود شریف ہی ان کا ورد ہے۔ اور جن کی زبان پر کلمہ شریف اور درود شریف ہی جاری نہ ہو سکے۔ اس بدنصیب کے

سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے جلوہ افروز ہو سکتے ہیں؟ یہ تو گگھڑوی صاحب کی چالبازی ہے۔ اہل علم حضرات پر گگھڑوی صاحب کا یہ مکروفریب نہیں چل سکتا۔ خواب میں زیارت سے وہی حضرات مشرف ہو سکتے ہیں۔ جو اپنے ماں باپ اپنی اولاد مال وجان اور پیر مرشد اور تمام جہان کے لوگوں سے بڑھ کر محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہوں۔ اور جو پیر و مرشد کی محبت میں دیوانے ہوں۔ ان کی زبان پر کلمہ شریف اور درود شریف کیسے جاری ہو سکتا ہے؟ اور کیسے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو سکتی ہے؟ وہ بدنصیب تو زیارت پاک سے محروم ہی رہتے ہیں۔

جناب سرفراز صاحب نے پیر و مرید کے اس واقعہ کو سچا ثابت کرنے کے لئے اور ان کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے بہت پلٹیاں کھائی ہیں چنانچہ عبارات اکابر کے صفحہ ۲۰۲ پر لکھتے ہیں۔ خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور اس میں پنہاں ایک حقیقت ہوتی ہے۔ جس کو تعبیر کہتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بظاہر خواب بڑا خوش نما اور مثردہ افزار معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ بادی النظر میں خواب نہایت تاریک، اندوہناک اور وحشت انگیز دکھائی دیتا ہے۔ مگر اس کا باطنی پہلو اور تعبیر بہت ہی خوش کن اور خوش آئند ہوتی ہے۔ اور تعبیر سامنے آجانے کے بعد خواب دیکھنے والے کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی + اس کے بعد چند خواب کے حوالے نقل فرماتے ہیں + اور اپنے اکابر کو بے گناہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں + قارئین کرام اب میں بھی دیوبندی اکابر علماء کے خواب کے چند حوالے دیوبندی اکابر کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔ دیکھئے دیوبندی اکابر اُن خوابوں کی بھی کوئی تعبیر کرتے ہیں یا نہیں ؟

سب سے پہلے میں وہ خواب نقل کرتا ہوں جو گکھڑوی صاحب نے خود عبارات اکابر کے صد ۱۸۲ پر لکھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱- چنانچہ ایک بزرگ جناب شریف احمد صاحب سقہ گنج پوری تحصیل و ضلع کرنال رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک خواب دیکھا جس میں انہوں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ و بارک وسلم اور حضرات خلفائے

راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی زیارت کی۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ کہ اس کو قریب آنے دو۔ یہ اشرف علی صاحب کا خادم ہے۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے شریف احمد صاحب علیہ الرحمۃ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ اشرف علی صاحب کی کتابوں پر عمل کرتے رہنا اور دوسروں کے کہنے سے مت رکنا۔ عبارات اکابر ص ۱۸۴

ناظرین حضرات۔ اس خواب کے متعلق کسی قسم کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف گکھڑوی صاحب سے یہ بات دریافت کرنی ہے۔ کہ آپ کے اکابر مولوی اشرف علی صاحب نے اس خواب کی کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی؟ اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا۔ آپ کے اکابر مولوی اشرف علی کے نزدیک اس خواب کی کوئی تعبیر ہو سکتی ہی نہیں۔ اگر مولوی اشرف علی صاحب اس خواب کی کوئی تعبیر کرتے۔ تو ان کی کتابوں پر عمل کیسے کیا جا سکتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی ساری امت کے لئے ارشاد فرمادیا تھا۔ کہ میرے بعد حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی پیروی کرنا اور فرمایا عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔ یعنی تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اب کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب شیخ الحدیث جناب صفدر صاحب مولوی اشرف صاحب کی کتابوں پر عمل کرنا چاہیئے یا حدیث شریف پر؟ فرمایئے کیا فتویٰ ہے آپ کا؟ آپ تو شیخ الحدیث کہلاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس

باوجود شیخ الحدیث کہلوانے کے حدیث شریف کے خلاف ایک مولوی صاحب کی کتابوں پر عمل کرانے کے لئے مسلمانوں کو ترغیب دے رہے ہیں۔ اور مولوی صاحب بھی وہ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو بچوں پاگلوں، جانوروں، اور چوپایوں کے ساتھ تشبیہ دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین کی ہو + ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ناظرین کرام! اب ایک اور خواب ملاحظہ فرمائیے۔ تذکرۃ الرشید سے نقل کرتا ہوں۔

ایک دن اعلحضرت نے خواب دیکھا۔ کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں۔ کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا۔ کہ اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا + معاذاللہ استغفراللہ۔ (تذکرۃ الرشید جلد اوّل ص ۲۸۹)

ناظرین حضرات۔ دیکھا آپ نے محبوب خدا کی پاک ذات کے متعلق دیوبندی علماء کا یہ عقیدہ کہ معاذاللہ آپ دیوبندی ملاؤں کے باورچی بنے اور دیوبندیوں کی روٹیاں پکاتے رہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس سے بڑھکر شان رسالت میں کون سی گستاخی اور بے ادبی ہو سکتی ہے؟ خیر یہ تو دیوبندی حضرات ہی جانیں کہ اس گستاخی اور بے ادبی کا بدلہ حشر کے میدان میں ان کو کیسا ملے گا۔ اس وقت تو سوال صرف یہ ہے کہ شان رسالت میں اس توہین آمیز بے ادب اور گستاخ خواب کی بھی کسی دیوبندی مولوی

نے کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں ؟ ہرگز نہیں۔ کیوں جناب گگھڑوی صاحب آپ نے بھی اس خواب کی کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی۔ اب میں ایک تیسری خواب نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ دیوبندی حضرات کی باجی صاحبہ کیا فرماتی ہیں ؟ = انہوں نے جواب دیا۔ کہ آپ کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب ہیں۔ پھر باجی سے سن کر میں نے بھی یہی کہا۔ پھر دریافت فرمایا۔ کہ حاجی صاحب کے پیچھے کون ہیں ؟ باجی نے فرمایا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ معاذ اللہ۔ اصدق الرویا تھانوی جلد ۲ صـ۲۶ بحوالہ دیوبندی مذہب صـ۱۱۲۔

قارئین کرام۔ چونکہ میں نے یہ خواب کا حوالہ دیوبندی مذہب کتاب سے نقل کیا ہے۔ لہٰذا اس خواب پر جو تبصرہ مصنف "دیوبندی مذہب" حضرت علامہ مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی نے کیا ہے۔ وہی نقل کرتا ہوں =

نوٹ۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات بابرکات ہے۔ کہ معراج کی شب بیت المقدس میں جمیع انبیاء کرام علیہم السلام رونق افروز ہیں۔ مگر جب جماعت کا وقت آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے بڑے بڑے برگزیدہ نبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہونے کو آپ کی بے ادبی تصور فرماتے ہیں۔ اور کوئی نبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے امام ہونے کیلئے تشریف نہیں لاتا۔ اور پھر یہی ذات بابرکات جو امام اوّلین و آخرین و امام الانبیاء ہیں۔ سب کے امام بن کر مصلےٰ پر جلوہ افروز ہوتے ہیں ؎

دراں مسجد امام انبیاء شد
صف پیشنیاں را پیشوا شد (جامی)

تو اس ذات پر انوار کے متعلق امت دیوبندیہ کی باجی صاحبہ کا یہ کہنا اور تھانوی صاحب کا اس کو فخریہ طور پر اصدق الرؤیا یعنی بہت ہی سچا خواب شمار کر کے شائع کرنا کہ حضور کریم دیوبندیوں کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھے ہیں۔ اور دیوبندی حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو پیٹھ کر کے بیٹھنا فخر سمجھتے ہیں۔ یہ کس قدر اس نام نہاد حکیم الامت نے بارگاہ نبوت میں گستاخانہ جرأت کی ہے۔ ہمارے عقیدہ میں تو یہ جھوٹ گھڑا گیا ہے۔ اور دیوبند کی باجی نے یہ کذب بیانی کی ہے۔ اور یہ باجی مولوی اشرف علی کی (بوڑھی بیوی) ہے۔ دیوبندی مذہب ص۱۱۲

خیر یہ تو تھا حضرت علامہ مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی صاحب کا تبصرہ سوال تو یہ ہے۔ کہ اس خواب کی بھی کسی مولوی دیوبندی نے کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی۔ اب ایک اور خواب شیخ الاسلام نمبر سے نقل کرتا ہوں جو خون کے آنسو حصہ دوئم میں درج ہے۔

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام گویا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہیں۔ اور متصل ایک دوسرے کمرے میں کتب خانہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتب خانہ سے ایک مجلد کتاب اٹھائی جس میں دو کتابیں تھیں ایک کتاب کے ساتھ دوسری کتاب تھی۔

وہ خطبات جمعہ کا مجموعہ تھا۔ اس مجموعہ خطب سے وہ خطبہ نظر انور سے گذرا۔ جو مولانا حسین احمد مدنی خطبہ جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلیوں کا مجمع بڑا ہے۔ مصلیوں نے فقیر سے فرمائش کی۔ کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو۔ کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا مدنی کو جمعہ

پڑھانے کا ارشاد فرمایئں۔ فقیر نے جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتدار میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک حمداً کثیراً کثیرا۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ضعیف العمر تھے۔ ریش مبارک سفید تھی۔ شیخ الاسلام نمبر ص۱۲۵ بحوالہ خون کے آنسو حصہ دوئم ص۲۵/۴۶ -

اب اس خواب پر حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیے۔ ہمیں اس مقام پر اس سے بحث نہیں کہ اس قسم کے عوامی خواب کو کسی کی تعریف و توصیف میں بطور سند پیش کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اور نہ یہ بحث چھیڑنی ہے کہ حضرات دیوبند اپنے اکابر کے فضائل و مناقب خواب ہی کے راستے کیوں ثابت کرتے ہیں۔ البتہ ماتم تو یہ کرنا ہے۔ کہ اس بدنصیب نے جب خواب میں مولانا ٹانڈوی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ دونوں کو دیکھا تو حضرت خلیل اللہ کے بجائے ٹانڈوی سے نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست کیوں کی؟ بالفرض اگر مصلیوں کی خواہش پر حضرت خلیل اللہ نے ٹانڈوی صاحب کو نماز جمعہ پڑھانے کا اشارہ کیا۔ تو چاہیئے یہ تھا۔ کہ مولانا ٹانڈوی اس کو سوئے ادب سمجھتے ہوئے عرض کرتے کہ ایک نبی کی موجودگی میں غیر نبی کو امامت کا حق نہیں پہنچتا اور آج ہم سب کی سعادت اسی میں ہے۔ کہ اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کی اقتدار میں اپنی نماز جمعہ ادا کریں۔ مگر یہاں کا عالم تو یہ ہے کہ اونٹ کا کوئی کل سیدھا۔ پیر و مرشد دونوں عظمت نبوت کے

خلاف بر سر پیکار ہیں۔

خیر یہ تو حسن نظامی صاحب کا تبصرہ ہے۔ میں تو پھر وہی سوال کرونگا۔ کہ کیا کسی دیوبندی مولوی نے اس خواب کی بھی کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی؟ صفدر صاحب تو فرماتے ہیں کہ خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور اس میں پنہاں ایک حقیقت ہوتی ہے۔ جس کو تعبیر کہتے ہیں۔ لیکن یہاں تو کوئی دیوبندی بھی ان خوابوں کی کوئی تعبیر بیان نہیں کر سکا۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ ان خوابوں کو اپنے ظاہر پر ہی حمل کیا جا رہا ہے کیونکہ آپ کے اکابر نے ان خوابوں کی کوئی تعبیر نہیں کی۔ اگر وہ ان خوابوں کی کوئی تعبیر کرتے تو ان کی اپنی فضیلت کیسے ظاہر ہوتی۔ اب سنیئے گکھڑوی صاحب نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

"خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں۔ کہ انہیں کے ایک پیر بھائی مولوی برکات احمد صاحب کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لئے جاتے ہیں؟ فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ میں نے پڑھایا۔ پھر آگے گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ براہین القاطعہ میں جو کچھ نقل کیا گیا ہے۔ وہ سب خواب ہی خواب تھا۔ اور یہاں تو زیارت خواب میں ہوئی ہے۔ باقی جنازہ کی نماز کی امامت خان صاحب نے تو عالم بیداری میں کی ہے پھر آگے خان صاحب علیہ الرحمۃ کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اور اس میں

وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم - کو اپنا مقتدی بنا کر اور یہ بتائے بغیر کہ آپ پہلی صف میں کھڑے تھے یا مقتدیوں کے پیچھے کہیں دوسری اور تیسری صف وغیرہ میں - (معاذ اللہ تعالےٰ) کس قدر نازاں و فرحاں ہیں - کہ الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا -

اس کا جواب تو صرف اور صرف اسقدر ہے کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو کیا علم تھا - کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما ہیں - جب بعد میں آپ کو اس خواب کا علم ہوا - تو آپ نے الحمد للہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا - تو اس میں کونسی قباحت لازم آئی؟ مگر یہاں تو صاف صاف طور پر اس بات کو بیان کیا جا رہا ہے - کہ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز پڑھائی اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا کی اقتدار میں نماز جمعہ ادا فرمائی - کیا گگھڑوی صاحب یہ بتا سکتے ہیں؟ کہ مدنی صاحب خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنا مقتدی بنا کر اور یہ بتائے بغیر کہ آپ پہلی صف میں کھڑے تھے یا مقتدیوں کے پیچھے کہیں دوسری اور تیسری صف وغیرہ میں (معاذ اللہ) یہ دیوبندی کسقدر نازاں و فرحاں ہیں - کہ الحمد للہ علےٰ ذالک حمد کثیرا کثیرا - کہ مولانا مدنی نے خلیل اللہ علیہ السلام کی امامت فرمائی - اللہ اکبر - اللہ اکبر اسی لئے تو مجھے بار بار لکھنا پڑتا ہے کہ گگھڑوی صاحب اپنے اکابر کی تحریروں سے بالکل بے خبر ہیں اگر آپ عبارات اکابر لکھنے سے پہلے اپنے گھر کی تلاشی لے لیتے تو ان کو یہ کتاب لکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی - اس سے تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے - کہ گگھڑوی صاحب کو اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت نے اندھا کر دیا ہے

تب ہی تو آپ کو اپنے اکابر کی تحریریں نظر نہیں آتیں۔ شاید آپ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہوگا۔ شاید اسی لئے دیوبندیوں کی باجی صاحبہ کا یہ خواب بھی نظر سے نہ گذرا ہوگا۔ کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاجی امداد اللہ صاحب کے پیچھے بیٹھے ہیں اگر سرفراز صاحب اپنے اکابر کے یہ حوالے مطالعہ فرما لیتے تو وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان تراشی کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ نہ کرتے اور شان رسالت میں توہین آمیز کفریہ عبارتوں کی حمایت میں عبارات اکابر لکھ کر اپنی عاقبت برباد نہ کرتے + ناظرین کرام۔ اب تک تو خواب و خواب کی تعبیر کے متعلق بحث چل رہی تھی اور گکھڑوی صاحب کی تسلّی کے لئے حوالے پیش کئے جا رہے تھے۔ اب سنیئے بیداری کی حالت میں مرید کا اپنے پیر اشرف علی پر درود شریف پڑھنا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں۔ لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں۔ اللھم صلی علی سیدنا و نبینا و مولینا اشرف علی۔ حالانکہ اب بیدار ہوں۔ خواب نہیں۔ لیکن بے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں۔ زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا۔ رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص۳۵

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں۔ اس میں بھی گکھڑوی صاحب نے اشرف علی صاحب کے مرید کو سچا ثابت کرنے کے لئے بہت کوشش کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ بیداری کی حالت میں غیر اختیاری طور پر زبان سے جو بات سرزد ہو جاتی ہے۔ گو وہ بات کفر ہی کیوں نہ ہو شریعت اس پر بھی کفر و ارتداد وغیرہ کا کوئی حکم اور فتویٰ نہیں لگاتی + عبارات اکابر ص۲۰

پھر آگے لکھتے ہیں کہ خطا کی صورت میں اگر کفر وغیرہ کا کوئی کلمہ زبان سے نکل جائے تو اس پر شرعاً کوئی گرفت نہیں۔ پھر آگے اس شخص کا حال لکھتے ہیں جسکی زبان سے بے اختیار یہ کلمہ خوشی کی حالت میں نکل گیا۔
کہ اے پروردگار تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں + یعنی وہ بیچارا کہنا تو یہ چاہتا تھا۔ کہ اے میرے رب تو میرا آقا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ مگر کہہ الٹ گیا + حالانکہ یہ شخص نہ تو دیوانہ ہے اور نہ اس پر غشی طاری ہے۔ اور نہ نشہ میں مست ہے اور نہ سویا ہوا ہے بیداری کی حالت میں ہے۔ الخ
جناب سرفراز صاحب۔ شریعت میں تو ایسے مسائل میں زبان بہکنے کا عذر اس وقت مسموع ہے جب کہ دو ایک حرف ہوں۔ نہ کہ سارا دن کفریہ کلمات زبان پر جاری رکھے۔ دیکھیئے وہ کہتا ہے اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا۔ یعنی سارا دن مولوی اشرف علی پر درود شریف ہی پڑھتا رہا۔ بتائیے جس شخص کی آپ نے روایت بیان کی ہے اس بیچارے کی زبان سے صرف ایک ہی بار یہ کلمہ نکلا ہے۔ یا سارا دن ؟ کہ اے میرے پروردگار تو میرا بندہ اور میں تیرا رب + صرف ایک ہی بار خوشی کی حالت میں یہ الٹا کلمہ اس کی زبان سے نکل گیا۔ پھر اس روایت نے آپ کو اور اشرف علی صاحب کے مرید کو کیا فائدہ پہنچایا ؟۔ اس کی زبان پر تو کلمہ شریف جاری ہی نہیں ہوتا۔ بتائیے کہاں یہ بات اس نے لکھی ہے درود شریف پڑھنے سے میری زبان پر کلمہ شریف صحیح طور پر جاری ہو گیا۔ بلکہ اس نے تو کلمہ شریف اور درود شریف اپنے پیر اشرف علی کے لئے ہی وقف کر دیا ہے۔

قارئین کرام۔ ذرا غور کرنا چاہیئے کہ کوئی شخص اگر مولوی اشرف علی کا کلمہ پڑھ لے اور ان پر درود پڑھ لے۔ مگر بے اختیاری زبان کا بہانہ کر دے۔ سب جائز ہے کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے اور کہے بے اختیار زبان سے نکل گیا ہے۔ طلاق ہو جاتی ہے اور بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں تو اسکو پیر کے متبع سنت ہونے کی دلیل قرار دیا گیا ہے۔

ناظرین کرام۔ گگھڑوی صاحب تو پیر و مرید کی صفائی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ لیکن گگھڑوی صاحب کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ خود مولوی خلیل احمد صاحب آپ کے اکابر دیوبندی عالم کیوں پریشان ہو رہے ہیں اور اس امر کو محسوس فرما رہے ہیں۔ کہ عوام دیوبندیوں میں مولوی اشرف علی کی نبوت کے تشکیک پیدا ہو رہے ہیں۔ اس خطرہ کو دور کیا جائے۔ جس کا تھانوی صاحب نے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

اب ایک اور حوالا فاضل دیوبند مولوی سعید احمد اکبر آبادی سابق پرنسپل مدرسہ عالیہ کلکتہ مدیر برہان کا نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ فاضل دیوبند کیا فرماتے ہیں۔ اپنے معاملات میں تاویل و توجیہہ اور اغماض و مسامحت کرنے کی مولانا (اشرف علی تھانوی) میں جو خو تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی مرید نے مولانا کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا۔ کہ میں ہر چند کلمہ تشہد صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار ہوتا یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کے بعد اشرف علی رسول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے۔ ظاہر ہے اس کا صاف اور سیدھا جواب یہ تھا۔ کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ شیطان کا فریب اور

نفس کا دھوکا ہے۔ تم فوراً توبہ کرو اور استغفار پڑھو۔ لیکن مولانا تھانوی صرف یہ فرما کر بات آئی گئی کر دیتے ہیں۔ کہ تم کو مجھ سے غایت محبت ہے اور یہ سب اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ برہان دہلی فروری ۵۲ء ص۱۰۷ بحوالہ خون کے آنسو حصہ اوّل ص۱۱۷ - ۱۱۸

لیجئے یہ ہیں۔ آپ کے اکابر علماء دیوبند جن کی صفائی میں عبارات اکابر لکھی گئی ہے۔ جو چلّا چلّا کر پکار رہے ہیں کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ شیطان کا فریب ہے نفس کا دھوکا ہے تم فوراً توبہ کرو اور استغفار پڑھو۔ جناب یہ تو آپ کے گھر کی پکار ہے اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۱۱

ناظرین کرام۔ تقویتہ الایمان صہ ۶۳ کی ایک اور کفریہ عبارت نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے

" اللہ کی شان بہت بڑی ہے۔ کہ سب اولیار وانبیار اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ معاذ اللہ پھر اسی صفحہ پر مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

" سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے۔ کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہوگئے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔"

ناظرین حضرات غور فرمایا آپ نے یہ ہیں شہید بالاکوٹ جو انبیار علیہم السلام اور اولیار کرام کو خدا تعالیٰ کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کم تر لکھ چکے ہیں۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس بتا رہے ہیں۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان بیان فرماتا ہے۔ وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْہًا۔ یعنی موسٰے (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے روبرو بڑی عزت والا ہے۔ خدا تعالیٰ کے تو نہیں اپنے روبرو عزت والا فرمائے۔ اور یہ بدنصیب ان پاک ہستیوں کو ذرہ ناچیز سے بھی کم درجہ لکھے۔ یہ کیسی مسلمانی ہے؟ اور سرور انبیار حبیب کبریا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس بتانا بارگاہ رسالت کی شدید ترین توہین وگستاخی ہے۔ اس بے ادبی کا میدان حشر میں پتہ چلے گا۔ ؎

حشر دہاڑے سب ٹٹ جائیگی آکڑ تے مغروری   جیکر پاک نبی فرمایا ایہ نہیں امت میری

شان رسالت میں ایسے بے ادب الفاظ استعمال کرتے ہوئے مولوی اسمٰعیل ذرہ بھر بھی نہیں شرمائے اور نہ ہی خدا کا خوف دل میں لاتے ہیں۔ کہ قیامت کے روز خدا کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے۔ اور کون سا منہ لے کر بارگاہ رسالت میں شفاعت کے لئے حاضر ہوں گے؟ اور تعجب یہ کہ ذرّہ نا چیز سے کم تر کے فتوے سے تو یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ اس شخص کے نزدیک ذرہ ناچیز کا شان زیادہ ہے یا حضرات انبیاء کرام کا۔ میں تو ان کفریہ عبارتوں سے یہی مطلب نکال سکتا ہوں۔ کہ شہید بالاکوٹ سے بڑھ کر شان نبوت کا کوئی بھی گستاخ نہیں ہو سکتا۔ اور معاذ اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھ دیا۔ کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ معاذ اللہ کیسی بے ادبی اور گستاخی ان الفاظ میں بھری ہوئی ہے۔ کیا کوئی مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں ایسے بے ادب کلمے لکھنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ناظرین کرام ذرا انصاف سے غور فرمائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی معاذ اللہ اگر بے حواس ہو جائیں۔ اور ہوش و حواس سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ تو خدا تعالےٰ کی وحی اور اس کے احکام کو کیسے یاد رکھتے ہوں گے۔ اگر مولوی اسمٰعیل کا یہ نظریہ مان لیا جائے تو پھر تو قرآن بھی یقینی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ بقول ان کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی الٰہی آتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حواس (معاذ اللہ) قائم نہیں رہتے تھے۔ تو جب حواس ہی قائم نہیں رہتے تھے تو پھر وحی الٰہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیسے ہوتی ہوگی۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ اب

آپ اپنے ایمان سے بتائیں۔ کہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلے بندوں بے حواس لکھنے والا شخص مجاہد فی سبیل اللہ اور شہید بالاکوٹ ہو سکتا ہے؟ اور کیا تقویۃ الایمان ایسی کتاب ہے جس کے پڑھنے سے لوگوں کی ہدایت ہو سکے؟

خدا تعالےٰ جل شانہٗ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتا ہے۔

دکان قاب قوسین اوادنیٰ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ ما ذاغ البصر وما طغیٰ۔

یعنی شب معراج جب خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب سے بلا واسطہ کلام فرمایا تو آپ کی آنکھ بھی نہ جھپکی۔ بارگاہ الٰہی میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عزت و رفعت ہو۔ مگر دیوبندی مولوی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خنگی کے مقابلہ میں بے حواس کہیں۔ کوئی بدبخت اس سے بڑھ کر شان رسالت کی اور کیا ہتک کریگا جس محبوب نے لاکھوں بے حواسوں کو اپنی ایک نظر رحمت سے ظاہری و باطنی حواس سے مالا مال فرما کر جلال وجمال کے مقامات سے آشنا فرما دیا۔ اس محبوب کو بے حواس کہنا کس درجہ دیوبندی علماء کی بداعتقادی اور خیانت کا مظاہرہ ہے۔ ان حضرات کی توحید قائم نہیں رہ سکتی جب تک انبیاء علیہم السلام کے شان اقدس میں توہین آمیز عبارتیں نہ لکھ لیں۔ بعض حضرات ابھی تک دیوبندی وسنی اختلافات کو صرف چند مسائل کا ایک فروعی اختلاف سمجھے ہوئے ہیں۔ کہ شاید میلاد شریف۔ عرس فاتحہ وغیرہ اعمال حسنہ کے جائز و ناجائز ہونے کے بارے میں ہی ایک مسئلہ کا سوال ہے۔ اور اسی پر ہی دیوبندی وسنی اختلافات کا سارا دار و مدار ہے۔ حالانکہ یہ سمجھنا بالکل غلط اور حقیقت سے سراسر لاعلمی ہے کیونکہ

باوجودیکہ سنی علمار مسائل مذکورہ وغیرہ کے قائل ہونے میں یقیناً حق پر ہیں۔ لیکن سنیوں اور دیوبندیوں میں صرف ان مسائل کا اختلاف ہی کوئی بنیادی اختلاف نہیں بلکہ اصل معاملہ دیوبندی اکابر علمار کی ان ناپاک تحریروں کا ہے۔ جن میں علمائے دیوبند نے خداوند کریم کی تکذیب اور بانی اسلام حضرت جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین کی ہے اور دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کے شان میں بے ادب گستاخ عبارتیں لکھی ہیں اور جمیع سلف صالحین اولیائے کرام وبزرگان دین کو بدعتی اور مشرک وغیرہ کا خطاب دیا گیا ہے۔ جیسے کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اور ستم ظریفی یہ کہ اپنے مولویوں کے متعلق تو ان کا یہ اعتقاد کہ وہ خدا تعالےٰ سے بلا تکلف باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی حضرات کے امام ہی مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے بزرگ مولوی سید احمد کے شان میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک دن حضرت حق جل وعلا نے آپ کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ لیا۔ اور کوئی چیز امور قدسیہ سے جو کہ نہایت رفیع اور بدیع تھی۔ آپ کے سامنے کر کے فرمایا کہ ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور چیزیں بھی عطا کریں گے پھر آگے لکھتے ہیں۔

کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا۔ اگرچہ وہ لکھوکھا ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے۔ صراط مستقیم اردو مصنفہ اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۳۴

یہاں تو سید صاحب نہ رعب میں آئے اور نہ بے حواس ہوئے مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس بتا رہے ہیں۔ یہاں سے ایک بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ شہید بالاکوٹ مولوی اسمٰعیل اپنے پیر سید احمد صاحب سے بھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ کم سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ یہ ہیں دیوبندی حضرات کے بڑے امام۔ شہید بالاکوٹ۔

اور سنئیے۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۷۱ پر لکھتے ہیں۔ جیسا کہ قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ معاذ اللہ

تقویۃ الایمان کی سب سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ اس میں انبیاء کرام کی سخت توہین کی گئی ہے۔ ان کے اختیارات کا انکار ہے۔ انبیاء کرام کو عام انسانوں کی صفوں میں کھڑا کر دیا گیا ہے۔ ان کے مرتبہ و منصب کو گھٹایا گیا ہے۔ حد یہ ہے کہ نبی کو گاؤں کا چودھری لکھ دیا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بڑے بھائی جتنی قرار دی ہے۔ معاذ اللہ۔

کفریہ عبارت نمبر ۱۲

امکان کذب :۔ دیوبندی علمار کا عقیدہ ہے۔ کہ معاذاللہ۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ چنانچہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں۔ امکان کذب (جھوٹ) بایں معنیٰ کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اس کے خلاف پر وہ قادر ہے۔ مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے

فتاویٰ رشیدیہ مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی حصہ اول ص۲۰

ناظرین کرام، غور فرمائیں۔ آج عرصہ چودہ سو سال کا گزر چکا ہے۔ کیا کسی بھی مسلمان نے یہ کہا تھا؟ کہ خدا جھوٹ بولتا تو نہیں مگر بول سکتا ہے اور پھر گنگوہی صاحب کا یہ قول کہ باختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ اس سے صاف معلوم ہوگیا۔ کہ دیوبندی علمار کا عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ کبھی بے اختیاری میں خدا تعالیٰ جھوٹ بول بھی سکتا ہے۔ اور پھر قدرت الٰہیہ کو کذب اور جھوٹ کے ناپاک الفاظ سے تعبیر کرنا دیوبندی علمار کی ہی علمیت کا کرشمہ ہے۔

اور سنیئے۔ مولوی نذیر احمد خان صاحب رام پوری نے سوال کیا۔ کہ براہین قاطعہ میں یہ لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے کذب ممکن ہے۔ اس مسئلہ کی وجہ سے کتب الٰہیہ میں احتمال جھوٹ کا پیدا ہو سکتا ہے۔ یعنی مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن ہی جھوٹا ہے۔ اور اس کے احکام ہی غلط ہیں۔ اور براہین قاطعہ کی اس تحریر کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے۔

جواب :۔ حاجی امداد اللہ صاحب جو گنگوہی صاحب کے پیر و مرشد ہیں۔

ان کے جواب کا جو ضروری حصہ ہے۔ وہ فتاوی رشیدیہ سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ جس کو براہین قاطعہ کے مصنف نے تحریر کیا ہے۔

الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے۔ اس کے خلاف پر قادر ہے۔ آگے اسی صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ کذب داخل قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے۔ کیوں نہ ہو۔ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

حصہ اوّل فتاوی رشیدیہ ص۱۹

اب مولوی خلیل احمد صاحب کا ارشاد سنیئے۔ کیا فرماتے ہیں۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب کوئی جدید کسی نے نہیں نکالا۔ بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے۔ کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔

براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری ص۲

اب مولوی خلیل احمد صاحب فرماتے ہیں۔ کہ خلف وعید بھی نعوذ باللہ جھوٹ ہی ہے حالانکہ جو لوگ خلف وعید کے قائل بھی ہوں۔ وہ خلف وعید کو ہرگز جھوٹ نہیں کہتے۔ بلکہ رحمت الٰہیہ اور جود و کرم بتلاتے ہیں۔ یعنی خلف وعید نقص نہیں۔ بلکہ جود و کرم الٰہی ہے۔ دیوبندی حضرات کا خلف وعید کو جھوٹ بتانا یہ ان کی بد مذہبیت کا مظاہرہ اور باری تعالیٰ سے بغاوت کے مترادف ہے۔ ان حضرات کو یہ خیال نہ آیا کہ کیا کوئی خلف وعدہ کا بھی قائل ہوا ہے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر یہ قول خلف وعید بھی اس کی رحمت پر مبنی ہے اس کو جھوٹ بتانا تو تمام کافروں کے کفر سے بھی گندہ کفر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے جود و کرم کو جھوٹ کہنے کی جرأت کی جاوے۔ حالانکہ فرقہ دیوبندیوں کے علاوہ تمام اہل اسلام علماء سلف و خلف امکان کذب باری کی تردید فرماتے ہیں۔ اور اس کے قائل کو بدمذہب بتاتے ہیں۔ ہاں یہ عقیدہ معتزلہ کا ہے

کہ خدا تعالیٰ کو کذب وغیرہ پر قدرت ہے۔ مگر کرتا نہیں۔ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ لیکن بولتا نہیں۔ کیونکہ جھوٹ بہت بری صفت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر بُری بات سے۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند کریم جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔
وہ شخص اہل سنّت وجماعت سے خارج ہے۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ خداوند کریم خلف وعید یا اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے یا کر سکتا ہے یا جھوٹ پر قادر ہے۔ وہ شخص اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔ بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں۔ سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے۔ کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص ہے اور نقص کا لفظ اللہ تعالےٰ پر محال ہے۔ پس اس دلیل سے خلف وعدہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ اور اسی دلیل سے خلف وعید بھی اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ ارباب تفاسیر یہ بھی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بات نہیں بدلتی۔ اس بات سے وعید مراد ہے۔ اور وعید اس کو کہتے ہیں۔ جو کافروں کو ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا حکم ہے۔ اور تفسیروں میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کا گمان کرے۔ بلکہ ایسا کرنا ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ اللہ تعالےٰ ہر شے یا ہر چیز پر قادر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے اور جس کو نہ چاہے اس پر نہیں۔ ہر ایک چیز کا تعلق اس کی مشیت پر ہے۔ اور لفظ کُل عام ہے۔

اللہ تعالےٰ کا وعدہ سچا ہے اللہ تعالےٰ کے حکم کو کوئی

بدل نہیں سکتا۔ (قرآن شریف)

۱۔ فَلَن يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ۔ ترجمہ۔ جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کریگا۔ البقرۃ

۲۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ ترجمہ۔ بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا۔ آل عمران

۳۔ قَوْلُهُ الْحَقُّ۔ ترجمہ۔ اس کی بات سچی ہے۔ الانعام

۴۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ۔ ترجمہ۔ اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں اسکی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں۔ الانعام

۵۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا۔ ترجمہ۔ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ النسا

۶۔ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا۔ ترجمہ۔ اللہ کا وعدہ سچا۔ النسا

۷۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا۔ ترجمہ۔ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ النسا

۸۔ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ۔ ترجمہ۔ اور اللہ کی باتیں بدلنے والا کوئی نہیں۔ الانعام

۹۔ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا۔ ترجمہ۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

۱۰۔ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا۔ ترجمہ۔ اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو جنت کا وعدہ دیا ہے۔ جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ التوبہ

ان آیات کے سوا بھی اکثر آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ یہاں صرف دس آیات کریمہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ جو وعدہ یا وعید یا عہد اللہ تعالٰے نے اپنے حکم میں فرمایا ہے۔ اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کریگا۔ اس کا حکم قائم اور

دائم ہے۔ بالخصوص اختیار میں - اور جو کچھ چاہے وہی ہوتا ہے - اور جس کو نہ چاہے - وہ نہیں ہوتا - اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے نجات کا کیا ہے - ویسا ہی پورا کرے گا۔ اور جو وعدہ کفار کے حق میں کیا ہے - اس کو بھی ویسا ہی پورا کرے گا - اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید میں تمام سچوں سے سچا ہے۔ وعدہ خلافی اور کذب اس کی نشان جلالی کے خلاف ہے - اور اس کی ذات پاک کے منافی ہے۔

تفسیر قادری جلد دوئم صفحہ ۴۶۰

ان سب نے کذب الرسل تکذیب کی سب پیغمبروں کی اس واسطے کہ انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہیں - تو ان میں سے ایک کی تکذیب ان سب کی تکذیب ہوتی ہے - پس جب اِن قوم کے لوگوں نے انبیاء کی تکذیب کی - فَحَقَّ وَعِیْدِ - تو مسلم ہو گئی اور نازل ہوئی ان پر میری وعید - یعنی جو کچھ وعدہ عذاب کا ہم نے کیا تھا -

تفسیر قادری جلد دوئم صـ ۴۶۱

وَقَدْ قَدَّمْتُ - اور بے شک میں نے پہلے بھیجی تھی اِلَیْکُمْ بِالْوَعِیْدِ تمہاری طرف اپنی وعید اپنی کتابوں میں اپنے رسولوں کی زبانی - اور اب تم کو.. کوئی حجت نہیں رہی - اور تمہارا کوئی عذر نہ سنا جائے گا - مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ نہ بدلی جائے گی بات لَدَیَّ میرے پاس - یعنی ہم جو کچھ وعدہ وعید کر چکے اس میں... تبدیل تفسیر کی گنجائش نہیں -

تفسیر قادری جلد اوّل صـ ۱۸۳ - وَمَنْ اَصْدَقُ اور کون شخص ہے بہت سچا مِنَ

اللّٰہِ حَدِیْثًا۔ اللہ تعالیٰ سے یعنی اس سے زیادہ کوئی سچا نہیں بات اور وعدہ کی رُو سے یعنی اللہ کی بات اور وعدہ میں جھوٹ کو راہ نہیں۔ اس واسطے کہ جھوٹ نقص ہے اور حق تعالیٰ نقص سے پاک ہے۔

اب میں ایک حدیث شریف نقل کرتا ہوں جو کہ مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے لیکن میں یہ حدیث پاک تقویۃ الایمان کے دوسرے حصّے سے نقل کرتا ہوں تاکہ کوئی دیوبندی عالم اس حدیث پر ضعیف ہونے کا فتویٰ نہ لگا سکے۔ ملاحظہ فرمائیے صرف ترجمہ نقل کرتا ہوں۔

"مسلم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا۔ کہ باہر آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ سو فرمایا کہ بھلا تم جانتے ہو کیا ہیں یہ دونوں کتابیں ہم نے عرض کیا کہ ہم نہیں جانتے یارسول اللہ مگر تم بتلاؤ ہم کو تو بتلا دیا اس کو جو داہنے ہاتھ میں تھی۔ کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے آئی ہے اس میں نام لکھے ہیں بہشتیوں کے نام ان کے باپوں کے نام ان کے کنبوں کے۔ پھر جملہ کیا ہوا ہے ان کے آخر پر سو زیادہ نہیں ہوتا ان میں اور نہ کم ہوتا ہے ان سے کبھی۔ پھر فرمایا اس کو جو بائیں ہاتھ میں تھی۔ کہ یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے۔ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں۔ اور ان کے باپوں کے اور ان کے کنبوں کے اور پھر جملہ کیا ہوا ہے۔ ان کے آخر پر تو بڑھتا نہیں ان میں اور نہ ان سے کم ہوتا ہے کبھی۔ پھر عرض کیا ان کے یاروں نے کہ تو کس واسطے سے عمل یارسول اللہ اگر ایسی بات ہے کہ اس سے فراغت ہو چکی تو فرمایا کہ سیدھی راہ چلو اور بندگی کرو اس واسطے کہ بہشتی کے لئے خاتمہ کیا جاتا ہے بہشتیوں کے

کام پر اگرچہ وہ کچھ کام کرے۔ اور دوزخی کے واسطے خاتمہ ہوتا ہے دوزخیوں کے کام پر اگرچہ وہ کچھ کام کرے اور پھر اشارہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی طرف اور پھینک دیا ان کتابوں کو اپنے پیچھے پھر فرمایا فارغ ہوگیا تمہارا رب بندوں سے ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں

ف ۔ یعنی جب حضرت نے یہ فرمایا۔ کہ اللہ تعالٰے دوزخیوں اور بہشتیوں کے نام معہ ولدیت ذات بھانت کے نشان سمیت الگ الگ لکھ دیئے ہیں۔ پھر ان ناموں کے آخر میں میزان دے کر جملہ کر دیا ہے۔ کہ اس میں کمی و بیشی نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ نے آگے ہی سے ہر ایک شخص کے حق میں بہشتی ہونا یا دوزخی ہونا ٹھہرا دیا ہے ۔ یہ بات سُن کر یاروں نے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے ۔ کہ دوزخ یا بہشت آگے ہی سے ہر ایک کے واسطے ٹھہر گئی ہے اب اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی ۔ تو پھر اب نیک عمل کرنا اور محنت اٹھانا کیا ضرور جس کی قسمت میں جو لکھا ہے وہی آخر کو ہو کر رہے گا۔ اس کے جواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی قسمت میں بہشت ہے اس کے مرنے کے قریب بہشتیوں کے سے کام ہونے لگتے ہیں ۔ اور اس کا خاتمہ بخیر ہوتا ہے ۔ اگرچہ بھلے برے کام کرتا رہا ہو ۔ اور جس کی قسمت میں دوزخ لکھا ہے ۔ اس سے مرنے کے قریب برے کام ہونے لگتے ہیں ۔ اور اس کا خاتمہ انہی بد کاموں پر ہوتا ہے اگرچہ وہ پہلے نیک کام کرتا رہا ہو ۔ سو تم نیک کام کئے جاؤ اور اپنی طرف سے بد کام کا ارادہ نہ کرو ۔ پھر آگے قسمت ہے ۔ اور اللہ کو جو کرنا تھا کہ ایک گروہ کے واسطے بہشت اور ایک فریق کے لئے دوزخ سو وہ کر چکا ۔ تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان صہ ۹۱-۹۲

اس حدیث شریف سے بھی روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اوّل روز سے ہی یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں۔ قلم قدرت نے سب کچھ لکھ دیا۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ یعنی مومنوں کے لیئے جنت اور کافروں کے لئے دوزخ۔ پھر یہ سوال ہی کب پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ نمرود۔ فرعون۔ ہامان وغیرہ کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کر دے۔ کیونکہ جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کرنا تھا۔ کر چکا۔ نہ معلوم دیوبندی علماء کو کافروں سے کیوں محبت ہے حالانکہ قرآن کریم میں بار بار اس بات کا اعلان کیا گیا کہ کافروں سے دوستی مت کرو۔

دیوبندی اکابر علماء پر مولوی مرتضی حسن دیوبندی کا

فتویٰ کفر

ناظم اعلیٰ تعلیمات دیوبند مناظر فرقہ دیوبندیہ مولوی مرتضیٰ حسن

چاندپوری دیوبندی کا واضح فتویٰ اور فیصلہ کُن بیان

اگر خان صاحب (حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی) کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے۔ جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے ۔ جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے۔ اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں۔ یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے ۔ وہ خود کافر ہے۔ اشد العذاب مصنفہ مولوی مرتضےٰ حسن چاندپوری دیوبندی ص۱۳-۱۴

کیوں جناب گکھڑوی صاحب دیکھ لیا آپ نے اپنے اکابر کا فتویٰ۔ اب تو شاید اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

پیچھا چھوڑ دوگے۔ اب تو آپ کے مرکز دیوبند ہی سے دیوبندی علمار پر کفر کا فتویٰ صادر ہو چکا ہے اور اعلیحضرت امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کے فتوی کی تائید ناظم تعلیمات دیوبند مولوی مرتضےٰ حسن نے ہی کر دی ہے۔ اور تاکید بھی ہوگئی۔ کہ جو شان رسالت میں بے ادب گستاخ عبارتیں لکھنے والوں کو) کافر نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائیگا۔ اسی ڈر سے علمائے اہل سنت بھی ان کو کافر کہتے ہیں کہ کہیں بقول مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی وہ خود بھی کافر نہ ہو جائیں۔

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں اور خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ مولوی مرتضیٰ حسن کے ایسے فیصلے کے بعد علمار اہل سنت کا قصور ہی کیا رہ جاتا ہے؟ ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب تو ان کو چاہیئے کہ علمائے اہلسنت کے خلاف زہر اگلتے رہنے کا وطیرہ بالائے طاق رکھ دیں اور اپنے گھر کی خبر لیں۔

حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی پر عظیم افترار

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ مصنف عبارات اکابر فرما رہے ہیں۔ بعض ارباب بصیرت کا یہ خیال ہے کہ خاں صاحب انگریز کے ایجنٹ تھے اور ان کا یہ خیال بظاہر صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ عبارات اکابر حصہ اول ص۵۵

کیوں جناب دیکھا آپ نے یہ ہیں مولوی ابوزاہد محمد سرفراز خان صفدر گکھڑوی دیوبندی۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت، امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر افترار تو بہت بڑا کیا۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے۔ نہ کوئی حوالہ کسی کتاب سے دے سکے۔ یہ تو سفید جھوٹ ہے۔ جس کا کبھی بھی ثبوت کوئی دیوبندی عالم پیش نہیں کر سکتا۔ برعکس اس کے دیوبندی علمار کا انگریزوں کا ایجنٹ ہونا روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ دیوبندی اکابرین علمار کا انگریز کا ایجنٹ ہونا دیوبندی۔ وہابی علمار کے قلم سے ثابت کرتا ہوں دیکھیے ملاحظہ فرمائیے۔ حوالہ نمبر ۱۔ مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

۱۔ کلکتہ میں جب مولانا اسمٰعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے۔ تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا۔ ان پر جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے۔ ایک تو ان کی رعیت ہیں۔ دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے۔ بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں۔ اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔ حیات طیبہ مصنفہ مرزا حیرت دہلوی وہابی۔ دیوبندی صـ ۲۳۳-۲۹۲

حوالہ نمبر ۲ :- اسی کتاب کے صفحہ ۲۳۱ پر لکھا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے اور انصاف کیجیئے۔ " مولوی اسمٰعیل صاحب نے یہ اعلان دے دیا تھا۔ سرکار انگریزی پر نہ جہاد مذہبی طور پر واجب ہے۔ نہ ہمیں اس سے کچھ مخاصمت ہے "۔ حیات طیبہ صـ ۲۳۱

حوالہ نمبر ۳ :- اب آپ اپنے قطب الارشاد رشید احمد صاحب گنگوہی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں۔

" کہ میں جب حقیقت میں سرکار (برطانیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اور اگر مارا بھی گیا۔ تو سرکار مالک ہے۔ اسے اختیار ہے۔ جو چاہے کرے "۔ تذکرۃ الرشید مصنفہ عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی۔ جلد اول صـ ۸۰

حوالہ نمبر ۴ :- اسی کتاب سے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں غور فرمایئے۔

" دیوبندی اکابرین کا انگریزوں کے ساتھ کیسا گہرا تعلق تھا..... جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی۔ انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا۔ اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا "۔ تذکرۃ الرشید صـ ۴۳

حوالہ نمبر ۵ :- اب حیات طیبہ سے ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمایئے۔

" سیّد صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے۔ تو سیّد صاحب نے مولانا اسمٰعیل کے مشورے سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹیننٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی خدمت میں اطلاع دی۔ کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد

کرنے کی تیاری کرنے کو ہیں۔ سرکار کو تو اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے لیفٹیننٹ گورنر صاحب نے صاف لکھدیا کہ ہماری عملداری میں اور امن میں خلل نہ پڑے تو ہمیں کچھ سروکار نہیں نہ ہم ایسی تیاری کے مانع ہیں۔ حیات طیبہ صہ ۴۳۱

ناظرین کرام انصاف کیجیئے۔ اس مقام پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اسمٰعیلی جہاد قرآن وحدیث کی روشنی میں اسلامی تقاضے کی بنیاد پر نہ تھا۔ بلکہ انگریز بہادر کے ایماء واشارے اور ان کی اجازت پر موقوف تھا۔ اللہ اللہ اب میں دریافت کرتا ہوں۔ کہ عہد نبوّت وعہد صدیقی وعہد فاروقی میں بھی متعدد جہاد ہوئے تھے۔ آخرش وہ جہاد دنیا کی کس حکومت کے اشارے پر ہوئے تھے؟ اور یہ بات بھی دریافت کرنی ہے۔ کہ مسلمانوں کا جہاد اسلامی تقاضے کی بنیاد پر مبنی ہے۔ یا انگریز بہادر کی اجازت پر؟ ناظرین کرام! اب آپ مصنف عبارات اکابر سے دریافت فرمائیں۔ کہ اعلیٰ حضرت خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ انگریز کے ایجنٹ تھے؟ یا آپ کے اکابر دیوبندی علماء تھے؟ اور یہ سب دیوبندی علماء کے قلم سے ثابت کر رہا ہوں۔ اور سنیئے۔

سیّد احمد صاحب کا مولوی اسمٰعیل کی ملاقات سے پہلے ہی انگریزوں سے گہرا تعلق تھا۔ حوالہ نمبر ۶۔ ملاحظہ فرمایئے۔

سنہ ۱۲۳۱ھ تک سیّد احمد صاحب امیر خان کی ملازمت میں رہے مگر ایک ناموری کا کام آپ نے یہ کیا۔ کہ انگریزوں اور امیر خان کی صلح کرادی اور آپ ہی کے ذریعہ جو شہر بعد ازاں دیئے گئے۔ اور جن پر آج تک امیر خان کی اولاد حکمرانی کرتی ہے۔ دینے طے پائے تھے۔

لارڈ ہیسٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا۔

دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔ اور اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خان، لارڈ ہیسٹنگ اور سید احمد صاحب۔ سید احمد صاحب نے امیر خان کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا تھا۔ آپ نے اسے یقین دلا دیا تھا کہ انگریزوں سے مقابلہ کرنا اور لڑنا بھڑنا اگر تمہارے لئے برا نہیں ہے تو تمہاری اولاد کے لئے سم قاتل کا اثر رکھتا ہے"۔ حیات طیبہ مصنفہ مرزا حیرت دہلوی صن ۴۲

اب اسی کتاب کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ نمبر ۷ :۔ "گورنمنٹ برطانیہ خود جانتی ہے۔ کہ اس کی سلطنت کی برکتوں کو فرقہ اہلحدیث نے کس قدر تسلیم کر لیا ہے۔ اور اس کے کیسے فرمانبردار مطیع اس گروہ کے لوگ ہیں"۔ حیات طیبہ صن ۳۱۰

لیجئے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ نمبر ۸ :۔ "ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا۔ کہ حضرت امام ربانی اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن کے ہمراہ تھے۔ کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا۔ اور سرکار پر جانثاری کے لئے طیار ہو گیا۔ اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے۔ وہاں چند فقیر ہاتھوں

میں تلواریں لئے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے۔ گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں۔ چنانچہ آپ پر فرن ہوئیں۔ اور حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے تذکرۃ الرشید جلد ۱ ص ۷۵

قارئین کرام۔ یہ تمام حوالے دیوبندی وہابی حضرات کی کتابوں سے من وعن نقل کر رہا ہوں کوئی کمی بیشی نہیں کر رہا۔ اب آپ انصاف سے فیصلہ کیجئے کہ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ انگریز کے ایجنٹ تھے یا اکابر علماء دیوبند۔؟ اور یہ قول بھی مردود ہو کر رہ گیا۔ جو صفدر صاحب نے عبارات اکابر کے صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے۔ کہ ظالم برطانیہ کے خلاف عملی جہاد میں بھی حضرت نانوتوی علیہ الرحمۃ نے بھرپور حصہ لیا۔ اور جہاد شاملی وغیرہ میں شرکت اور جرأت و بہادری سے مقابلہ ایک واضح تاریخی حقیقت ہے۔ اب مکالمۃ الصدرین سے چند حوالے پیش کرتا ہوں۔ مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی کی زبانی سنیئے۔

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو گورنمنٹ برطانیہ سے -/۶۰۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔

حوالہ نمبر ۹ :۔ ملاحظہ فرمائیے۔

"جب مولوی حسین احمد صدر جمیعۃ العلمائے ہند، مفتی کفایت اللہ صاحب وغیرہ چند حضرات علامہ شبیر احمد عثمانی سے گفتگو کرنے کیلئے ان کے پاس گئے تو آپ نے دوران گفتگو فرمایا۔ دیکھیئے! حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلّم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا۔ کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار

حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ مکالمۃ الصدرین شبیر احمد عثمانی صد ۹

انگریز کے ایجنٹ مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت کو بھی انگریزوں سے روپیہ ملتا تھا۔

حوالہ نمبر ۱۰:۔ ملاحظہ ہو۔

اسی ضمن میں مولانا حفیظ الرحمٰن نے فرمایا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہو گیا۔ مکالمۃ الصدرین صد ۸

کلکتہ میں جمعیتہ العلمائے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایمار سے قائم ہوئی تھی۔

حوالہ نمبر ۱۱:۔ اسی ملاقات میں ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ کلکتہ میں جمعیتہ العلمائے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایمار سے قائم ہوئی ہے۔ مکالمۃ الصدرین صد

اور مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم جمعیتہ العلمائے ہند کے اقتدار کو توڑنے کے لئے ایک علماء کی جمعیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ ان کو کافی امداد اس مقصد کے لئے دے گی۔ چنانچہ ایک بیش رقم اس کے لئے منظور کر لی گئی۔ اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالہ بھی کر دی گئی۔ اس روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا۔ کہ یہ اسقدر یقینی روایت ہے۔ کہ اگر آپ اطمینان فرمانا چاہیں۔ تو ہم اطمینان کرا سکتے ہیں۔ مکالمۃ الصدرین صد

کانگرس کا قیام بھی ایک انگریز وائسرائے کے اشارہ پر ہوا تھا۔

حوالہ نمبر ۱۲ :۔ عثمانی صاحب نے فرمایا۔

" تو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ کانگریس کی ابتدا، کس نے کی تھی اور کس طرح ہوئی تھی؟ آپ کو معلوم ہے کہ ابتدا، اس کا قیام ایک وائسرائے کے اشارہ پر ہوا تھا۔ اور برسوں وہ گورنمنٹ کی وفاداری کے راگ الاپتی رہی ہے "

مکالمتہ الصدرین صہ ۹

مولوی حسین احمد دیوبندی و مولوی کفایت اللہ صاحب اینڈ پارٹی سب ہندوؤں کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے۔

حوالہ نمبر ۱۳ :۔ ملاحظہ فرمائیے۔ علامہ عثمانی نے مزید فرمایا۔

" آپ حضرات کے متعلق بھی عام طور پر مشہور کیا جاتا ہے۔ کہ آپ ہندوؤں سے روپیہ لے کر کھا رہے ہیں۔

مکالمتہ الصدرین صہ ۱۰

ناظرین کرام۔ یہ ۱۳ حوالے میں نے دیوبندی وہابی حضرات کی کتابوں سے نقل کئے ہیں۔ کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ اور یہ سب کتابیں میرے پاس موجود ہیں۔ جس کا دل چاہے۔ میرے پاس آ کر خود پڑھ لے۔ اور فیصلہ کرے کون حق پر ہے اور کون باطل پرست ہے۔ اب دیوبندی علماء کے قلم سے ثابت ہو گیا۔ کہ یہ سب دیوبندی اکابر علماء انگریز کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے۔ جب ہی تو شبیر احمد عثمانی کو کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور شبیر احمد صاحب عثمانی کی زبانی یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ یہ سب دیوبندی کانگریسی علماء بھی ہندوؤں کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے۔ جب ہی تو پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے

مگر ناکام رہے اور ذلیل ہوئے۔

دیوبندی علماء کا علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی پر ابوجہل کا فتویٰ

یہ بھی عثمانی صاحب کی زبانی سنیئے۔ عثمانی صاحب نے فرمایا۔ کہ دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کیئے۔ جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا۔ اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ آپ حضرات نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دارالعلوم کے تمام مدرسین مہتمم اور مفتی سمیت (باستثنا ایک دو کے) بالواسطہ یا بلاواسطہ مجھ سے نسبت تلمذ رکھتے ہیں۔ دارالعلوم کے طلباء نے میرے قتل تک کے حلف اٹھائے۔ اور وہ فحش اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے کہ اگر ہماری ماں بہنوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جائیں کیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ملامت کا کوئی جملہ کہا۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ بہت سے لوگ ان کمینہ حرکات پر خوش ہوتے تھے۔ مکالمۃ الصدرین صد ۲۱

دیوبندی حضرات کے پیر سیّد احمد و مولوی اسمٰعیل صاحب نے پہلا جہاد مسلمانوں پر کیا تھا

حضرت مولوی رشید احمد گنگوہی نے اس سلسلہ میں فرمایا۔ کہ حافظ جانی ساکن انبیٹھ نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ کہ ہم قافلہ میں ہمراہ تھے۔ بہت سی کراماتیں وقتاً فوقتاً حضرت سیّد صاحب سے دیکھیں۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی اور مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی

اور محمد حسین صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے۔ اور یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے۔ سید صاحب نے پہلا جہاد مسمی یار محمد حاکم یاغستان سے کیا تھا۔ تذکرۃ الرشید حصہ دوئم صفحہ ۲۷

ناظرین حضرات۔ کیا آپ بتا سکیں گے کہ اسمٰعیلی جہاد سکھوں کے ساتھ تھا یا حاکم یاغستانی یار محمد خان کے ساتھ تھا۔ اور یہ بھی انصاف کی عینک لگا کر بتائیں کہ یار محمد خان یہ کسی مسلمان کا نام ہے یا کسی سکھ کافر کا؟ اور یہ حوالہ ارواح ثلاثہ صفحہ ۱۵۱ پر بھی لکھا ہوا ہے۔

ایک انگریز سیّد صاحب اور مجاہدین کیلئے کھانا لے کر آیا

لیجئے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

" اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں۔ حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا۔ کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انگریز گھوڑے پر سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا۔ کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم کو یہاں کھڑا کر دیا تھا۔ کہ آپ کی اطلاع کریں آج انہوں نے اطلاع دی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلہ کے ساتھ تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں۔ یہ اطلاع پا کر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ سیّد صاحب نے حکم دیا۔ کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے۔ کھانا لے کر قافلے میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور انگریز دو تین گھنٹے ٹھہر کر چلا گیا۔ سیرت سیّد احمد حصہ اول مرتبہ مولوی ابو الحسن ندوی صفحہ ۱۹۰ بحوالہ دیوبندی

علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہ الٹی منطق سمجھ میں نہ آئی۔ کہ جہاد کے لئے تو سیّد صاحب اور مولوی اسمعیل جا رہے ہیں۔ مگر راشن کا انتظام انگریز بہادر کے ہاتھ ہے۔ انگریز دس یا پانچ منٹ نہیں بلکہ مسلسل تین گھنٹے تک امیر کاروان سید صاحب، کی خدمت میں حاضر رہا۔ بڑا غضب کیا مولوی سید ابوالحسن علی ندوی نے جنہوں نے اُس گفتگو کا تذکرہ نہ کیا۔ غالباً یہ بات ان کے علم میں بھی نہ ہو گی۔ کہ انگریز اور پادری صاحب کے درمیان کیا گفتگو رہی۔ شاید یہی وہ مقام ہے۔ جس کے لئے کسی شاعر نے کہا

ع یہ وہ نازک حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

مگر مولوی علی ندوی کو اتنی تو صراحت کر دینی تھی۔ کہ انگریز کس قسم کا کھانا لایا تھا۔ انگریز کے یہاں تو خنزیر اور جھٹکے کا گوشت دونوں ہی درست ہیں۔ نہیں معلوم وہ کیا لایا تھا۔ اور سید صاحب اور ان کے ہمراہی حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر چٹ کر گئے۔ خون کے آنسو حصہ اوّل صہ ۲۱

یہ تو تبصرہ تھا نظامی صاحب کا۔ لیکن میرے لئے اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں ابھی تو کل کی بات ہے۔ کہ دیوبند میں صد سالہ جشن منایا گیا۔ سنجے گاندھی نے پچاس ہزار دیوبندی علمار کو پلاسٹک کے لفافوں میں کھانا دیا اور تین روز تک مسلسل دیوبندی مولوی پلاسٹک کے لفافوں میں کھانا لے کر کھاتے رہے۔ اور حرام حلال کی تمیز کئے بغیر صفا چٹ کر گئے ان کے نزدیک تو صرف (گیارہویں) کا کھانا حرام ہے۔ لیجئے حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

" اندرا گاندھی کے بیٹے سنجے گاندھی نے علیحدہ علیحدہ مفت کھانے کا وسیع

انتظام کر رکھا تھا۔ سنجے گاندھی نے تقریباً پچاس ہزار افراد کو تین دن کھانا دیا۔ جو پلاسٹک کے لفافوں میں بند ہوتا تھا۔ اخبار امروز ۹ اپریل ۱۹۸۰ء

ملک پشاور میں سیّد صاحب کی حکومت کا لرزہ خیز انجام

(مرزا حیرت دہلوی وہابی دیوبندی کے قلم سے)

سید صاحب نے صدہا غازیوں کو مختلف عہدوں پر مقرر فرمایا تھا کہ وہ شرع محمدی کے موافق عمل درآمد کریں۔ مگر ان کی بے اعتدالیاں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ وہ بعض اوقات نوجوان خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کر لیں اور بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ عام طور پر دو تین دو شیزہ لڑکیاں جا رہی ہیں۔ مجاہدین میں سے کسی شخص نے انہیں پکڑا اور زبردستی مسجد میں لے جا کر نکاح پڑھا لیا۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مجاہدین میں سب طرح کے آدمی تھے۔ بُرے بھی اور بھلے بھی۔ بلکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ بُرے زیادہ اور بھلے کم تھے۔ کبھی علانیہ طور پر سید صاحب کے کسی ساتھی کو سزا نہیں دی گئی۔ حالانکہ اکثر ناجائز افعال ان سے سرزد ہوا کرتے تھے۔ یہ محض ناممکن تھا۔ کہ نوجوان عورت رانڈ ہو کے عدت کی مدت کے گزر جانے پر بے خاوند بیٹھی رہے اس کا جبراً نکاح کیا جاتا تھا خواہ اس کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ پشاور میں بڑے بڑے سرداروں میں نکاح ثانی کی رسم نہ تھی اور اسے سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ یہ مانا کہ نکاح ثانی قرآنی حکم ہے۔ مگر جس ناگوار طریقہ سے وہ پبلک کے آگے پیش کیا گیا تھا۔ وہ ناقابل برداشت تھا۔ ایک نوجوان خاتون نہیں چاہتی کہ میرا نکاح ثانی ہو۔ مگر مجاہد صاحب

زور دے رہے ہیں۔ نہیں ہونا چاہیئے۔ آخرماں باپ اپنی نوجوان لڑکی کو حوالہ مجاہد کرتے تھے اور ان کو کچھ چارہ نہ تھا۔ ایک ایک چھوٹے چھوٹے ضلع قصبہ گاؤں میں ایک ایک عمال سید صاحب کی طرف سے مقرر ہوا تھا۔ وہ بے چارا جہانداری کیا خاک کرسکتا۔ الٹے سیدھے شریعت کی آڑ میں نئے نئے احکام بے چارے غریب کسانوں پر جاری کرتا تھا۔ اور وہ اُف نہ کرسکتے تھے۔ کھانا پینا۔ بیٹھنا۔ اٹھنا شادی بیاہ کرنا سب ان پر حرام ہوگیا تھا۔ نہ کوئی منتظم تھا نہ کوئی دادرس تھا۔ معمولی باتوں پر کفر کا فتویٰ ہوجانا کچھ بات نہ تھا۔ کاش مولانا شہید پشاور کے عامل ہوتے تو پشاوریوں پر یہ ظلم نہ ہوتا۔ ذرا کسی کی لبیں بڑھی ہوئی دیکھیں۔ اس کے لب کترا دیئے۔ ٹخنوں سے نیچے تہبند دیکھی۔ ٹخنہ اڑوا دیا۔ تمام ملک پشاور پر آفت چھارہی تھی۔ انتظام سلطنت ان مسجد کے ملاؤں کے ہاتھ میں تھا جن کا جلیس سوائے مسجد کے دلو درسن کے کبھی کچھ نہ رہا تھا۔ اور اب ان کو منتظم امور سلطنت بنا دیا گیا تھا۔ اور پھر غضب یہ تھا۔ کہ ان پر کوئی حاکم مقرر نہ تھا۔ کہ پبلک ان کی اپیل اعلےٰ احکام کے آگے پیش کرے۔ ان ہی بے دماغوں کے فیصلے ناطق سمجھے جاتے تھے اور تسلیم کرلیا جاتا تھا۔ کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اس میں کوئی بات بھی قابل تنسیخ اور ترمیم نہیں۔ کیسا ہی پیچیدہ مقدمہ ہوتا تھا اسکی گھڑی بھر بھی تحقیق نہ کی جاتی تھی۔ نہ اس پر غور کیا جاتا تھا۔ بس ملاّں جی کے سامنے گیا اور انہوں نے جھٹ سے فیصلہ دے دیا۔ کون جھک جھک کرے۔ اور کون تحقیق کی تکلیف برداشت کرے۔ سیّد صاحب کی خدمت میں شکایتوں کی عرضیاں گزر رہی تھیں۔ مگر کچھ بھی پرسشش نہ ہوتی تھی۔ آپ کو یقین تھا۔

شریعت کے ارکان کی پابندی کرنے کے چونکہ یہ لوگ عادی نہیں ہیں۔ اور اب انہیں پابندی کرنی پڑتی ہے اس لئے یہ ہمارے آدمیوں سے ناراض ہوتے ہیں۔ مولانا شہید خاموشی سے اس بے انتظامی کو دیکھ رہے تھے۔ اور سکتہ میں تھے۔ کہ دیکھئے اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

غرض ایک عام ناراضی اُن نئے منتظموں کی طرف سے تمام ملک پشاور میں پھیل گئی۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ باہم ان کے قتل کی سازشیں ہونے لگیں۔ تاہم ابھی بہت کچھ رعب کی دھاک بندھی ہوئی تھی اور رئیسوں پر سکہ جما ہوا تھا۔ وہ ابھی اِن خون خوار سازشوں میں جو منتظموں کے خلاف کی جاتی تھیں شریک نہ تھے۔ گو ان کے تیور بھی بدلنے لگے تھے۔ پھر بھی ان میں سنجیدہ سکوت حکمرانی کر رہا تھا۔

آتش فشاں فتویٰ اور خطرناک انجام

بدقسمتی سے ایک نیا گل کھلا۔ گل کیا کھلا گویا غازیوں یا مجاہدوں کی زندگی کے شیرازہ کو اس نے پراگندہ کر دیا۔ یا ہم یہاں کے کل عمّال نے جن کی تعداد ہزار سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ ایک فتویٰ مرتّب کیا اور اسے پوشیدہ مولوی اسمٰعیل کی خدمت میں بھیج دیا۔ فتویٰ کا مضمون یہ تھا۔ کہ بیوہ کا نکاح ثانی فرض ہے یا نہیں۔ مولانا شہید کیا واقف تھے۔ کہ ملک پشاور میں یہ آگ پھیل رہی ہے۔ اور اس وقت اس فتویٰ کی اشاعت سخت غضبناک ہوگی۔ آپ نے سادہ طور پر اس پر اپنی مہر کر دی۔ اور سید صاحب کی بھی اس پر مہر ہو گئی۔

ناظرین کرام۔ اب ذرا سیّد صاحب کی مُہر کا نقشہ اور شہید بالاکوٹ کی مہر کا نقشہ بھی ملاحظہ فرمالیجئے اور پھر انصاف سے بتائیے کہ کیا یہ دونوں حضرات

اُمّتی تھے؟ یا مقام نبوت کے متلاشی تھے۔

سید صاحب کی مہر کا نقشہ | مولوی اسمٰعیل صاحب کی مہر کا نقشہ
اسمہ احمد | واذکر فی الکتاب اسمٰعیل

حوالہ ملاحظہ ہو۔

" سید صاحب نے نئے طور سے اپنی مہر کندہ کرائی جس پر مذکورہ بالا اسم شریف لکھا ہوا تھا۔ مولانا شہید نے بھی ایک مہر کندہ کرائی۔ اس پر یہی آیتہ کریمہ لکھی ہوئی تھی۔ "حیات طیبہ" مرزا حیرت دہلوی وہابی دیوبندی صد ۲۸۳

دیکھ لیا۔ ناظرین کرام نے مہروں کا نقشہ۔ گویا پیر و مرید دونوں نے جناب حضرت احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے متعلق دونوں آیتوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ اسی بے ادبی کی وجہ سے سید صاحب و اسمٰعیل کی حکومت تباہ و برباد ہوئی۔ پہلے سے ہی یہ لوگ شان رسالت میں بے ادبی اور گستاخی کی عبارتیں کتابوں میں لکھ چکے تھے۔ اب ہزاروں مسلمانوں کا خون اپنے ذمہ لے کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جیسے آگے چل کر بیان کیا جائے گا۔ اور جو حوالے پیش کئے جائیں گے۔ وہابی دیوبندی حضرات کی کتابوں سے نقل کئے جائیں گے۔ تاکہ ان کے گھر کی بات ان کے گھر میں ہی رہے اور اہل سنت و جماعت کے علماء کے خلاف بدعت و شرک کے فتوے لگانے والے اپنے گھر ہی کی تلاشی لینے میں مصروف رہیں۔

پشاور شہر کے قاضی صاحب کا حکم اور خوفناک انجام

ہزاروں مسلمانوں کا قتل

اور پھر وہ فتویٰ قاضی شہر پشاور سید مظہر علی صاحب غازی کو بھیج دیا گیا۔ انہوں نے اس فتویٰ کی اشاعت ہی پر قناعت نہ کی۔ بلکہ یہ اعلان دے دیا۔ کہ تین دن کے عرصہ میں ملک پشاور میں جتنی رانڈیں ہیں۔ سب کے نکاح ہو جانے ضرور ہیں۔ ورنہ اگر کسی گھر میں بے نکاح رانڈ رہ گئی۔ تو اس گھر کو آگ لگا دی جائیگی۔ اس اعلان کا شائع ہونا تھا۔ تمام ملک مجاہدین کے خلاف شمشیر بدست ہو گیا۔ بہت دھوم دھام سے سازشیں ہونے لگیں اور ایک عام کہرام ملک پشاور میں مچ گیا۔ بڑے بڑے خوانین جو اپنی رانڈ لڑکیوں کا نکاح کرنا... سخت عیب خیال کرتے تھے بڑے افروختہ ہوئے اور انہوں نے باہم یہ مشورہ کیا کہ تین دن کی مدت میں ان سب کو تہ تیغ کر ڈالو۔ مجاہدین نے بھی آخر وقت میں جا کے جب سب سامان ہو چکا تھا۔ ان کے تیور پہچانے۔ اور وہ خائف ہو کر سیّد صاحب کو لکھنے لگے۔ کہ یہاں یہ کیفیت نظر آتی ہے۔ سیّد صاحب کچھ ایسے بے پرواہ ہو گئے تھے کہ انہوں نے کچھ بھی خیال نہ کیا۔ نہ مخبروں کی خبروں پر کچھ توجہ کی۔ جو دم بدم یہ پرچہ گزار رہے تھے کہ آپ جلد فوج لے کر اسطرف روانہ ہوں۔ ورنہ خاتمہ ہی ہوا چاہتا ہے۔ سیّد صاحب نے مطلق توجہ نہیں کی آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حاکم اعلیٰ مولوی سید مظہر علی صاحب جو اس آتش فشاں فتویٰ کے بانی مبانی اور اشاعت دہندہ تھے اور جنہیں سیّد صاحب نے بڑے اعتبار اور

بھروسہ سے مقرر کیا تھا۔ سلطان محمد حاکم پشاور کے دربار میں بلائے گئے اور فوراً
ان کا سر قلم کیا گیا۔ اور عام حکم دیدیا گیا۔ کہ ایک ایک مجاہد کو قتل کیا جائے۔ ساری
رات میں کل مجاہدوں کی جو بطور منتظم مختلف حصص میں متعین تھے۔ گردنیں اڑا
دی گئیں اور نہایت بے کسی کی حالت میں ان میں سے اکثر سڑکوں پر بکروں
کی طرح لٹا کے ذبح کئے گئے۔ حیات طیبہ صد ۲۸۳

یہ خونی خبر وحشت ناک آگ کی طرح پنجتارہ میں سید صاحب کے گوش
حقیقت نیوش میں بھی پہنچی۔ آپ نے یہ خبر گوش گزار فرما کے خون کے آنسو
رودئیے اور ایسا صدمہ ہوا۔ کہ کل ارادے پست ہو گئے اور ایسی مایوسی چھائی
کہ انتقام کی بھی ہمت نہ رہی۔ پیارے شہید کا دل سب سے زیادہ ٹوٹ گیا تھا
اور وہ سخت حرمانی کی بھری ہوئی نظروں سے چاروں طرف تکنے لگے۔ اب
کیا تھا۔ کمر ٹوٹ چکی تھی۔ اور پیروں کے نیچے سے زمین نکل چکی تھی۔ ظاہر تھا۔
کہ کئی برس خون پسینہ ایک کرکے پنجاب کے بڑے حصہ پر سکہ بٹھایا تھا اور
وہ آناً فاناً یوں خیرباد ہو گیا۔ کثیر التعداد مجاہدین کا مارا جانا بھی قہرناک تھا۔ اور
پشاور کا ملک چھن جانا تو سب سے ہی زیادہ خونی اثر پیدا کرنے والا تھا۔
ان تمام ناگفتہ بہ غمناک صورتوں نے مولانا کو بٹھا دیا۔ اور پھر اس شہر میں بھی
یہ اولوالعزمی نہ رہی کہ وہ اپنے دوستوں کا عوض لیتا۔ اب اس نے اپنی
شکستہ دلی اور سخت مایوسی کی حالت میں اپنے آپ کو بالکلیۃً اپنے محترم پیر
کے حوالہ کر دیا۔ کہ جو کچھ یہ چاہے۔ جو کچھ یہ کرے۔ اس کا ساتھ دو۔ خود
کوئی بات سوچنا اور مشورہ دینے کا کام نہیں ہے۔ سید صاحب مولانا

شہید سے بھی زیادہ شکستہ خاطر تھے۔ آپ نے یہی بہتر جانا۔ کہ اس ملک پنجاب کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ ہر چند لوگوں نے سمجھایا۔ مگر آپ نے نہ مانا۔ اور کہا۔ جہاں میرا خدا چاہے گا لے جائے گا۔ میں چلا جاؤں گا۔ حیات طیبہ صفحہ ۲۸۰ تا صفحہ ۲۸۴ از مرزا حیرت دہلوی۔ مطبع معارف پریس لاہور اگست ۱۹۷۶ء

ناظرین کرام! دیکھا آپ نے شہید بالاکوٹ کی حکومت کا نقشہ ایک ہی فتویٰ ایسا جاری کیا۔ جس سے ایک ہی رات میں ہزاروں مجاہدین کو قتل کروا دیا۔ اور وہ بھی مسلمان پٹھانوں کے ہاتھ سے۔ اللہ اکبر! یہ کونسی شریعت کے مطابق فتویٰ تھا۔ جس پر شہید بالاکوٹ نے مہر کر دی اور سید صاحب سے بھی مہر کروا دی۔ اور ہزاروں آدمیوں کا خون اپنے ذمہ لیا۔ اللہ اکبر یہ کونسی شریعت تھی؟ جس کی رُو سے یہ حکم جاری کیا گیا۔ کہ تین دن کے اندر سارے ملک پشاور میں جس قدر بیوہ عورتیں ہیں سب کے نکاح ہو جانے ضروری ہیں۔ ورنہ جس گھر میں کوئی بیوہ عورت بغیر نکاح کے رہ گئی۔ اس گھر کو آگ لگا دی جائے گی۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اور مصنف کتاب بھی شہید بالاکوٹ کے عاشق زار ہیں۔ جابجا آپ کو پیارے شہید کا لقب دے رہے ہیں۔

یورپین مؤرّخ کا بیان

اب اسی کتاب سے ایک انگریز مورخ کا حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے

ایک یورپین مورخ اس افسوس ناک واقعہ کی نسبت یہ تحریر کرتا ہے۔ سید احمد صاحب نے یہ ضرورت سمجھی کہ وہ اپنے ہندوستانی پیرواں کو اپنے فضل وکرم

سے نہال کر دیں۔ جن کا ان پر کامل بھروسہ تھا۔ پہلے آپ نے اپنے کو سرحدی لوگوں سے (دہ یکی) عشر لینے میں محدود کیا۔ اس امر کو انہوں نے خفیف استکراہ سے برداشت کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم سے دہ یکی نیک کام میں خرچ کرنے کے لئے لی جاتی ہے۔ مگر جب سید صاحب کے پیروان دہ یکی سے گذر کر زیادہ لینے لگے۔ تو سرحدی لوگ سخت برہم ہوئے۔ اور جس کا نتیجہ سید صاحب کے لئے بہتر نہیں ہوا۔ سید صاحب کا مزاج صلح کل حاکمانہ امتزاجی عنصر اپنے میں بہت کم رکھتا تھا۔ بلکہ اس میں سخت تعصب اور فتنہ انگیزی (استغفر اللہ) آمیز ہو رہی تھی۔ جس نے اس حیرت انگیز اثر کو جو سرحدی لوگوں پر ہوا تھا۔ آناً فاناً میں ملیامیٹ کر دیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا۔ کہ میری قوت زوال پذیر ہو رہی ہے۔ آپ نے اور بھی زیادہ سرحدی لوگوں پر سختی کی۔ اور ان کے ساتھ سخت انسانیت سوز برتاؤ کیا۔ جس نے سرحدیوں کی اس بے نظیر محبت کی دوشیزہ نازک لڑکی کو مجروح کیا۔ جس نے ان پر غضب کا عجیب افسوں پھونکا تھا۔ آپ نے پہاڑی آدمیوں کی شادی بیاہ کی رسوم میں دست اندازی کی۔ جو اپنی لڑکیاں بڑے بڑے امیروں کو پیسے کے لالچ میں بیاہ دیتے تھے۔ یا یہ کہو کہ ان کے ہاتھ فروخت کر ڈالتے تھے اور چونکہ آپکے ساتھی غریب الوطن تھے۔ اور اب انہیں جوروؤں کی بھی خواہش تھی۔ تو آپنے ایک فرمان جاری کیا۔ کہ جتنی کنواری لڑکیاں ہیں۔ وہ سب ہمارے لیفٹیننٹ کی خدمت میں مجاہدین کیلیئے حاضر کی جائیں گی۔ اگر ان کی شادی بارہ دن میں نہ کر دیگئی۔ قوم کی قوم اس اعلان سے بھڑک اٹھی اور اس نے ہندوستانی آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ سید صاحب بڑی دقت سے جان بچا کر بھاگے۔

حیات طیبہ ص ۲۸۶-۲۸۷

سیّد صاحب جہاد سے فرار ہو گئے

ایک شخص نے بیان کیا۔ کہ مجھے بخار تھا۔ اسی حالت میں مَیں نے تین شخصوں کو جاتے دیکھا۔ جن میں ایک سید صاحب تھے۔ میں نے غل مچایا کہ حضرت آپ ہم کو کہاں چھوڑ گئے اور کیوں ہم سے علیحدہ ہو گئے؟ سب لوگ آپ کے راہ براہ ہیں۔ میرے غل مچانے پر حضرت سید صاحب نے منہ پھیر کر مجھے دیکھا کچھ جواب نہ دیا اور چلے گئے۔ میں بوجہ سخت بیماری کے اٹھ نہ سکا۔ غل مچایا کیا۔

دوسرے شخص نے بیان کیا۔ کہ ہم انہی دنوں سید صاحب کو ایک پہاڑ میں تلاش کر رہے تھے۔ دفعتہً کچھ فاصلے پر گڑگڑاہٹ سنا۔ میں وہاں گیا۔ تو دیکھوں کہ سید صاحب اور ان کے دو ہمراہی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام و مصافحہ کیا۔ اور عرض کیا۔ کہ حضرت کیوں غائب ہو گئے۔ سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں مجبور ہو کر ہم نے فلاں شخص کو اپنا خلیفہ بنا لیا ہے۔ اور ان سے بیعت کی ہے۔ آپ نے اس پر تحسین کی اور فرمایا ہم کو اب غائب رہنے کا حکم ہوا ہے۔ اس لئے ہم نہیں آسکتے" اتنا فرما کر قافلہ والوں کی خیریت اور حالات پوچھے اور پھر روانہ ہو گئے۔ میں نے بھی ہمراہ ہونے کے لئے عرض کیا۔ تو منع فرمایا۔ اور کوشش کر کے جو میں نے پیچھے چلنا چاہا۔ تو میرے ہاتھ پاؤں وزنی ہو گئے۔ میں تو کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ حیران اور مایوس تھا۔ کہ یا اللہ کیسے چلوں اور حضرت سیّد صاحب معہ ہمراہیاں نظر سے غائب ہو گئے۔

تیسرے ایک اور شخص نے بیان کیا۔ کہ سیّد صاحب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے

ہم ایک گاؤں میں ایک جگہ اُترے وہاں دریافت کرنے سے معلوم ہُوا۔ کہ یہ قبر جو گرائی ہوئی تازہ پڑی ہے۔ اس کو سید صاحب ابھی گرواکر گئے ہیں۔ کیونکہ ونچی تھی۔ ادھر ادھر دیکھا تو کہیں پتہ نہ لگا۔ "تذکرۃ الرشید صلا۲۷ مصنفہ عاشق الٰہی میرٹھی

ناظرین کرام! دیکھا آپ نے تذکرۃ الرشید کی عبارت سے صاف صاف ظاہر ہے۔ کہ سید صاحب سکھوں کے مقابلہ میں جہاد سے بھاگ گئے۔ اور جس کتاب کا میں حوالہ پیش کر رہا ہوں۔ اس کے مصنّف عاشق الٰہی میرٹھی ہیں۔ جو پکے دیوبندی اور مولوی رشید احمد صاحب کے عاشق زار ہیں۔ جو ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ سیّد احمد صاحب جہاد سے فرار ہو گئے تھے۔ خدا جانے کہیں پہاڑوں میں جا کر مر گئے ہوں گے۔ اب ملاحظہ فرمائیے۔ شیخ الحدیث صفدر صاحب کیا تحریر فرما رہے ہیں۔

بالاکوٹ میں دریا کے کنارے پر جامع مسجد کے قریب مختصر سے قبرستان میں حضرت سید احمد شہید علیہ الرحمتہ کی قبر ہے۔ اب ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی احمد علی صاحب لاہوری کیا فرماتے ہیں۔ آپ سے علامہ افغانی نے دریافت فرمایا کہ حضرت کیا وجہ ہے۔ کہ سید صاحب جو شیخ اور مرشد ہیں۔ کہ قبر پر انوار مولانا شہیدؒ کے قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں واقعہ یہ ہے کہ میں نے صاحب قبر سے دریافت کیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ میں سیّد احمد شہید نہیں ہوں میرا نام سیّد احمد ہے۔ میں مولانا شہید کا مرشد نہیں۔ لوگوں نے مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے۔

رسالہ خدام الدین لاہور شیخ التفسیر نمبر ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۴۴

اب حیات طیبہ کا ایک حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ مرزا حیرت دہلوی

کیا فرماتے ہیں۔ سید صاحب قلب لشکر میں نہ پہنچے تھے کہ ایک گولی آپ کی ٹانگ میں لگی۔ آپ گولی کے صدمہ سے جھک رہے تھے کہ ایک گولا صاف آپ کی باڈی گارڈ میں سے آپ کو اڑا لے گیا۔ جس سے بولائے ہوئے مجاہدین کو یہ معلوم ہوا۔ کہ سید صاحب مجسم آسمان پر بلالئے گئے ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے۔ بہت سے لوگوں کا یہ بھی مقولہ ہے۔ کہ سید صاحب کے ساتھ مولانا محمد اسمٰعیل بھی آسمان پر چلے گئے۔ مگر یہ خبر معتبر معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے دن شیر سنگھ نے ان دونوں بزرگوں کی نعشوں کو شناخت کرا کے نہایت عزت کے ساتھ انہیں بالاکوٹ ہی میں دفن کرا دیا۔ مولانا شہید کی قبر تو موجود ہے اور سید احمد کی قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح مشتبہ ہے۔ حیات طیبہ مصنفہ مرزا حیرت دہلی دہلوی ص ۴۴۳

مولوی اسمٰعیل صاحب سید صاحب کو لیکر جہاد سے بھاگ نکلے

مولانا شہید نے پہلے سکھوں کے خونخوار حملہ کو روکا۔ مگر جب دیکھا کہ سید صاحب تو بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور ان کا ہاتھی جنبش نہیں کھاتا۔ اور وہ عنقریب سکھوں کے قبضہ میں آنے کو ہیں۔ آپ نے میدان سکھوں کے ہاتھ سونپ کے سید صاحب کو سنبھالا۔ اور بامشکل کئی آدمیوں کی مدد سے آپ کو گھوڑے پر بٹھا کے صاف میدان جنگ سے نکل آئے۔ جب مجاہدین نے سید صاحب اور مولانا شہید کو اپنے میں نہ پایا۔ ان کے پیر بھی اکھڑ گئے۔ نہ کوئی کمانڈر تھا۔ نہ انہیں کوئی خالد جیسا لڑانے والا اور نہ مثنیٰ جیسا حملہ آوروں کے پنجہ سے نکالنے والا تھا۔ جدھر ان کا سینگ سمایا۔ سراسیمہ ہو کر بھاگے۔ سکھوں نے تعاقب کیا۔ اور مظلوم مسلمانوں

کو نہایت بے بسی کی حالت میں قتل کیا۔ ان کا سامان لٹ رہا تھا۔ اور ان کی جانیں ضائع ہو رہی تھیں۔ ادھر سید صاحب کو لینے کے دینے پڑ رہے تھے اور ادھر مجاہدین کی جانوں پر بن رہی تھی۔ بہت سے مسلمان سکھوں نے قید کر کے لاہور روانہ کیئے۔ جہاں وہ نہایت بے رحمی سے قتل کیئے گیئے۔ حیات طیبہ ص ۴۲۶

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں۔ یہ اسمٰعیلی جہاد۔ ہزاروں مسلمان سکھوں کے حوالے کر کے اسمٰعیل صاحب، سید صاحب کو گھوڑے پر بٹھا کر میدان جہاد سے بھاگ نکلے۔ جیسا کہ وہابی مرزا حیرت دہلوی نے لکھا ہے۔ شاید جہاد سے جان بچا کر بھاگ جانا ہی شہادت کا مرتبہ دلاتا ہوگا۔

سرفراز صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے۔ کہ آپ نے ہندوستان کو دارالسلام لکھا ہے۔ عبارات اکابر کے صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں۔ کہ انگریز کے ظالمانہ اور جابرانہ دور کے ہندوستان کو دارالاسلام ثابت کرنا بھی اسی کی ایک کڑی تھی۔ چنانچہ خان صاحب فخریہ طور پر لکھتے تھے۔ کہ ہندوستان بفضلہ دارالاسلام ہے + اس کا جواب تو حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی نے پیش لفظ میں نہایت وضاحت کے ساتھ تحریر فرما دیا ہے۔ اور دیوبندی اکابر علماء کے قلم سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بھی ہندوستان کو دارالاسلام لکھ چکے ہیں۔ لیکن میں یہاں گگھڑوی کی مزید تسلی کے لئے ایک حوالہ غیر مقلد حضرات کے امام آخر الزمان نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی کتاب ترجمان وہابیہ سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

علماء اسلام کا اسی مسئلہ میں اختلاف ہے۔ کہ ملک ہند میں جب سے حکام دالامقام فرنگ فرمان روا ہیں۔ اس وقت سے یہ ملک دارالحرب ہے۔ یا دارالاسلام۔ حنفیہ جن سے یہ ملک بالکل بھرا ہوا ہے۔ ان کے عالموں اور مجتہدوں کا تو یہی فتویٰ ہے کہ یہ دارالاسلام ہے۔ ترجمان وہابیہ صہ ۱۵

اور سنیئے ایک اور حوالہ اسی کتاب سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کے نواب صاحب کیا فرماتے ہیں۔ اس وقت مولوی عبداللطیف خان بہادر مجسٹریٹ کلکتہ نے اس خیال کے رد میں عام مسلمانوں کی طرف سے ایک رسالہ مشتہر کیا تھا اور اس میں عام اطراف ہندوستان کے عالموں اور نیز علماء مکہ

مدینہ وغیرہ کے فتوے نقل کیے تھے۔ جس سے سرکار کو معلوم ہو جاوے کہ تمام فتویٰ مذکورہ کی رو سے کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت ناجائز ہے اور کسی شخص کو شیئت موجودہ پر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہ رہے۔ ترجمان وہابیہ صد ۴۸

کیوں جناب گکھڑوی صاحب اب بھی تسلی ہوئی یا نہ۔ دراصل یہ گکھڑوی صاحب کی لاعلمی کی زبردست دلیل ہے۔ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی مخالفت میں دیوانہ وار قلم چلا رہے ہیں اور اپنے گھر کی تلاشی لئے بغیر اندھا دھند اوراق سیاہ کر رہے ہیں۔ اور یہ نہیں خیال فرماتے کہ مجھے اس میں ندامت اٹھانی پڑے گی۔ جب آپ کے سب علماء مقلد و غیر مقلد ہندوستان کو دارالاسلام لکھ چکے ہیں۔ تو پھر اعلیٰ حضرت کا کیا قصور ہے؟ افسوس تو اس بات پر ہے کہ سرفراز صاحب اپنے اکابر علماء کی کتابوں سے بھی ناواقف ہیں اور جو شخص اپنے اکابر علماء کی کتابوں سے ہی ناواقف ہو۔ وہ اپنے اکابر علماء کی کفریہ عبارات کو اسلامی کیسے بنا سکے گا۔

اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔

مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ (تذکرۃ الرشید جلد دوم ص۱۷ مصنفہ عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی)

ناظرین کرام۔ اب اسی کتاب سے ایک حوالہ اور نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمایئے کہ مولوی عاشق الٰہی صاحب کیا فرماتے ہیں۔

"مولوی اشرف علی صاحب کے پاؤں دھو کر پینا نجات کا سبب ہے"

واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول ص۱۱۳)

ناظرین کرام یہ دونوں حوالے میں نے تذکرۃ الرشید کتاب سے من وعن نقل کر دیئے ہیں۔ کوئی کمی بیشی نہیں کی جس کا دل چاہے۔ تذکرۃ الرشید کتاب سے خود ملاحظہ فرمالے اگر کسی صاحب کو یہ کتاب نہ مل سکے تو میرے پاس تشریف لاکر ملاحظہ فرمالیں۔ کیونکہ میں نے اس کتاب میں سب حوالے اکابر علمائے دیوبند کی کتابوں سے ہی نقل کئے ہیں۔ اور میرے پاس یہ سب کتابیں موجود ہیں۔ جس کا دل چاہے تشریف لاکر ملاحظہ فرمالیں۔ تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جائے۔

قارئین کرام۔ غور فرمائیں۔ گنگوہی صاحب نے دعوٰے تو بہت بلند

فرمایا ہے۔ لیکن اس دعوے کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے۔
اور دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہوتا ہے قرآن شریف سے تو یہ ثابت ہوتا ہے
کہ ہر زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام کی اتباع پر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ رسالت سے
لے کر قیامت تک ہدایت و نجات موقوف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی اتباع پر۔ لیکن گنگوہی صاحب اس کے برعکس فرما رہے ہیں۔ کہ ہدایت و
نجات موقوف ہے میرے اتباع پر حالانکہ گنگوہی صاحب کو اپنی نجات کا بھی
علم نہیں۔ کیونکہ وہ معصوم نہیں۔ پس یہ دعویٰ گنگوہی صاحب کا لغو اور باطل
ہے۔ اور قرآن شریف و حدیث پاک کے سراسر خلاف ہے۔

اب یہاں پر ایک عبارت تقویۃ الایمان سے نقل کرتا ہوں۔ دیکھیئے آپ کے
کے شہید بالاکوٹ کیا فرما رہے ہیں۔ یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ
کریگا۔ خواہ دنیا میں خواہ قبر میں۔ خواہ آخرت میں۔ سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم
نہیں۔ نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ تقویۃ الایمان ص۳۱

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک سب انبیائے
کرام و اولیاء عظام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کی حقیقت سے
معاذ اللہ بے خبر ہیں۔ تو گنگوہی صاحب کو اپنی ہدایت و نجات کا کیسے علم ہو
گیا؟ جو یہ فرما چکے ہیں کہ اس زمانہ میں ہدایت و نجات میرے اتباع پر موقوف
ہے۔ اس کا تو صاف صریح مطلب یہی ہوا۔ جو گنگوہی صاحب کی اتباع
کرے گا بس نجات اسی کی ہوگی یا پھر جو کوئی تھانوی صاحب کے پاؤں

دھو کر پی چکا ہے۔ اس کی نجات ہو گی۔ کیونکہ عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہہ رہے ہیں۔ کہ مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہ جن حضرات نے گنگوہی صاحب کی اتباع نہیں کی اور تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر نہیں پیئے ان کی نجات کیسے ہو گی۔ ناظرین کرام اب ان حضرات کا عقیدہ اور کردار ملاحظہ فرمائیے۔ دیوبندی علماء کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ اور انصاف کیجیئے۔

حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب عم محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہما نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید و شاگرد سب جمع تھے۔ اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے۔ اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں۔ کہ میاں کیا کر رہے ہو؟ لوگ کیا کہیں گے؟ حضرت نے فرمایا۔ لوگ کہیں گے۔ کہنے دو۔ ارواح ثلاثہ حکایت ص ۳۰۲ ص ۳۰۵ ص ۳۰۶

ناظرین کرام مندرجہ بالا عبارت کسی تبصرہ کی محتاج نہیں۔ شاید یہ مظاہرہ عام مجمع میں اس لئے کیا گیا ہو۔ کہ آپ کے مرید و شاگرد بھی اسی طرح آپ کے

نقش قدم پر چل کر ہدایت و نجات حاصل کر سکیں اور عام لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ ہدایت و نجات واقعی گنگوہی صاحب کی اتباع پر ہے اللہ اللہ یہ ہیں جناب تمام علمائے دیوبند کے قطب الارشاد امام ربانی حضرت گنگوہی صاحب۔ اب ایک حوالہ اسی عاشق صادق کا اور ملاحظہ فرمائیے۔

مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی تذکرۃ الرشید میں لکھتے ہیں۔ ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا۔ کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے۔ سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ (تذکرۃ الرشید ص ۲۸۹)

دیکھا جناب آپ نے عاشق صادق کا غلبہ عشق یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ خواب میں بھی مولوی قاسم صاحب ہی دکھائی دیتے ہیں۔

ناظرین کرام۔ یہ ہیں مربی خلائق۔ چنانچہ محمود الحسن صاحب دیوبندی مرثیہ ص ۱۰ میں گنگوہی صاحب کی شان میں لکھ چکے ہیں ؎

خدا اُن کا مربّی وہ مربّی تھے خلائق کے
میرے مولا میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربّانی

یہ جناب کسی معمولی آدمی کا فتویٰ نہیں۔ یہ تو جناب صدر دیوبند کا ارشاد ہے جو شرک و بدعت کی تلوار ہر وقت ہاتھ میں لئے پھرتے رہے ہیں۔ اور بات بات پر بدعت و شرک کے فتوے لگانے میں مصروف رہتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ یعنی عالمین کا رب خدا

تعالیٰ ہے۔ مگر دیوبندیوں کا عقیدہ صاف صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ خدا تو صرف گنگوہی صاحب کا رب ہے۔ اور باقی ساری مخلوق الٰہی کے رب مربّی مولوی رشید احمد صاحب ہیں۔ معاذاللہ۔ استغفراللہ۔ کیوں جناب دیکھا آپ نے۔ یہ ہیں پکے توحید پرست موحد۔ اور اگر مجازی عشق و محبت کا جلوہ دیکھنا ہو تو گنگوہ کی خانقاہ والا نظارہ دیکھ لیجئے۔ اور اوپر کے مضمون کو دوبارہ پڑھ کر اپنے قلب کو تسکین دے لیجئے۔ اگر اس سے بھی تسلّی نہ ہو تو تذکرۃ الرشید اٹھا کر خواب والی عبارت کو دوبارہ پڑھ لیجئے جس میں نانوتوی صاحب کو عروس کی صورت میں دکھایا گیا ہے اور گنگوہی صاحب کا ان سے نکاح بھی ہو چکا ہے اور آپس میں مرد و زن کی طرح ان دونوں کو فائدہ بھی پہنچ چکا ہے اور آپ حضرات اس بات کو بھی نہ بھول جائیں۔ کہ یہ وہی گنگوہی صاحب ہیں جو فرما رہے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں ہدایت اور نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ سبحان اللہ دعوٰی بھی ایسا کیا۔ کہ جو انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی مسلمان نے بھی اب تک نہ کیا ہو۔ اور نہ آئندہ کوئی مسلمان ایسا دعوی کرنے کی جرأت کر سکے۔

تقویتہ الایمان کتاب کی تعریف گنگوہی صاحب کی زبانی

ناظرین کرام۔ گنگوہی صاحب نے تقویتہ الایمان کے بارے یوں تعریف فرمائی

"اور تقویتہ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے۔" (فتاوٰی رشیدیہ جلد اول ص۲۰)

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں۔ تقویتہ الایمان کی کفریہ عبارتیں جو اوپر نقل کی گئی

ہیں۔گنگوہی صاحب کے نزدیک وہ سب عین اسلام ہیں۔حالانکہ یہ ساری کتاب ہی بے ادبیوں اور گستاخ عبارتوں سے بھری پڑی ہے۔اور گنگوہی صاحب فرمارہے ہیں۔کہ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور حدیث سے ہیں۔کیا کوئی دیوبندی علماء میں سے یہ بتا سکتے ہیں کہ جو اوپر عبارتیں کفریہ۔تقویۃ الایمان سے نقل کی گئی ہیں۔کس آیت شریف یا کس حدیث پاک کا ترجمہ ہیں۔اب سنیے وہابی حضرات کے متعلق گنگوہی صاحب کا کیا عقیدہ ہے۔فرماتے ہیں۔

"محمد عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں۔ان میں فساد آگیا ہے۔اور عقائد سب کے متحد ہیں۔اعمال میں فرق حنفی۔شافعی۔مالکی۔حنبلی کا ہے۔" فتاویٰ رشیدیہ۔رشید احمد گنگوہی جلد اول ص۱۱۱)

اب اس کے برعکس صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب کا ایک فتویٰ نقل کرتا ہوں۔ملاحظہ فرمائیں اور انصاف سے فیصلہ کریں۔

صدر دیوبند مولوی حسین احمد کا فتویٰ

صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتدا تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا۔ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ان کے قتل کرنے کو باعث

ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اسکی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اسکی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم باغی خونخوار اور فاسق شخص تھا۔ (شہاب ثاقب مصنفہ مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی صدر دیوبند ص۴۲)

ناظرین کرام۔ دیکھا آپ نے مولوی رشید احمد صاحب تو فرما رہے ہیں۔ کہ رشید احمد کی زبان سے حق ہی نکلتا ہے۔ اور اسی زبان سے محمد بن عبدالوہاب کی تعریف فرمارہے ہیں۔ اور اس کے برعکس صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب محمد بن عبدالوہاب کو ظالم و باغی خونخوار فاسق بتارہے ہیں۔ اب اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ کہ ان دونوں حضرات میں سے کون سچا ہے۔ کس کی اتباع پر ہدایت و نجات موقوف ہے۔ اور حیرت کی بات ایک یہ بھی ہے کہ یہی مولوی حسین احمد صاحب شہاب ثاقب میں گنگوہی صاحب کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں۔ پھر بھی گنگوہی صاحب کے خلاف فتویٰ دے رہے ہیں اور ڈنکے کی چوٹ سے نجدی کو ظالم و باغی خونخوار فاسق فرمارہے ہیں۔ خیر یہ تو ان کے گھر کا معاملہ ہے اس راز کو تو مصنف عبارات اکابر کے سوا کوئی کیا سمجھے؟ سوال تو صرف یہ ہے کہ کیا واقعی گنگوہی صاحب کی اتباع پر ہدایت و نجات موقوف ہے؟

خود سرفراز صاحب بھی المہند کا حوالہ دیتے ہوئے اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف زہر اگلتے ہوئے عبارات اکابر کے صفحہ ۱۲۶ پر لکھتے ہیں

مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں اس لئے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا۔ اور یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے ہے۔ علمار امت کو کافر کہتا رہتا ہے۔ جس طرح محمد بن عبدالوہاب کے وہابی چیلے اُمّت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انہیں کی طرح رسوا کرے۔ خیر یہ تو اللہ تعالےٰ ہی خوب جانتا ہے کہ قیامت کے میدان میں رسوا کون ہوگا؟ امید تو یہی ہے۔ کہ شان رسالت میں بے ادب گستاخ کفریہ عبارتیں لکھنے والے چھاپنے والے اور ان کفریہ عبارتوں کی حمایت میں کتابیں لکھنے والے قیامت کے میدان میں اپنی ذلت اور رسوائی خود اپنی آنکھوں ہی سے دیکھ لیں گے۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کسی مسلمان امتی کو کافر نہیں کہا۔ بلکہ کافر ہی کو کافر کہا ہے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے خود کافر ہو جاتا ہے۔ اور یہی فتویٰ آپ کے اکابر مولوی مرتضیٰ احسن صاحب کا ہے۔ کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ دیکھو اشد العذاب ص۱۴

پھر اعلیٰحضرت کا کیا قصور ہے؟ جب کہ آپ کے اکابر کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ بلکہ اُن اکابر علمار دیوبند کی ان کفریہ عبارتوں پر علمائے عرب و عجم کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ خود سرفراز صاحب بھی شان رسالت میں بے ادبی و گستاخی کرنے والے کو کافر بتا رہے ہیں۔ دیکھو عبارات اکابر ص۳۲، ۳۳ اور اسی زمانہ کے علمائے کرام نے علمائے دیوبند کی ان کفریہ عبارات کا رد کر دیا تھا۔ اور سینکڑوں کتابیں ان کفریہ توہین آمیز عبارتوں کے رد میں لکھی جا چکی تھیں۔

جناب سرفراز تو ابھی تشریف لا رہے ہیں۔ یہ اپنے اکابر کی توہین آمیز کفریہ عبارتوں کو اسلامی کیسے بنا سکیں گے؟ جبکہ وہ خود اپنی توہین آمیز

کفریہ عبارتوں کو اسلامی نہ بنا سکے اور نہ ان کفریہ عبارتوں سے توبہ کر سکے۔ اور مرتے دم تک بھی رجوع نہ کیا۔ بلکہ اپنی ضد ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔ اور یہ نہ سوچا کہ قیامت کے میدان میں شفاعت کے لئے بارگاہ رسالت میں کون سا منہ لے کر حاضر ہوں گے؟۔

اب سنیئے تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینا نجات اُخروی کا سبب ہے۔ جناب عاشق الٰہی نے تو یہ فیصلہ فرما دیا۔ کہ تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینے سے نجات اخروی ہو جائے گی۔ لیکن یہ بات نہیں بتائی کہ فقط تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینے سے ہی نجات ہو جائے گی یا نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ احکام شریعت پر عمل کرنا بھی ضروری ہوگا؟ اور یہ بھی نہیں بتایا کہ جب تھانوی صاحب دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو تھانوی صاحب کے کونسے مرید کے پاؤں دھو کر پینے سے نجات اخروی حاصل ہو سکے گی۔ اور عاشق الٰہی صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا۔ کہ کونسی قرآن شریف کی آیت سے یا کونسی حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینے سے نجات ہو جاتی ہے اور تھانوی صاحب کا وہابی ہونا ان کی اپنی زبانی ثابت ہو چکا ہے جس کا بیان اوپر گزر چکا۔ ہے اور مولوی حسین احمد صاحب کا وہ حوالہ بھی اوپر لکھا جا چکا ہے جس میں انہوں نے محمد بن عبدالوہاب کو ظالم خونخوار فاسق لکھا ہے اور مولوی رشید احمد صاحب کا وہ حوالہ بھی اوپر لکھ دیا گیا جس میں انہوں نے محمد بن عبدالوہاب کی تعریف کی ہے۔ اب آپ علمائے دیوبند کی کتابوں کے حوالوں سے ہی نجات اخروی کا حل تلاش کر لیجئے۔

اُسی زمانہ کے علمائے کرام نے ان کفریہ عبارتوں کا رد کیا

ناظرین کرام! اب میں اس زمانہ کے اکابر علمائے کرام کے چند حوالے سیف الجبار کتاب سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے

جمیع اہل اسلام پر مخفی نہ رہے کہ فقیر ابتدا میں علمار دیوبند کے (بد عقیدگی کا حال سنکر) بالکل مخالف تھا۔ مگر عرصہ تین سال کا ہوتا ہے جبکہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبند سے کلکتہ تشریف لائے۔ میں نے ان سے علم غیب اور بعض عقائد کے متعلق چند سوالات کئے جوابات سے ان کا عقیدہ اہل سنت وجماعت کے مطابق پایا۔ اور خود بھی دیوبند جاکر اس امر کی تحقیق کرنے کی کوشش کی لیکن کسی طرح مجھ پر ان کی خلاف عقیدگی ثابت نہیں ہوئی اس لئے میں قریب تین سال سے ان کی تعریف وتوصیف کرتا رہا۔ اب عرصہ ڈیڑھ ماہ کا ہوتا ہے کہ پھر علمائے دیوبند کی تشریف آوری کا شہرہ ہوا۔ چند حضرات میرے پاس تشریف لائے اور علمائے دیوبند کی تصنیفات بھی لیتے آئے۔ مجھ کو تشریح کے ساتھ پڑھکر سنایا جس کے سننے اور دیکھنے سے شک پیدا ہوگیا کہ علمائے دیوبند ناحق پر ہیں اور مولوی احمد رضاخان صاحب بالکل حق پر ہیں۔ اور جو ان کے عقائد کی نسبت کہا جاتا ہے۔ صریحاً بہتان ہے پھر بھی مجھ کو ان کی طرف سے اطمینان کلی نہیں ہوا۔ کہ اتفاقاً ایک دن ہم اور جناب منشی محمد لعل خان صاحب وجناب حاجی یوسف زینیل علی رضا صاحب و جناب محمد شفیع صاحب سیکریٹری انجمن قاسم المعارف وجناب احمد حسین صاحب انبے لوے والے جناب حاجی اسمٰعیل صاحب پٹنہ والے کے مکان پر گئے۔ وہاں مولوی

احمد دین صاحب دہلوی و صاحب خانہ موجود تھے ان کل حضرات کے سامنے مناظرہ کی بات چھڑی اور یہ قرار پایا۔ کہ ایک محقق شخص جس کو طرفین کے لوگ بلا مبالغہ منصف ٹھہرائیں تجویز کرنا چاہیئے۔ اس پر جناب حاجی یوسف صاحب نے یہ فرمایا کہ مولانا برکات احمد صاحب ٹونکی کیسے ہیں۔ فوراً جناب مولانا مولوی احمد دین صاحب دہلوی نے یہ فرمایا۔ جزاک اللہ۔ وہ نہایت عالم باعمل متقی صوفی حنفی ہیں۔ آپ کے علم و فضل میں بھلا کس کو کلام ہے۔ بلکہ اور ایک معتمد علمار دیوبند سے بھی دریافت کیا۔ انہوں نے بھی ان کی تصدیق کی اس کے بعد میں نے اپنے خیالات کو مستحکم کرنے کی غرض سے جناب مولانا برکات احمد صاحب کے پاس ایک خط اس مضمون کا لکھا تھا۔ کہ میں اردو زبان سے پوری واقفیت نہیں رکھتا۔ آپ اس بات کا اطمینان دلا دیں کہ علمار دیوبند کے عقائد کیسے ہیں۔ جس کا جواب انہوں نے یہ عنایت فرمایا۔ جو درج ذیل ہے۔ آپ ناظرین اس کی عبارت سے خود انصاف کرلیں گے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر۔ آئندہ انشاراللہ تعالیٰ میں اپنے عقائد کو ایک مستقل رسالہ کی صورت میں ظاہر کروں گا۔

مولوی احمد موسیٰ امام مسجد ناخدا سندریہ پٹی کلکتہ

نقل مکتوب!

" تمام خوبیوں کا مستحق اللہ ہے۔ جو دونوں جہان کا پروردگار ہے اور درود و سلام ہو تمام رسولوں کے سردار پر اور ان کے آل و اصحاب اور ازواج پر۔ حمد و نعت کے بعد آپ کا بزرگ خط اور گرامی نامہ علمار دیوبند کے پرسش احوال کے متعلق وارد ہوا۔ چونکہ آپ کو مجھ پر وثوق ہے اور آپ نے اس بارے میں مجھ کو امین بنایا ہے۔ تو میرا فرض ہے کہ ان کے بارے میں سچ بات کہوں۔ اور جو کچھ

۱. مجھ سے پوچھا گیا ہے اس میں حق سے تجاوز نہ کروں تو میں کہتا ہوں اور اللہ ہی سے توفیق ہے اور اسی پر توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع کروں گا۔ وہ لوگ علمار اہل سنت وجماعت مذہب ہیں۔ ہمارے امام ابوحنیفہ قدس سرہٗ کے پیرو ہیں انہی کے مذہب پر فتوی دیتے اور انہیں کے اصول و فروع پر فرعیات میں عمل کرتے ہیں۔ لیکن وہ بعض عقائد میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کے تابع ہیں۔ اور اس کے آثار کے متبع۔ اور علمار دیوبند وہ کہتے ہیں جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کہا اور اس میں تعصب رکھتے ہیں اور اپنی کوشش صرف کرتے ہیں۔ اس کے اقوال کے صحیح کرنے میں اور اس نے (اللہ اسے معاف کرے) بعضے ایسے عقائد گھڑے جو عقائد اہل سنت وجماعت سے نہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں کہ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصانوں والا ہونا ممکن ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا جھوٹا ہونا تو اس نے جائز مانا کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹی بات بولے نہ بر طریق نقل وحکایت کے اس لئے کہ یہ محال نہیں کیونکہ تمامی قرآن شریف اس سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے کافروں کی باتوں کو نقل فرمایا ہے۔ بلکہ اس نے، جائز مانا کہ اللہ تعالیٰ ایسی خبر دے جو واقع میں جھوٹی ہو اور اپنی کتابوں میں اس مسئلہ پر یہ دلیل پیش کی کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے، تو اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو بندہ کی قدرت کا خدا کی قدرت سے زیادہ ہونا لازم آئے گا اور یہ اس کی بات فحش غلطی ہے جس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اگر برائیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا موصوف ہونا جائز ہو۔ اور ممکن ذاتی ہو۔ تو اس کے واقع ہونے کے فرض سے محال نہ لازم آئے باوجودیکہ پناہ بخدا اس سے لازم آتا ہے۔ باطل ہونا اللہ کے اس قول ومن اصدق من

اللہ قبلا - وغیرہ کا - دوسری دلیل یہ ہے کہ اہلسنت وجماعت کا اس امر پر اتفاق ہے
کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصان کی صفتوں کے ساتھ موصوف ہونا محال بالذات
ہے اور جو محال لذاتہ ہو - وہ کبھی ممکن بالذات ہو نہیں سکتا - تیسری دلیل یہ ہے
کہ جھوٹ بولنا یا خوبی ہے یا برائی - اگر اچھی صفت ہے - تو ضرور ہے کہ اللہ
بالفعل جھوٹا ہو - کیونکہ اللہ تعالیٰ کا جملہ صفات کمالیہ والا ہونا ضروری ہے اور اس کے
لئے ذات باری علت تامہ ہے - تو پناہ بخدا بالفعل جھوٹا ہوگا - اور اگر بُری بات
ہے تو محال بالذات ہے ممکن ہو نہیں سکتا - چوتھی دلیل یہ ہے - کہ زیادتی ایک
ایسی چیز ہے جو برابری کے بعد ہوگی تو اگر بندہ کی قدرت تمامی مقدورات الہی پر ہو
اور زیادتی یہ کہ وہ کذب پر بھی قادر ہے - جو باری تعالیٰ میں موجود نہیں - تو یقیناً زیادتی
لازمی آئے گی - اور جب ایسا نہیں تو زیادتی بھی نہیں - کیا نہیں جانتے کہ زیادتی
ہو نہیں سکتی جب تک کہ برابری نہ ہو - اور جب برابری نہیں تو زیادتی کہاں ؟ اللہ
تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے اور جب کہ اس قائل نے اس عقیدہ کو گڑھا اس
سے پچھلے علمائے دیوبند و سہارنپور مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی قاسم نانوتوی
و مولوی اشرف علی تھانوی نے اسی کا اتباع کیا - اور یہ سب لوگ اس کے قول
کے صحیح کرنے پر جھک پڑے اور اس بارے میں رسائل لکھے - جیسے محمود الحسن
دیوبندی نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا نام جہد المقل رکھا - اور لکھا
کہ جو کچھ لکھا - اور ان کے اگلے اس عقیدہ کو چھپاتے اور اس میں بحث سے
پرہیز کرتے تھے - لیکن ان کے پچھلے اس زمانہ والوں نے اس میں بہت
تشغب کیا - اور تلبیس و تدلیس میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم

کی شان ارفع واعلیٰ ہیں اس قسم کی تفریطیں کی جس سے مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر اس کی خبر چاہتے ہو۔ تو ان کی کتابیں دیکھو اور بعض ان میں سے وہ جو اس قائل اسمٰعیل دہلوی نے اپنے رسالہ میں لکھا۔ جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اور اس میں تمامی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بہت کمی کی ہے۔ اور ان کی شان میں وہ بات کہی جو اس لائق نہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان والا میں کہی جائے۔ اور اس کے ہم عصروں خصوصاً ہمارے استاذ الاستاذ خاتم الحکماء والمتکلمین جناب مولانا محمد فضل حق صاحب خیرآبادی نے بہت بلیغ رد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہتر جزا دے۔ اور بعض ان میں سے وصف خاتمیت محمدی کے اشتراک کا ممکن ہونا ہے تو اس نے مثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف خاتمیت میں جائز مانتے ہیں اور اس کا بھی رد علامہ موصوف نے کیا ہے جو چھپ گیا ہے اور وہ ایک مستقل اور بڑی کتاب ہے اور بعض ان میں سے یہ کہ اس نے مسئلہ شفاعت میں ایک نئی بات نکالی اور امر شفاعت میں وہ کہا جو عقائد اہل سنت وجماعت سے کوسوں دور ہے اگر تجھے اطلاع منظور ہے تو اس کے لئے تحقیقین کی کتاب دیکھ اور یہ لوگ جو اس زمانہ میں موجود ہیں وہ ہلاک ہو گئے۔ اس کی پیروی میں اور یہ لوگ اس کے قائل ہوئے جو اس نے کہا اور ہر روز مناظروں میں ایسی باتیں کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا۔ خلاصہ یہ کہ ادب کی رسی ان کی گردنوں میں نہیں۔ اور نہ یہ لوگ آداب شرعیہ کے متمسک ہیں بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ جھوٹ ہی بولتے ہیں حاصل کلام یہ سب لوگ عقائد میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہیں اور یہ وہی کہتے

ہیں جو اس نے کہا۔ ناظرین کرام اس خط کا مضمون آگے اور بھی ہے لیکن میں اسی پر ختم کرتا ہوں عقلمند کے لئے کافی ہے۔ (امیدوار دعا برکات احمد البہاری العظیم آبادی وطناً ولٹونکی) ۲ رجمادی الآخر ۱۳۳۲ھ ہجری سیف الجبار صد ۱۹۹ تا صد ۲۰۱)

ناظرین کرام! اب اس کتاب سیف الجبار سے وہ خط نقل کرتا ہوں جو مولوی مشتاق احمد صاحب مدرس مدرسہ صولیتہ مکہ معظمہ نے حاجی محمد لعل خان صاحب کے خط کے جواب میں کلکتہ ارسال کیا تھا۔

نقل مضمون خط جناب مولوی مشتاق احمد صاحب کانپوری

آپ نے اہل دیوبند کے بارے میں دریافت فرمایا ہے اس کے بارے میں میرا اور حضرت والد صاحب مرحوم و مغفور کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جو شخص روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ کہے یا حضرت کے علم کو بہائم و حیوانات کے علم سے تشبیہ دیوے یا میلاد شریف کے قیام کو کنہیا کے جنم سے تشبیہ دیوے کافر ہے۔ خواہ اہل دیوبند ہوں یا غیر اہل دیوبند کسی کی تخصیص نہیں۔ اگر اہل دیوبند ایسا کریں تو وہ بھی اس حکم سے علیحدہ نہیں ہیں۔ جیسے خلیل احمد انبیٹھوی کی عبارت سے زیادتی علم شیطان کی حضرت کے علم سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔ یا حفظ الایمان میں حضرت کے علم کو بہائم و حیوانات سے تشبیہ دی ہے۔ اشرف علی تھانوی نے۔ ایسے ہی ایک فتویٰ میلاد کے بارے میں میں نے دیکھا تھا۔ اس وقت مفتی کا نام محفوظ نہیں اس میں میلاد کے قیام کو کنہیا کے جنم سے تشبیہ مفتی نے دی تھی۔ علاوہ ازیں جو بات کفر کی ہو اس کو اسلام کی بات

میں شمار کرنا اور اس پر مسلمانوں کو ترغیب عمل کی دلانا صریح کفر ہے۔ اب سنیئے اسمٰعیل شہید دہلوی نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ نماز میں خیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدرجہا بدتر ہے گاؤ خر کے خیال سے۔ نماز میں مستغرق ہونے سے۔ پس جب حضرت کا خیال نماز میں گائے اور گدھے کے خیال سے بدتر ہے تو پھر نماز کیسے ہماری ہو سکتی ہے۔ کیونکہ نماز میں قرأت فرض ہے۔ اور قرآن پاک کی کونسی ایسی آیت ہے۔ جو حضرت پر نازل نہ ہوئی ہو تاکہ اس کی تلاوت سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ اور جب قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں بلکہ پورا قرآن حضرت پر حضرت کی تصدیق کے لئے معجزہ بنا کر اتارا گیا تو قرآن پاک کے ہر ہر کلمہ والفاظ سے حضرت کا خیال ضرور ہو گا۔ اور یہ خیال اسمٰعیل کے نزدیک گدھے اور گائے کے خیال سے بدرجہا بُرا ہے اور اس کو ایمان کہنا اور اس پر مسلمانوں کو ترغیب دلانا کفر نہیں تو کیا اسلام ہو سکتا ہے اور جمیع علمائے دیوبند نے تقویۃ الایمان پر ترغیب عمل کی دلائی اور اسکی عمدہ و قابل عمل ہونے پر مہر و دستخط کی ہے۔ غرض کہاں تک ان کی خرافات و ہذلیات کو لکھوں۔ الٰہ مکہ معظمہ مشتاق احمد مدرس مدرسہ صولتیہ ۱۵ رجب سنہ ۱۳۳۲ ہجری بحوالہ سیف الجبار مصنفہ مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی صہ ۲۰۵ تا صہ ۲۰۶

مقتدائے علمائے ہندوستان حضرت حاجی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی کا فرمان

"کہ رشید احمد نارشید نکلا"

حاجی رحمت اللہ صاحب بانی مدرسہ ہندیہ صولتیہ مکہ معظمہ کو جب رشید احمد

کے ناگفتہ بہ عقائد کا حال مکہ معظمہ میں معلوم ہوا اور گنگوہی کی کتابیں فتاوی رشیدیہ
براہین قاطعہ، سبیل الارشاد وغیرہ حضرت موصوف کے ملاحظہ میں لائی گئیں تو آپ
نے مندرجہ ذیل تحریر بدست مولانا غلام دستگیر صاحب ہندوستان ارسال فرمائی۔
تاکہ شائع کر دی جائے۔ اور لوگ فرقہ دیوبندیہ کے امام رشید احمد کے عقائد سے
محفوظ رہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ بعد حمد و نعت کے کہتا ہے راجی رحمۃ ربہ
المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غفر لہما الحنان کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی
رشید احمد صاحب کی سنتا تھا جو میرے نزدیک وہ اچھی نہ تھیں اعتبار نہ کرتا تھا کہ
انہوں نے ایسا کہا ہوگا (الی قولہ) میرا اعتبار نہ کرنا کس طرح ممتد رہتا کہ حضرات علمائے
مدرسہ دیوبند کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی، کہ تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا
اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا، سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید
سمجھتا تھا پر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی "تا نہ شنیدم" نکلے۔ جس طرف آئے۔
اس طرف ایسا تعصب برتا۔ کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونگٹا کھڑا
ہوتا ہے۔ حضرت نے اول قلم اس پر اٹھایا کہ

۱۔ جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہو۔ اس میں دوسری جماعت گو بغیر اذان اور
تکبیر کے ہو۔ اور دوسری جگہ ہو جائز نہیں۔ (الی قولہ)

۲۔ پھر ایک فاسق مردود کو جو اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے برابر
سمجھتا تھا اور سب انبیائے بنی اسرائیل سے اپنے آپ کو افضل گنتا تھا
اور اپنے بیٹے کو درجہ خدائی تک پہنچاتا تھا (الی قولہ) حضرت مولوی رشید اس

مردود کو مرد صالح کہتے تھے (الیٰ قولہ)

۳- پھر حضرت مولوی رشید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ ہوئے اور شہادت کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں کیسا ہی روایت صحیحہ سے ہو منع فرمایا (الیٰ قولہ)

۴- پھر حضرت رشید نے جو نواسے کی طرف توجہ کی تھی اس پر ہی اکتفانہ کر کے خود ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کی پہلے مولود کو کنہیا کا جنم اشٹمی ٹھہرایا۔ اور اس کے بیان کو حرام بتلایا۔ (الیٰ قولہ)

اور پھر ذات نبوی میں اس پر بھی اکتفانہ کر کے اور امکان ذاتی سے تجاوز کر کے چھ خاتم النبیین بالفعل ثابت کر بیٹھے اور بڑی کوشش اس میں کی۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان کے علم سے کہیں کم تر ہے اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعویٰ کیا کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وصف کمال کی فرمائی۔ نعوذ باللہ من ہذا لخرافات۔ میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر و باطن میں بہت برا سمجھتا ہوں اور اپنے محبین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید کے اور ان کے چیلے چاٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر بہت کھلم کھلا تبرا ہوگا۔ لیکن جب جمہور علمائے صالحین اور اولیائے کاملین اور رسول رب العالمین اور جناب باری جہان آفرین ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی۔ الخ

العبد محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غفر لہما المنان ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۰۷ھ از مکہ معظمہ

بحوالہ دیوبندی مذہب صنہ۲ و صہ۱۴ ، صہ۲۴

ناظرین کرام - غور فرمائیں - یہ حاجی رحمت اللہ صاحب تمام دیوبندی علماء کے بزرگ ہیں - چنانچہ

۱- مولوی خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں -

ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ

براہین قاطعہ ص۱۹

۲- اور سنیے مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی لکھتے ہیں

مولوی رحمت اللہ صاحب تمام علمائے مکہ پر فائق ہیں -

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد امام دیوبندی مذہب ص۲۶۳

المہنّد

ناظرین کرام - کیا آپ جانتے ہیں - المہند کیا چیز ہے ؟ یہ ایک کتاب ہے، جو اکابر علمائے دیوبند کے دجل، مکر، فریب، افترار، عیاری و چالبازی کا مجموعہ ہے - یہ ایک ایسی کتاب ہے - جس سے علمائے دیوبند کے بطلان کا پتہ چلتا ہے - اگر المہند کتاب صحیح ہے - تو تھانوی صاحب کے مریدین حفظ الایمان کو کہیں دریا برد کیوں نہیں کر دیتے ؟ تاکہ مناظروں کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور تھانوی صاحب کے مریدین آرام کی نیند سو سکیں اور اگر المہند کتاب صحیح ہے اور جو اس میں لکھا گیا ہے وہی علمائے دیوبند کے عقائد ہیں تو تقویتہ الایمان کتاب کو شہید بالاکوٹ کی قبر کے پاس دفن کر دینا چاہیئے تھا - کیونکہ المہند اور تقویتہ الایمان میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ بعد ہے - تقویتہ الایمان بے ادبی اور گستاخ عبارتوں سے بھری پڑی ہے - اس لئے تقویتہ الایمان کا المہند کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے - اور اگر المہند کتاب کو دیوبندی علمار واقعی صحیح مانتے ہیں تو تحذیر الناس اور براہین قاطعہ بلکہ فتاوی رشیدیہ کا بھی جنازہ ایک ساتھ نکال دینا ضروری ہے

ناظرین کرام ! اب ملاحظہ فرمائیے - کہ شیخ الحدیث صفدر صاحب اس کتاب المہند کے متعلق کیا لکھتے ہیں - جب علمائے حرمین شریفین کو خان صاحب کی اس جعل سازی اور دھوکہ بازی کا علم ہوا - تو انہوں نے چھبیس [۲۶] سوالات کا ایک مجموعہ لکھ کر علمائے دیوبند کو بھیجا - کہ آپ حضرات کا ان امور کے بارے میں

کیا فتوے اور رائے ہے ؟

چنانچہ ان سوالات کے جوابات حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے لکھے اور اس کا نام المہند علی المفند رکھا۔ اور یہ مجموعہ ۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ کو شائع ہوا۔ اس وقت یہ رسالہ عربی عبارات کو حذف کر کے صرف اردو میں بھی طبع ہو چکا ہے۔ اور اس کا نام عقائد علمائے دیوبند ہے۔

اس رسالہ پر تیئیس ۲۳ اکابر علمائے دیوبند کی تصدیق اور دستخط ثبت ہیں۔

عبارات اکابر حصہ اول ص۴۲

ناظرین کرام حضرات۔ غور فرمائیں یہ جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو گکھڑوی صاحب جعل ساز دھوکا باز لکھ رہے ہیں۔ شاید گکھڑوی صاحب کو خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آئینے میں اپنی شکل ہی نظر آرہی ہو۔ کیونکہ المہند کتاب جو ابھی اردو میں چھپی ہے۔ جسکا نام عقائد علمائے دیوبند رکھا گیا ہے۔ خالص دھوکا ہے اور جعل سازی کا مجموعہ ہے۔ ہر گز ہر گز یہ عقائد علمائے دیوبند کے نہیں ہیں۔ یہ عقائد جو اس کتاب میں لکھے گئے ہیں۔ اہل سنت بریلوی مسلک کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ یہ کتاب علمائے حرمین شریفین کو دھوکا دینے کے لئے فرضی لکھی گئی ہے۔

ناظرین کرام۔ اب مجھ پر اس بات کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ کہ علمائے دیوبند کے قلم سے یہ ثابت کر دوں کہ یہ عقائد جو المہند میں لکھے گئے ہیں۔ ہر گز یہ عقائد علمائے دیوبند کے نہیں۔ یہ نرا دھوکا ہے اور آپ کو اس بات کا بھی

روز روشن کی طرح علم ہو جائے ۔ کہ جعل ساز دھوکا باز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں ؟ یا علمائے دیوبند ؟ ۔

علمائے دیوبند کا عقیدہ

ناظرین کرام غور فرمائیں ۔ علمائے دیوبند کی کفریہ عبارتیں جو اوپر نقل کی جا چکی ہیں ۔ وہی عقیدہ علمائے دیوبند کا ہے ۔ جو ان کی کتابوں سے ہی نقل کیا گیا ہے ۔ اب میں دوبارہ بعض کفریہ عبارتوں کو نقل کر دوں گا ۔ اور ساتھ ساتھ المہند کتاب کی عبارتیں بھی نقل کرتا جاؤنگا ۔ اور انصاف آپ پر چھوڑ دوں گا ۔ تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جائے ۔

المہند کتاب کی عبارت

صفحہ ۲۸ سوال نمبر ۱۲ کے جواب میں لکھا ہے ۔ اور جو اس کا قائل ہو ۔ کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے ۔ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے ۔ تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے ۔ کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے ۔

اب دیکھئے کہ جس عقیدہ پر دائرہ ایمان سے خارج ہونے کا حکم دیا ہے ۔ وہ عقیدہ خود ان کا اپنا ہے ۔ چنانچہ ملاحظہ کیجئے ۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے ۔ انسان آپس میں سب بھائی ہیں ۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے ۔

دوسری کتاب براہین قاطعہ جس کے مصنف بظاہر یہی مولوی خلیل احمد ہیں

جنہوں نے المہند میں مذکورہ بالا عبارت لکھی ہے۔ وہ براہین قاطعہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا۔ تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا۔ وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے۔ اب قارئین حضرات غور فرمائیں۔ کہ اس مکاری کی کیا انتہا ہے۔ جو عقیدہ بار بار اپنی کتابوں میں چھاپ چکے۔ المہند کتاب میں اس کا کیسا صریح انکار کر دیا۔ اور یہ مضمون تفصیل کے ساتھ کفریہ عبارت نمبر ۱ میں لکھا جا چکا ہے۔ المہند کتاب کے صفحہ ۱۶ میں سوال نمبر ۴ حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپکی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونیکے اور یہ حیات مخصوص ہے آں حضرت ؐ اور تمام انبیا علیہم السلام اور شہدا کیساتھ۔ یہ حیات برزخی نہیں جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیونکو۔ یہاں تو اس بات کا صاف صاف اقرار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور کے اندر زندہ ہیں اور آپکی زندگی دنیا سی ہے اور اب علمائے دیوبند کا عقیدہ ملاحظہ فرمایئے اور انصاف کیجئے

تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۸ پر مولوی اسمٰعیل دہلوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کر کے لکھتے ہیں۔ ف۔ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ تو کب سجدہ کے لائق ہوں۔ یہ ہے جناب حضرات علمائے دیوبند کا عقیدہ۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ دیوبندی علمار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ جانتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مگر المہند میں اس عقیدہ کے خلاف لکھ دیا۔ جو خالص دھوکا ہے اس مضمون کو بڑی وضاحت کے ساتھ کفریہ عبارت نمبر ۲ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

المہند کتاب میں گیارہویں سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا و حبیبنا و نبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سردار ہیں۔ جملہ انبیاء و رسل کے اور خاتم سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے۔ اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اور یہی دین و ایمان۔

ناظرین کرام دیکھا آپ نے کیسے کھرے سُنّی بن رہے ہیں۔ یہاں تو اہل سنت کے روپ میں تشریف لا رہے ہیں فرماتے ہیں۔ کہ آپ ساری مخلوق سے افضل اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ مگر پردہ اٹھا کر دیکھیئے تو عقیدہ اس کے برخلاف نظر آئے گا۔

تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۴ پر مولوی اسمٰعیل شہید بالاکوٹ لکھتے ہیں۔ "یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا۔ وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔" معاذ اللہ یہ ہے عقیدہ جناب۔ علمائے دیوبند کا جس کے خلاف المہند میں تحریر کر رہے ہیں۔ جو نرا دھوکا ہے۔ ہاتھی کے دانت۔ کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اس مضمون کو بھی کفریہ عبارت نمبر ۳ میں دلائل کی روشنی میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیے۔

المہند صد ۲۱ میں لکھا ہے۔ اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ

اوران کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہونچنا سو بیشک صحیح ہے

دیکھئے یہاں تو اولیار اللہ کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا۔ کہ ان کے سینوں

اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا صحیح ہے۔ لیکن اصل عقیدہ اس کے خلاف

ہے۔ اب ملاحظہ فرمایئے اصل عقیدہ علمائے دیوبند کا کیا ہے۔

"تقویتہ الایمان ص۲۶ پر شہید بالاکوٹ مولوی اسمعیل لکھتے ہیں" کہ جس کا

نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اور اسی کتاب کے ص۲۳ پر اولیار

اللہ کی نسبت لکھا ہے۔ کہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے۔ نہ اس کی

طاقت رکھتے ہیں"۔

ناظرین کرام یہ مضمون بھی کفریہ عبارت نمبر۴ میں ملاحظہ فرمائیں۔ بڑی وضاحت

سے بیان کیا گیا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق

المہند کتاب ص۲۲ سوال نمبر۹ کے جواب میں لکھا ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے

میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا۔ کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر

متغلب ہوئے۔ اپنے کو حنبلی مذہب بتلاتے تھے۔ لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا

کہ بس وُہی مسلمان ہیں۔ اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے

اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علمار اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں

کہ عبدالوہاب اور اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ مشائخ میں

نہیں ہے۔ نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں نہ تصوف میں یہ تو
جناب نجدی کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ اب دیکھئے اصل حقیقت اس
کے برخلاف ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص۱۱۱ پر رشید احمد گنگوہی ایک
سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

" محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ
تھے۔ اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ
ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے۔ ان میں فساد آگیا
اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی کا ہے"

یہ ہے اصل عقیدہ علمائے دیوبند کا۔ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے
المہند میں اس کے برخلاف اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ اور اس سے روز روشن کی طرح
ظاہر ہوگیا۔ کہ دیوبندی علمار اصل میں وہابی ہیں۔ چنانچہ المہند اردو ص۱۱ پر
لکھا ہے۔ سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب
نہیں۔ کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے
اور اس کتاب پر تمام اکابر علمائے دیوبند کے دستخط موجود ہیں۔ اور مولوی
اشرف علی صاحب کی کوشش بھی یہی رہی تھی۔ کہ تمام دنیا کے مسلمان وہابی مذہب
قبول کریں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔" میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس دس ہزار
روپیہ ہو۔ سب کی تنخواہ کر دوں۔ پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں۔

افاضات الیومیہ تھانوی حصہ ۳ ص۶۱ سطر۸۔ بحوالہ دیوبندی مذہب ص۵۹

ناظرین کرام! ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے۔ جس سے مولوی اشرفعلی

صاحب کا اقراری وہابی ہونا ثابت ہے۔ دیوبندی حضرات کے بڑے امام اشرف علی صاحب نے جب لکھنو میں ملازمت کی۔ وہاں تقیہ کر کے میلاد شریف کے قیام و سلام میں شریک ہوتے رہے۔ کیونکہ لکھنو میں سب لوگ سنی تھے۔ وہاں دیوبندیت کا چلنا مشکل تھا۔ مگر جب رشید احمد صاحب کو معلوم ہوا۔ تو انہوں نے اشرف علی صاحب کو لکھا۔ کہ سنا ہے کہ آپ لکھنو میں قیام و سلام و میلاد کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہو اور صلوٰتیں پڑھتے ہو اس کی کیا وجہ ہے۔ تو مولوی اشرف علی صاحب نے یہ جواب لکھا۔

"ارادہ کر لیا کہ ہرگز ایسی مجالس میں شرکت نہ ہو گی۔ اور اب یہاں کی حالت عرض کر کے حکم کا انتظار ہے۔ الحمد للہ۔ کہ میں یہاں نہ کسی کا محکوم ہوں نہ کسی سے مجبور۔ مگر پوری مخالفت کر کے قیام دشوار ہے۔ گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں۔ اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آ کر لوگوں کو سمجھا گئے۔ کہ یہ شخص وہابی ہے۔ اس کے دھوکا میں مت آنا..... دینی مضرت یہ کہ اب تک جو ان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی۔ سب بے اثر و بے وقعت ہو جائیگی۔ اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے اب تک پوشیدہ رہا" تذکرۃ الرشید مصنفہ عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی حصہ اول ص ۱۳۵

اب دیوبندی علماء کے قلم سے ثابت ہو گیا۔ کہ دیوبندی۔ وہابی اور غیر مقلد وہابی مذہبًا و اعتقادًا متحد ہیں۔ اور المہند کتاب نرا خالص دھوکا ہے اور فراڈ ہے۔

ختم نبوت کے متعلق المہند میں اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ چنانچہ سوال نمبر ۱۲ کے

جواب میں المہند کے صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں۔ ہمارا اور ہمارے مشائخ کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے۔ جو معنی حد تواتر کو پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے۔ سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی خلاف کہے۔ کیونکہ جو اسکا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ منکر ہے نص قطعی کا۔

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں یہاں تو صاف صاف اعلان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ آیت اور احادیث متواترۃ المعنی اور اجماع سے ثابت ہے اور نص قرآنی کو اس معنی میں صریح و قطعی مانا۔ اور اپنے آپ کو خالص سنی ظاہر کیا۔ اور تحذیر الناس صفحہ ۳ پر مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی لکھتے ہیں۔

" سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا۔ کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس مضمون کی پوری بحث کفریہ عبارت نمبر ۹ میں اوپر لکھی جا چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیے۔

المہند کے صفحہ ۲۹ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق سوال نمبر ۱۴ کے جواب میں لکھتے ہیں ۔

" ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں ۔ کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں ۔ جن کو ذات ، وصفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ وحکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ واسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے ۔ کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا ۔ نہ مقرب فرشتہ ۔ نہ نبی و رسول ۔ اور بے شک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا ۔ اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے ۔"

ناظرین حضرات اس عبارت کو ملاحظہ کیجیے ۔ دیکھیے کیسے خالص مسلمانوں کے روپ میں اپنے آپ کو ظاہر کر رہے ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی وسعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام مخلوق الٰہی سے اعلم ہونا بیان کر رہے ہیں ۔ مگر عقیدہ دیکھیے تو نہایت گندہ اور ناپاک چنانچہ تقویۃ الایمان صد ۳۱ پر لکھا ہے ۔ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا ۔ خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں ۔ سو اسکی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا ۔ یہ ہے جناب عقیدہ علما کے دیوبند کا ۔ المہند میں اس کے برخلاف لکھ دیا ۔ جو صاف صاف دھوکا ہے ۔

المہند کے صد ۳۰ پر سوال نمبر ۱۵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان لعین کے علم کی نسبت کے جواب میں لکھا ہے ۔ اور ہمارا یقین ہے ۔ کہ جو شخص یہ

کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اعلیٰ ہے۔ وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ یہاں تو صاف طور پر یہ اعلان کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ شخص کافر ہے۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان ملعون کا علم زیادہ بتائے۔ اب دیکھئے یہ عقیدہ کس کا ہے۔ براہین قاطعہ ص۵۱ پر لکھا ہے۔

"الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے یہ کتنا بڑا فریب ہے کہ خود ہی شیطان لعین کے لئے وسعت علم کو ثابت کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس کے ثبوت کا انکار کیا۔ یہاں جس چیز کو کفر بتایا۔ اس کے قائل خود جناب ہی ہیں۔ اب قارئین کرام غور فرمائیں۔ عقیدہ تو علمائے دیوبند کا یہی ہے۔ جو براہین قاطعہ میں لکھ چکے۔ اور سب سے حیرانی کی بات یہ ہے کہ المہند کتاب۔ اور براہین قاطعہ دونوں کتابوں کے مصنف یہی مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری ہیں۔ اس مضمون کو کفریہ عبارت نمبر۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔ حق و باطل ظاہر ہو جائے گا۔

اردو المہند کے صفحہ ۳۶ پر لکھا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔

اب دیکھئے علمائے حرمین شریفین کے سامنے تو اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا۔ اب غور کریں۔ ایسا کہنے والا اور لکھنے والا کون شخص ہے۔ علمائے دیوبند کس پر یہ فتویٰ کفر لگا چکے ہیں۔ یہ فعل کس شخص کا ہے ملاحظہ کیجئے حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی حضرات کے حکیم الامت صہ۸ پھیر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

ناظرین حضرات دیکھئے وہ کفری قول جس کے قائل کو المہند میں کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ خود ان کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے۔

اس کے علاوہ دوسری فریب کاری یہ کی کہ المہند میں مولوی اشرف علی کی عبارت پیش کی تو اس میں قطع و برید کر لی۔ کہ حفظ الایمان میں تو علم غیب کا حکم کیا جانا لکھا۔ اور المہند میں علم غیب کا اطلاق لکھ دیا گیا۔ کہاں حکم کرنا کہاں محض اطلاق۔ اپنی عبارت میں تحریف کر ڈالی۔ اگر ان کے نزدیک حفظ الایمان والی عبارت صریح کفر نہ تھی۔ تو المہند میں اس کو کیوں بدلا؟ دوسرے لفظوں میں تحریر کیا۔ اصل لفظوں کو کیوں بچایا۔ قول کچھ تھا۔ اور علمائے حرمین شریفین کو کچھ دکھایا۔ یہ مضمون نہایت مفصل دلائل کے ساتھ کفریہ عبارت نمبر ۸ میں بیان ہو چکا۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

مجلس میلاد شریف کی نسبت اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے۔

المہند صہ۳۶ پر لکھا ہے حاشا ہم تو کیا کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا آپ کے جوتوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے۔ ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریف ہو یا آپ کے بول و براز اور نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ یہاں تو مولود شریف کو اعلیٰ درجہ کا مستحب لکھا۔ اور اس کو بدعت سیئہ کہنے سے حاشا کہہ کر انکار کیا گیا۔ یہ بڑا فریب ہے۔ کیونکہ اس میں وہ اس کے منکر ہیں۔ تمام دیوبندی اکابر علماء کے قطب العالم مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل صفحہ ۸۵ پر لکھتے ہیں۔

سوال :۔ مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے۔ آپ کے نزدیک جائز ہے کہ نہیں۔ اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کیا کرتے تھے یا نہیں۔

الجواب۔ عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو۔ مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی صفحہ ۸۵۔

ناظرین کرام۔ اب ایک حوالہ براہین قاطعہ سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجئے۔

پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت

کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادۃ اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا۔ اور خود حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس سے بڑھ کر ہوئے۔

سب سے حیرت کی بات یہ ہے۔ کہ یہی مولوی خلیل احمد صاحب المہند میں مولود شریف کو نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب لکھ رہے ہیں اور پہلے اس سے براہین قاطعہ میں مولود شریف کو کنہیا کی ولادت کی مثل لکھ چکے ہیں جیسے اوپر لکھا جا چکا ہے۔ اور یہ دونوں کتابوں کے مصنف مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی ہی ہیں۔ اور یہی مولوی خلیل احمد صاحب براہین قاطعہ کے ص۱۶۴ پر لکھتے ہیں۔

الحاصل قیام، دست بستہ بخشوع غیر (خدا) کے واسطے شرک ہوا۔ حالانکہ تمام دیوبندی علماء کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی ہر سال مجلس مولود شریف میں شامل ہوتے تھے۔ اور قیام بھی کرتے تھے۔ حوالہ ملاحظہ فرمایئے۔

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی ص۱۰

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ ان اکابر علمائے دیوبند نے اپنے پیر و مرشد کو بھی معاف نہیں کیا ان کو بھی شرک و بدعت کے فتوے کی لپیٹ میں لے لیا۔ جب اپنے پیر صاحب پر بھی فتویٰ شرک لگانے سے باز نہیں رہ سکتے تو ایسی حالت میں علمائے اہل سنت کو کیا افسوس ہو سکتا ہے۔

ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمایئے۔

فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ فلاں جگہ مولود شریف ہے تم چلتے ہو۔ مولانا نے صاف انکار کر دیا کہ نہیں حضرت میں تو نہیں جا سکتا۔ میں تو ہندوستان میں اسکو منع کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ جزاک اللہ۔ میں اتنا تمہارے جانے سے خوش نہ ہوتا۔ جتنا نہ جانے سے خوش ہوا۔ ارواح ثلاثہ صـ ۳۱۹

دیکھا جناب عقیدہ تو حضرات علمائے دیوبند کا یہ ہے مگر المہند میں اس کے خلاف لکھدیا۔ ثابت ہوا۔ کہ المہند کتاب تمام مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے لکھی گئی ہے۔ عقیدہ کچھ ہے۔ لیکن علمائے حرمین شریفین کے سامنے کچھ اور ظاہر کیا۔ یہ خالص دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟

اب ملاحظہ فرمائیں۔

المہند پر تصدیقات کا حال

سب سے پہلے اس رسالہ میں دیوبندی علمار کی تقاریظ درج ہیں اور اس پر عجیب یہ ہے۔ کہ کسی تقریظ میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے اور لازمی اور ضروری بات یہ تھی۔ کہ سب سے پہلے علمار حرمین شریفین کی تصدیق ہوتی نہ کہ دیوبندی اپنے بھائیوں کی یہ بھی ایک چال ہے اور دھوکا ہے پھر علمائے مصر و دمشق و شام کے دستخط ثبت ہیں۔ لیکن معلوم نہیں ہوتا۔ کہ یہ رسالہ ان کے پاس کسطرح پہنچا آیا مولوی خلیل احمد خود لے کر گئے۔ یا کسی نوکر کے ہاتھ بھیجا۔ یا ڈاک میں روانہ کیا۔ ان تینوں باتوں کا کوئی پتہ نہیں اور نہ ان کے دستخطوں میں کوئی تاریخ درج ہے۔ اور نہ انہوں نے کچھ لکھا ہے۔ کہ ہم کو اس دستخط کرنے کی کس طرح تحریک ہوئی۔ دیکھو المہند اردو ص۷۴ تا ص۷۹ یہ سب فرضی کاروائی ہے اور دھوکا ہے۔ اب سنیئے جامع الازہر مصر کے ایک عالم کی تقریظ کیا فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

" میں اس با عظمت رسالہ پر مطلع ہوا۔ پس میں نے اس کو صحیح عقیدوں پر مشتمل پایا۔ اور یہی عقائد ہیں۔ اہلسنت والجماعت کے۔ البتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے کرنیوالے پر مجوس یا روافض سے مشابہت دے کر تشنیع مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ بہت آئمہ نے قیام مذکور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت قد

عظمت کی شان کے ارادے سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے کہ جس
کی ذات میں کوئی خرابی نہیں۔ لکھا اسکو محمد ابراہیم قایانی نے ازہر میں (مہر)
لکھا اسکو سلیمان عبد نے ازہر میں (مہر) المہند اردو صہ ۷۵
ناظرین کرام۔ دیکھا آپ نے جامع ازہر کے علماء نے مولوی خلیل احمد کی
کتاب براہین قاطعہ کا کیسا زبردست رد کیا ہے۔ ایک ہی عبارت میں براہین قاطعہ
کی دھجیاں ہوا میں اڑا دیں۔ کیونکہ یہ ساری کتاب ہی ذکر ولادت پاک اور قیام
کے خلاف پر لکھی گئی بلکہ اس میں میلاد شریف اور قیام کو حرام لکھا گیا ہے +

علمائے مدینہ کی تحریر کا خلاصہ

علمائے مدینہ کے نام سے المہند میں ایک چالاکی سے کام لیا گیا۔ وہ یہ
کہ مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے کسی رسالہ کے اول واوسط وآخر کی تھوڑی
تھوڑی عبارتیں نقل کر کے اس پر جن تیئیس ۲۳ حضرات کے دستخط تھے سب نقل
کر دیئے۔ وہ دستخط المہند پر نہ تھے برزنجی صاحب کے رسالہ پر تھے۔ مگر عوام
کو دھوکا دینے کے لئے کہ مدینہ شریف کے اسقدر علماء اس سے متفق ہیں۔ برزنجی
صاحب کا پورا رسالہ بھی نقل نہ کیا۔ اپنے مطلب کی چند عبارتیں نقل کر دیں۔ یہ کہاں
کی دیانت ہے۔ یہ دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟ اس پر بھی علمائے دیوبند کو
کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ بلکہ مولوی خلیل احمد اور مولوی رشید احمد صاحبان کی تحریروں کا
زبردست رد کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔
پس کبھی خواص میں سے کسی بزرگ کے لئے کسی خاص وقت میں جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا بر سر غلطی بھی نہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ باذن خداوندی کون (جہان) میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔ المہند اردو ص۴۹

اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا تشریف لانا قبر مبارک میں زندہ ہونا۔ تمام جہان میں۔ باذن تعالیٰ اپنے حسب مرضی وخواہش تصرف فرمانا ثابت کیا گیا ہے۔ دیوبندی اکابر علماء نے اس کو سند کے طور پر اپنی کتاب المہند میں نقل کیا ہے۔ لیکن عقیدہ تمام علمائے دیوبند کا وہی ہے جو تقویتہ الایمان۔ براہین قاطعہ۔ اور فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ میں لکھا جا چکا ہے۔ یہ تو صرف علمائے حرمین شریفین کو دھوکا دینے کے لئے فرضی کتاب لکھی گئی ہے۔ چنانچہ تقویتہ الایمان صدا پر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں کر سکتے عقیدہ تو اصل میں یہ ہے جو مولوی اسمٰعیل لکھ چکے ہیں۔

مدینہ منورہ کے عالم حضرت مولانا سیّد احمد صاحب برزنجی کے رسالہ کا حوالا (امکان کذب کے متعلق) ملاحظہ فرمائیے۔ آپ فرماتے ہیں پس شیخ خلیل احمد ان حضرات علماء کے دائرے سے باہر نہیں۔ لیکن باوجود اس کے میں ان سے اور تمام علماء دیوبند سے بطور نصیحت کہتا ہوں کہ سب علماء کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور ان کے دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں۔ جن کو عوام تو کیا سمجھیں گے بڑے علماء میں بجز ایک دو اخص الخواص عالم کے دوسرے عالم بھی نہیں

سمجھ سکتے اس لئے کہ جب وہ کہیں گے کہ اللہ کی دی ہوئی خبر اور وعید کے خلاف
کرنا اللہ تعالےٰ کی قدرت میں داخل ہے۔ اور واقعی اس سے لازم آیا۔
اس کلام لفظی میں جو اللہ کی جانب منسوب ہے۔ کذب کا امکان بالذات نہ
بالوقوع اور اس کو پھیلائیں گے تمام لوگوں میں۔ عوام کے ذہن فوراً اسی
طرف آئیں گے۔ کہ یہ لوگ کلام خداوندی میں کذب کے جواز کے قائل ہیں۔
پس اس وقت ان عوام کی حالت ان دو امر میں متردد ہو گی۔ یا تو جس طرح
ان کی سمجھ میں آیا ہے اسی کو قبول کر کے مان لیں گے پس کفر والحاد میں گر
پڑیں گے۔ اور یا یہ کہ اس کو قبول نہ کریں گے۔ اور پوری طرح انکار کریں گے
اور اس کے قائل پر طعن و تشنیع کریں گے اور ان کو کفر والحاد کی طرف نسبت
کریں گے اور یہ دونوں باتیں فساد عظیم ہیں پس اس وجہ سے ان پر واجب
ہے کہ ان مسائل میں غور و خوض نہ کریں۔ المہند اردو صہ ۶۸-۶۹

اب دیکھیئے حضرت سید احمد برزنجی نے مسئلہ کذب باری تعالیٰ میں کسقدر
سختی سے خوض کرنے سے منع فرمایا ہے اور حضرت نے اپنی سخت ناراضگی
ظاہر فرمائی ہے اور نہ اس مسئلہ کو پسند فرمایا ہے اس میں مولوی خلیل احمد
صاحب اور رشید احمد صاحب کی تحریروں کا زبردست رد فرمایا۔ جو فتاویٰ
رشیدیہ اور براہین قاطعہ میں لکھی گئی ہیں۔ اب کیا فائدہ پہنچا علمائے دیوبند
کو اس تقریظ سے ؟ اس میں تو تمام علمائے دیوبند کا زبردست رد کیا گیا ہے
جو امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔

مکہ معظمہ کے علمار کی تصدیقات کا حال

اس رسالہ المہند پر مکہ معظمہ کے کسی حنفی عالم کی تصدیق ثبت نہیں۔ المہند اردو کے صفحہ ۷۴ پر لکھا ہے۔ جناب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی۔ مخالفین کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلہ تقویت کمال لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقل کر لی تھی۔ سو ہدیہ ناظرین ہے۔

ناظرین کرام غور فرمائیں یہ دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟ جب اُن عالموں نے تصدیق کے بعد اپنی تحریریں تم سے واپس لے لیں اور تمہارے فریب پر مطلع ہو کر تم کو واپس نہ کیں۔ تو پھر ایسی صورت میں ان کے چھاپنے کا تم کو کیا اختیار رہ جاتا ہے + پھر اپنے رسالہ المہند میں چھاپ کر مخلوق خدا کو دھوکا کیوں دیا۔ اور سنیئے اس رسالہ المہند پر حضرت مولانا پایۂ حرمین شریفین مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے دستخط بھی نہیں ہیں۔ اور نہ حضرت شیخ المشائخ الدلائل مولانا شاہ محمد عبد الحق مہاجر اور نہ حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی جو تمام (دیوبندیوں کے پیر و مرشد ہیں) کے دستخط ہیں۔ یہ تینوں حضرات اعلےٰ پایۂ کے بزرگ تھے جن کے دستخط ہونے نہایت ضروری تھے۔ کہ جس سے اس فرضی رسالہ کی تصدیق ہو جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ حضرات ان دیوبندیوں کے دھوکوں اور عقائد سے پورے پورے واقف تھے اس لئے ان سے دستخط نہیں کروائے گئے۔ یا انہوں۔

نے دستخط خود نہیں کیئے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ رسالہ المہند محض فرضی اور جعلی اور ردّی ہے اور نرا دھوکا ہے +

اور سنیئے اور غور فرمائیے اس رسالہ المہند پر جن دیوبندی علماء کے دستخط ہیں۔ ان میں دیوبندی علما کے قطب عالم جناب رشید احمد صاحب کے دستخط بھی نہیں ہیں۔ چونکہ اس رسالہ المہند میں تمام عقائد اہلسنت وجماعت کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ جو مولوی رشید احمد کے عقائد کے خلاف ہیں اس لئے انہوں نے اس رسالہ کی تصدیق نہیں کی اور اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا ہو گا۔ اور وہ ایسے رسالہ کی تصدیق کیسے کرتے جب کہ انہوں نے اپنے پیر و مرشد کے رسالہ ہفت مسئلہ کو غیض وغضب میں آکر جلانے کا حکم دیدیا تھا۔ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ایک عبرتناک واقعہ اور غضبناک سانحہ مولوی رشید احمد کا

اس فیصلہ ہفت مسئلہ رسالہ مصنفہ مرشد خود کو دیکھکر مارے غصہ کے چراغ پا ہو جانا اور اس رسالہ مبارکہ کو آگ میں ڈالکر خاک سیاہ کر ڈالنا + نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا۔ کہ جس وقت فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ طبع ہو کر اطراف ہند میں شائع ہوا۔ اور اتفاق سے کچھ نسخے گنگوہ شریف پہنچے تو اس خبر کے سنتے ہی فاضل گنگوہی چراغ پا ہو گئے اور فوراً نادری حکم صادر فرمایا۔ کہ جس قدر نسخے گنگوہ آئے ہوں سب ہمارے پاس لائے جائیں۔ چنانچہ فوراً تعمیل عمل میں لائی گئی۔ اور جسقدر نسخے بہم پہنچ

سکے ان کی قدر و منزلت یہ کی گئی کہ آگ میں جھونک کر سیاہ کر دیئے گئے انا للہ وان الیہ راجعون۔ بلفظہ کتاب تحقیق الحق مطبوعہ مطبع قیومی کانپور اڈیشن نمبر ۲۔ صفحہ ۲۴ سطر ۱۰۔ بحوالہ انوار آفتاب صداقت ص ۵۱۲

حضرت قاضی فضل احمد صاحب مصنف انوار آفتاب صداقت تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اللہ! اللہ!! یہ غیظ و غضب اور گستاخی اور بے ادبی خاص اپنے مرشد ارشد کی اور کیا عقلمندی مولوی صاحب کی دُور اندیشی کہ یہ چند دس بیس نسخے اگر آگ میں جلا دیئے تو کیا ہوا۔ وہ تو ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو چکا تھا۔ بلکہ اس کے بعد دوبارہ بھی طبع ہو کر شائع ہوا۔ مگر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے رنج اور غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی۔ نہ ضبط ہو سکا۔ اور مرشد کی کتاب کی یہ عزت کی آگ میں جلا ڈالا۔ قیامت کو ضرور حضرت مرشد کے روبرو رسوائی نہ ہوگی۔ بلکہ روسیاہی ہوگی۔ اور یہی مولوی رشید احمد صاحب تذکرۃ الرشید میں فرماتے ہیں۔ پیر علین لغزش کے موقع سے بچالے اور مرید اپنے مرشد کا اتنا مطیع ہو کہ امتثال سے سرمو تجاوز نہ کرے عام اس سے کہ امر دنیوی جائے یا رہے۔ تذکرۃ الرشید جلد نمبر ۲۔ ص ۲۶۹

حالانکہ خود جناب نے مرشد صاحب کی کتابیں جلا کر خاک کر دیں اور جب مرشد صاحب نے مکہ معظمہ میں فرمایا۔ کہ ایک جگہ مولود شریف ہے۔ تم چلتے ہو تو صاف انکار کر دیا۔ کہ نہیں حضرت میں تو نہیں جا سکتا۔ میں تو ہندوستان میں اس کو منع کرتا ہوں۔ ارواح ثلاثہ ص ۳۱۹

ناظرین کرام - اب آپ خود اندازہ فرمالیں کہ خود مولوی رشید احمد صاحب اپنے مرشد صاحب کے کتنے مطیع اور فرمانبردار تھے؟ بس اسی وجہ سے آپ نے رسالہ المہند کی تصدیق نہیں کی اور نہ دستخط کئے۔ کیونکہ المہند اور فیصلہ ہفت مسئلہ میں تمام عقائد آپ کے خلاف تھے + یہ تو صرف مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے المہند کا نام عقائد علمائے دیوبند رکھا گیا ہے جو خالص دھوکا ہے -

کیا عمل میں اُمتی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ بھی سکتے ہیں؟

ناظرین کرام۔ اس مسئلہ کا جواب میں نے کسی عبارت میں لکھنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ لیکن جب میں نے عبارات اکابر میں گگھڑوی صاحب کا یہ مضمون دیکھا جس میں انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت نماز۔ روزہ۔ حج وغیرہ کے مقابلے میں موجودہ دور کے دیوبندی لوگوں کا عمل نماز۔ روزہ حج وغیرہ کو بڑھا کر لکھا ہے۔ لہٰذا مجھ پر لازم ہوا۔ کہ میں اس کا جواب لکھوں سب سے پہلے مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس سے اصل عبارت نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ تحذیر الناس صہ ۵

جواب۔ تمام اہل سنت وجماعت حضرات کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی امت سے جس طرح علم میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اسی طرح عمل میں بھی پوری امتیازی شان رکھتے ہیں کوئی امتی خواہ کسی درجہ کا ہو۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علم وعمل میں ہرگز مساوی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ بڑھ جائے۔

ناظرین حضرات غور فرمائیں۔ نانوتوی صاحب اپنے اس دعوے میں کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے۔ نہ کوئی حوالہ کسی کتاب سے نقل کیا۔ اور دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہوتا ہے۔ اب سنیئے گگھڑوی صاحب، نانوتوی صاحب کی اس

عبارت کو ثابت کرنے کے لئے کیسی دلیل پیش کرتے ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریبًا تیرہ سال ہی فرضی نمازیں پڑھیں اور پڑھائیں حالانکہ اس دور انحطاط میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو پچاس ۵۰ پنچاس ساٹھ ساٹھ سال سے پابندگی سے نمازیں پڑھ رہے ہیں تو اس لحاظ سے بظاہر یہ امتی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے بڑھ گئے"۔ معاذ اللہ استغفر اللہ۔ آگے لکھتے ہیں "لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ایک نماز کے مقابلہ میں ساری امت کی ساری نمازیں اپنی باطنی اور عملی کیفیت کے لحاظ سے تقابل اور توازن میں پیش ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ جو قلبی مشاہدہ اور اخلاص آپ کو حاصل تھا جس سے حقیقت میں اعمال کا وزن بڑھتا ہے وہ اور کس کو حاصل ہو سکتا ہے اور اس مقام میں بجز اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک — عبارات اکابر ص ۱۳۲، ۱۳۳

۲۔ آگے لکھتے ہیں۔ "آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے تقریبًا دس سال جمعہ کی نماز پڑھی اور اس وقت بھی ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان ایسے ضرور موجود ہیں جنہوں نے اگر نمازیں نہ پڑھی ہوں اور جمعہ تو انشاء اللہ تعالیٰ (انشاء اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ ماشاء اللہ تعالیٰ۔ محمد اسمٰعیل) ضرور بالالتزام پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ سال سے پڑھتے چلے آرہے ہیں اب بظاہر دس سال کی نماز جمعہ سے یقیناً زیادہ اور تعداد میں بڑھی ہوئی ہے۔ مگر اپنے باطنی اثر اور وزن کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ایک ہی نماز جمعہ تمام امت کی جمعہ کی سب نمازوں پر بھاری ہے۔

۳- آگے لکھتے ہیں کہ رمضان شریف کے روزے ۲ھ میں فرض ہوئے اور اسی سال عیدین کی نماز کا حکم ہوا۔ اس اندازہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے صرف نو سال رمضان المبارک کے روزے رکھے اور نو ہی سال عیدین کی نماز پڑھی۔ مگر اس وقت بھی بے شمار مسلمان ایسے موجود ہیں۔ جو چالیس، چالیس، پچاس پچاس سال سے بافائدہ روزے رکھتے اور عیدین کی نماز پڑھتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن ان کے ان روزوں اور عیدین کی سالہا سال نمازوں کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے روزوں اور صلوٰۃ عیدین سے کیا تقابل؟ بظاہر تو امتی عمل میں بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر آپ کے ساتھ توازن کا کیا معنی؟۔

۴- فرضیت حج کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے صرف ایک حج ہی کیا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں اسکی تصریح موجود ہے۔ لیکن اس وقت بھی اسلامی ممالک میں ایسے بیشمار مسلمان موجود ہیں۔ جنہوں نے تیس تیس اور چالیس چالیس سے زیادہ حج کئے ہیں اب کیا ان کے ایک سے زائد حجوں کا محض اس لئے انکار کر دیا جائے کہ اس سے وہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے بڑھ رہے ہیں؟۔ کون احمق اس کا انکار کر سکتا ہے بظاہر دیگر اعمال کی طرح اس عمل میں بھی امتی بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں لیکن اپنے باطنی اخلاص میں ان کے اس نیک اور صالح عمل کو آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے مقبول اور زریں عمل سے کیا نسبت ہے

عبارات اکابر صفحہ ۱۳۳-۱۳۴ حصہ اوّل

قارئین کرام دیکھا آپ نے یہ ہیں شیخ الحدیث جناب صفدر صاحب مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کیسی دو رنگی چال چلتے ہیں۔ خود آپ ہی عبارات اکابر کے ص۱۳۱ پر لکھتے ہیں۔ القصہ کمال عملی کمال محمدی الیسا لاثانی ہے کہ بجز اہل تعصب اور سوائے جاہلان کم فہم اور کوئی اسکا منکر نہیں ہو سکتا۔ جب کمال علمی اور کمال عملی دونوں میں آپ یکتا نکلے۔ تو پھر آپ خاتم نہ ہوں گے تو اور کون ہوگا۔

گکھڑوی صاحب جب آپ اس بات کو تسلیم کر چکے اور اپنے قلم سے لکھ چکے کہ کمال علمی اور کمال عملی دونوں میں آپ یکتا ہیں۔ تو پھر آپ کو کیا حق پہنچتا ہے۔ کہ آپ موجودہ دور کے دیوبندی امتی کے عمل کا مقابلہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک سے کر کے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کریں۔ حالانکہ اسی زمانہ کے لوگوں کی عملی زندگی کا حال آپ نے چودہ سو سال پہلے ارشاد فرما دیا تھا۔ کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ نکل آئیں گے جو دین کا لبادہ پہن کر دنیا والوں کو فریب دیں گے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہونگی اور دل ان کے بھیڑیوں کے سے ہوں گے۔ اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخر زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو بظاہر باہمی بھائی ہوں گے لیکن باطنی طور پر ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ اب گکھڑوی صاحب ایسے ہی لوگوں کے نماز روزہ حج وغیرہ کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز روزہ حج وغیرہ سے بڑھا کر اپنے شیخ الحدیث ہونیکا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

سب سے حیرت کی بات یہ ہے خود ہی گگھڑوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ نماز روزہ حج وغیرہ ان سب اعمال میں امتی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ گئے۔ بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ اس وقت ہزاروں نہیں۔ بلکہ لاکھوں مسلمان ایسے موجود ہیں جنہوں نے اگر اور نمازیں نہ پڑھی ہوں جمعہ تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور بالالتزام پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ سال سے پڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ اب بظاہر دس سال کی نماز جمعہ سے پچاس ساٹھ سال کی نماز جمعہ یقیناً زیادہ اور تعداد میں بڑھی ہوئی ہے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ قارئین کرام دیکھا آپ نے جن لاکھوں لوگوں نے ساری ساری عمر کوئی فرضی نماز نہ پڑھی ہو۔ صرف اور صرف جمعہ کی نماز ہی ادا کرتے رہے ہوں۔ ان کو بھی مسلمانوں میں شمار کر کے صرف ان کی ایک ہی نماز جمعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جمعہ سے بڑھا کر دکھا دیا معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی۔ جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے نماز چھوڑ دی۔ اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے اور فرمایا بے نماز قیامت کے دن قارون و فرعون و ہامان و ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ لیکن گگھڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ لاکھوں آدمی خواہ ساری عمر فرضی نمازیں نہ پڑھیں۔ مگر صرف جمعہ کی نماز ہی پڑھ لیں۔ پھر بھی وہ مسلمان ہی رہتے ہیں اور ان کا عمل صرف جمعہ کی نماز ہی پڑھ لینا یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جمعہ سے زیادہ اور تعداد میں بڑھی ہوئی ہے۔ استغفر اللہ۔ معاذ اللہ۔

گگھڑوی صاحب کا دوسرا قول | لکھتے ہیں۔ مگر اپنے باطنی اثر

اور وزن کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی ایک ہی نماز جمعہ تمام امت کی جمعہ کی سب نمازوں پر بھاری ہے اور لکھا کہ مگر آپ کے ساتھ توازن کا کیا معنی؟ اور لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے مقبول اور زرین عمل سے کیا نسبت؟ اور لکھا کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک وغیرہ وغیرہ۔

اس دورنگی چال سے کیا فائدہ؟ جب آپ پہلے قول میں یہ مجنونانہ بڑ مار چکے کہ امتی ہر عمل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ گئے تو اب دوسرا قول آپ نے کیوں لکھا؟ صرف ایک ہی قول آپ کا صحیح ہو سکتا ہے۔ دونوں قول کیسے صحیح ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ کا پہلا قول صحیح ہے تو دوسرا غلط ہے۔ اگر دوسرا صحیح ہے تو یقیناً پہلا غلط ہے۔ اور میں تو دوسرا قول آپ کا صحیح سمجھتا ہوں اور پہلے قول کو غلط تصور کرتا ہوں۔ کیونکہ پہلا قول آپ کا جھوٹ ہے اور دوسرا قول آپ کا سچ ہے اور حق ہے اور پہلا قول باطل ہے اس لئے کہ آپ نہیں جانتے کہ جن لاکھوں لوگوں کی عبادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے بڑھا کر لکھ رہے ہو۔ ان کی عبادت قبول بھی ہے یا نہیں؟ دیکھئے ہیڈ ماسٹر کا حال۔ چھ لاکھ سال کی عبادت کدھر گئی؟ ابلیس لعین تو بڑا توحید پرست تھا۔ مگر بے ادب ہونے کی وجہ سے لاکھوں سال کی عبادت سے ہاتھ دھو بیٹھا اور عابد بلعم بن باعور کی تین سو سال کی عبادت کدھر گئی؟ گگھڑوی صاحب اور سنیئے ایک عابد کی ہزار سال کی عبادت برباد ہو گئی۔ گنگوہی صاحب آپ کے اکابر کی کتاب تذکرۃ الرشید سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمایئے آپ کے

اکابر کیا فرماتے ہیں۔

پچھلے زمانہ میں ایک شخص عابد زاہد تھا۔ اس نے اپنی ساری عمر اللہ تعالےٰ
کی عبادت میں گزاری اور عبادت بھی اخلاص سے کرتا تھا۔ ہماری تو عبادتیں
ہی کیا ہیں۔ کہ ریا بھرا پڑا ہے اس شخص کی عمر ہزار سال کی تھی۔ اتنا کثیر زمانہ ہمہ
تن اللہ کی یاد میں صرف ہوا۔ آخر وقت میں مرنے سے قبل اس کے دل میں
یہ خطرہ آیا۔ کہ میں نے حق تعالیٰ کی عبادت بہت کی ہے۔ ساری عمر اسکی یاد
میں مشغول رہا ہوں۔ مجھے خدا کے یہاں بڑا رتبہ ملے گا۔ جب وہ شخص مر گیا۔ اور
حق تعالےٰ کے حضور میں پیش ہوا۔ تو ملائکہ کو حکم دیا گیا۔ کہ اسے جہنم میں جھونک
دو۔ فرشتے حکم کے بندے اسے کشاں کشاں لے چلے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ
بارالٰہا۔ میں نے تیری عبادت ہزار برس کی ہے۔ میں تو جنت کا مستحق تھا۔
اس وقت حکم ہوا۔ کہ اچھا ساحل جہنم پر رکھو۔ چنانچہ وہ دوزخ کے کنارے کھڑا
کر دیا گیا۔ اس وقت اسکو بڑی شدت کی پیاس لگی۔ بے تاب ہو کر اس نے عرض
کیا۔ کہ اے میرے پروردگار معبود مجھے پانی پلا دینے کی اجازت دیجئے کہ میں
پیاس کے مارے مرا جاتا ہوں۔ حق تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ اس شخص سے
کہو کہ یہاں پانی مفت کا نہیں ہے۔ ہزار سالہ عبادت کے معاوضہ میں ایک
کٹورا پانی خریدنا چاہے تو خرید لے۔ ورنہ خاموش رہے۔ یہ سن کر اس پیاسے
عابد نے بڑی خوشی سے عرض کیا۔ کہ مجھے منظور ہے۔ پانی تو مل جائے۔ کہ جان
بچ جائے اگر کئی ہزار سال کی عبادت بھی قیمت قرار دی جاتی۔ تو میں غنیمت سمجھتا
اور منظور کرتا۔ اس وقت حق تعالےٰ نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اس شخص سے

پوچھو۔ دنیا میں ہزار ہا سال تک ہزار ہا کٹورے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے پی چکا ہے۔ پہلے اسکی قیمت کا حساب کر دے اس کے بعد اس ایک کٹورے کے بدلے ہزار سال کی عبادت لے لی جائے گی۔ تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۱۲۵/۱۲۶

کیوں جناب سرفراز صاحب اس عابد کی ہزار سال کی عبادت کدھر گئی ۱۹ ب

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال سنیئے۔ آپ ساری ساری رات نفلوں میں گزار دیتے اور پائے مبارک ورم کر جاتے۔ دیکھئے آپ کے حکیم الامت لکھتے ہیں۔ کہ آپ اسقدر نفل نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر جاتے اس پر حق تعالیٰ و تقدس نے برائے ترحم فرمایا طٰہٰ الخ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لئے نازل نہیں فرمایا۔ کہ آپ مشقت میں پڑیں۔ اور آپ نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ میں ہنڈیا کا سا جوش (مسموع) ہوتا تھا [1]

اور بخاری شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اسقدر قیام فرماتے تھے کہ آپ کے دونوں پاؤں یا آپ کی دونوں پنڈلیاں ورم کر جاتی تھیں۔ اگر آپ سے کہا جاتا (کہ آپ اسقدر عبادت نہ کیجیئے) تو آپ فرماتے کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ آپ کی عبادت دائمی ہوتی تھی اور تم میں سے کون شخص اس چیز کو برداشت کر سکتا ہے۔ جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم برداشت کیا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

---

[1] نشر الطیب مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۲۵۶

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو رزق دیتا ہے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ انور میں باجماعت نماز ادا فرماتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں اسکی تصریح موجود ہے۔ لیکن میں یہاں دیوبندی اکابر علماء کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔

بیہقی وغیرہ نے حدیث انس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ نشر الطیب مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صہ ۲۵۸

۲۔ اور نواب محمد صدیق حسن خان بھوپالی اپنی کتاب الشمامۃ العنبریہ صہ ۵۲ میں لکھتے ہیں اور آپ زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں اندر اس کے اذان اور اقامت کے ساتھ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ثابت ہوا۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا یہ عمل مبارک اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھنا وصال کے بعد تا قیامت جاری رہتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو سال سے اپنے روضہ انور میں نماز باجماعت ادا فرمارہے ہیں اور تا قیامت اسی طرح نماز ادا فرماتے رہیں گے۔ پھر حیرت کی بات ہے کہ نانوتوی صاحب اور سرفراز صاحب اس فتنہ وفساد کے دور کے پچاس ساٹھ سالہ امتی کے نماز، روزہ، حج وغیرہ اعمال کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال مبارک سے بڑھا رہے

ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ امتی کا عمل مرنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔
اور نامہ اعمال بند ہو جاتا ہے۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا عمل ہمیشہ
ہمیشہ تا قیامت جاری رہتا ہے۔ اللہ تعالے دیوبندی علماء کو سمجھ
عطا فرمائے۔ امتی کے عمل کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے عمل
سے کیا نسبت؟ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

دار العلوم دیوبند میں صد سالہ جشن

۲۱-۲۲-۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء کو دار العلوم دیوبند کا بظاہر ایک علمی و مذہبی قسم کا صد سالہ جشن منایا گیا- اس موقع پر اندرا گاندھی کی کانگریس حکومت نے جشن دیوبند کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن تعاون کیا اور خود اندرا گاندھی نے جشن دیوبند کی تقریبات کا افتتاح کیا- اور دیوبند کے اسٹیج پر تالیوں کی گونج میں اپنے خطاب سے جشن دیوبند کو مستفیض فرمایا- بانی دیوبند کے نواسے اور مدرسہ دیوبند کے بزرگ مہتمم قاری محمد طیّب صاحب نے اندرا دیوی کو عزت مآب وزیر اعظم ہندوستان کہہ کر خیر مقدم کیا- اندرا دیوی نے اپنے خطاب میں بالخصوص کہا- کہ ہماری آزادی اور قومی تحریکات سے دار العلوم دیوبند کی وابستگی اٹوٹ رہی ہے ٭ رضائے مصطفےٰ اپریل ۱۹۸۰ء ص۱۷

اندرا گاندھی کے بیٹے سنجے گاندھی نے ۵۰ ہزار افراد کو تین روز تک پلاسٹک کے بند لفافوں میں کھانا مہیّا کیا

پچاس ہزار افراد کو تین دن کھانا دیا جو پلاسٹک کے لفافوں میں بند ہوتا تھا- بھارتی مسلمانوں اور بھارتی حکومت کے علاوہ وہاں کے غیر مسلم باشندوں ہندوؤں اور سکھوں نے بھی دار العلوم کے ساتھ تعاون کیا ٭ امروز ۹ اپریل ۱۹۸۰ء

قارئین کرام غور فرمائیں- نوائے وقت ۲۹ مارچ ۱۹۸۰ء - اپنے اداریے

میں لکھتا ہے۔

" دیوبند کے صد سالہ جشن کا افتتاح نہ صرف بھارت کے ایک حکمران سے کرایا گیا بلکہ ایک ایسی عورت سے کرایا گیا۔ جس کو دیوبند کے علمی اور دینی مشاغل سے دور کا بھی تعلق نہیں اور جو عورت ہونے کی حیثیت سے بھی اس اعزاز کی مستحق نہیں تھی۔) کراچی ۲۲ مارچ۔ مولوی احتشام الحق تھانوی نے کہا ہے۔

"کہ دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس جو مذہبی پیشوا اور علماء و مشائخ کا خاص مذہبی اور عالمی اجتماع ہے۔ اس کا افتتاح ایک خاتون کے ہاتھ سے کرانا نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی روایات کے خلاف ہے بلکہ ان برگزیدہ مذہبی شخصیتوں کے تقدس کے منافی بھی ہے۔ جو اپنے اپنے حلقے اور علاقوں میں اسلام کی اتھارٹی اور ترجمان ہونے کی حیثیت سے اجتماع میں شریک ہوئے ہیں۔ (رضائے مصطفیٰ امئی ۸۰ء ص ۲۳)

اخراجات جشن

تقریبات جشن کے انتظامات وغیرہ پر ۷۵ لاکھ سے زائد رقم خرچ کی گئی پنڈال پر چار لاکھ سے بھی زیادہ کی رقم خرچ ہوئی۔ بجلی کے انتظام پر ۳ لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ خرچ ہوا۔ کیمپوں پر ساڑھے چار لاکھ سے بھی زیادہ کی رقم خرچ ہوئی۔ روزنامہ امروز لاہور ۹ مئی ۸۰ء جنگ پنڈی ۲ مئی ۸۰ء بحوالہ رضائے مصطفیٰ امئی ۸۰ ص ۲۲

ڈیڑھ کروڑ روپے

جشن دیوبند کی تقریبات پر بھارتی حکومت نے ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ کئے۔ ساٹھ لاکھ دارالعلوم

نے اس مقصد کیلئے اکھٹے کئے ۔ روزنامہ امروز لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۸۰ء

خیر یہ معاملہ تو علماء دیوبند کا داخلی معاملہ ہے۔ ہمیں اس سے کیا غرض۔ جتنا چاہیں فضول خرچ کریں۔ ہم تو صرف یہ سوال علمائے دیوبند سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علمائے دیوبند کے نزدیک منانا بدعت و حرام ہے + تو پھر صد سالہ جشن دیوبند منانا کیونکر جائز ہے ؟ اور ایک غیر محرم مشرکہ عورت کو دیکھنا اور اس سے ایک دینی مدرسے کا افتتاح کرانا اور اس کا لاکھوں کے ہجوم میں تالیوں کی گونج میں لاؤڈ سپیکر پر خطاب کیونکر بدعت و ناجائز نہ ہوگا ؟ اور ایک کافر مشرک کے گھر کا کھانا پکا ہوا علمائے دیوبند کے لئے کھانا کیسے جائز ہوگا ؟ جب کہ ان کے مذہب میں جھٹکا بھی جائز ہے + تو اس کا کھانا کیسے حرام نہ ہوگا ؟

قارئین کرام ۔ اگر آپ یزید پلید کے ظلم و تشدد ۔ جور و ستم اور جبر استبداد اور پھر سید الشہداء امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت و جرأت ہمت و شجاعت قلب اور صبر عظیم کا احوال معلوم کرنا چاہتے ہیں ۔ تو محمد اسمٰعیل نقشبندی کی لکھی ہوئی کتاب " عظمت امام حسین رض " کا مطالعہ کریں ۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ رضائے مصطفٰے چوک دارالسلام گوجرانوالہ شہر
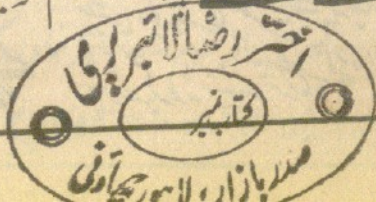
عظمتِ امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کتاب کا پہلا اڈیشن ختم ہو چکا ہے عنقریب دوسرا اڈیشن چھپنے والا ہے۔ اس دوسرے اڈیشن میں حدیث قیصر (قسطنطنیہ) کا صحیح مفہوم بیان کیا جا رہا ہے۔ جس میں یزیدی خارجی ٹولہ یزید پلید کو جنتی ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ لیکن وہ اس حدیث سے کسی طرح بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ یزید پلید فاسق فاجر اور ظالم تھا قطعی جنتی ہے۔

محمد اسماعیل نقشبندی غفرلہ

اللّٰھم صل علٰی سیدنا محمد و علٰی آلہ و صحبہ و بارک وسلم